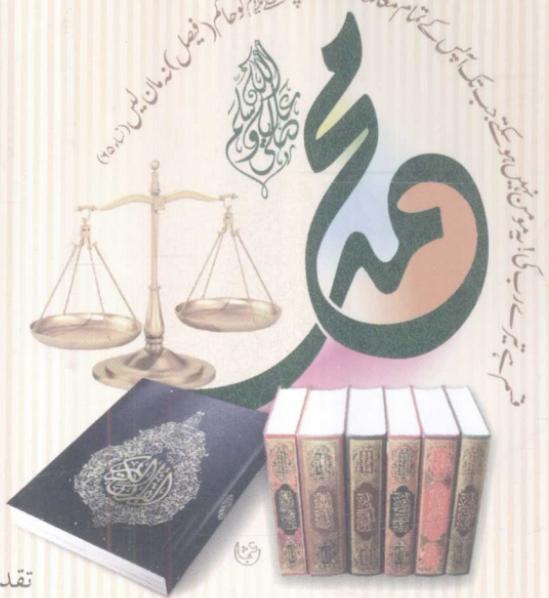


متنازعہ مسائل کے محمدی فصلے

www.KitaboSunnat.com



تقديم و نظر ثانى

قارى طارق جاوید عارفی

تألیف

ابو عبد اللہ آصف محمود



اسلامی اکادمی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَطِيعُو اَللّٰهَ
وَأَطِيعُو اَرْسَوْلَ

جَمِيعُ الْعِبَادَاتِ اِلَلّٰهِنِي رَاهِمَهُ

مُدْعَى اَلْبَرِيْرِي

کتاب و متنی دینی پاپے دلی / دینی اسپر لائپ سے ۱۲ جستہ کرو

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و متن ڈاٹ کام** پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **میلیٹریں الحقيقة اِلِّیْسَانِ الدِّيْنِ** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

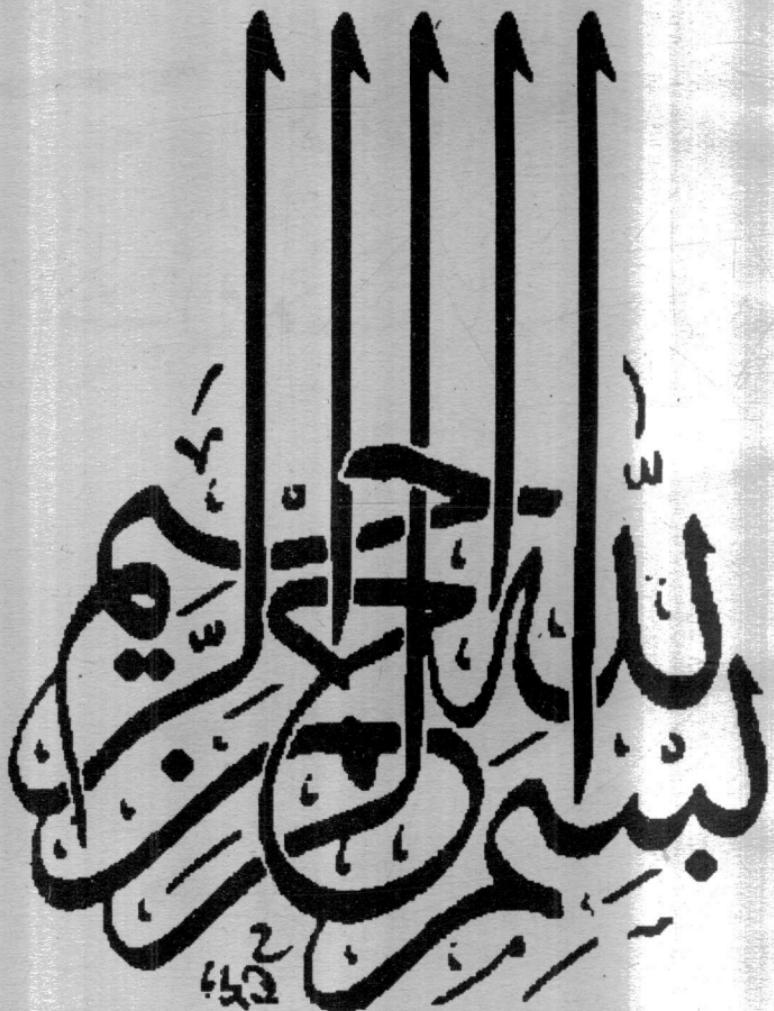
تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ KitaboSunnat@gmail.com
- 🌐 www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

متنازعہ مسائل کے محمدی فنصلے



قاری طارق جاوید عارفی

تألیف ابوعبداللہ آصف محمود

اسلامی اکادمی

نامِ کتاب

متنازعہ مسائل کے محمدی فصلی

تألیف

ابو عبد اللہ آصف محمد

تقطیع و نظریات

قاری طارق جاوید عادی

اشاعت

ماہر 2014ء

طبع

عرفان افضل پرنٹز

اهتمام

محمد رمضان محمدی

ملئے کے پڑے

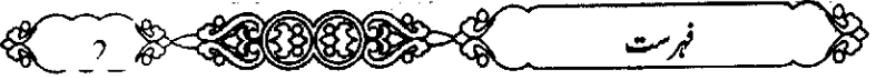
جامعة دارالعلوم المحمدیہ

لوگو و رکشاپ، لاہور

اسلامی اکادمی

17-افضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
فون: +92-42-37357587

3	خطبہ مسنونہ	1
5	مقدمہ	2
12	عرض مؤلف	3
16	علم غیب	4
42	نور و بشر	5
56	صحابہ کا عقیدہ انبیاء ﷺ بشر تھے	6
59	کیا رسول اللہ ﷺ کا سایہ تھا؟	7
62	کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟	8
65	حاضر ناظر اللہ تعالیٰ کی صفت	9
84	عند کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات	10
96	ہدایت دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں	11
99	اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے	12
103	فریاد کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے	13
106	وسیلہ	14
110	دعاء بروات ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے	15
112	غیر اللہ کو پکارنا اکبر الکبار میں سے ہے	16
119	امت مسلمہ کے شرک کے متعلق احادیث	17
124	شرک کی تردید احادیث مبارکہ میں	18
128	شرک کا بیشادی سبب غلو	19


 فہرست

132	مشرک کا کوئی عمل قابل قبول نہیں	20
135	مشرک کے لئے شفاعت نہیں	21
136	مشرک کے لئے کسی دوسرا کام کا عمل قبول نہیں	22
138	پیغمبروں، پیروں، مولویوں کی پرستش بھی شرک	23
143	مشرکین عرب بھی نیک عمل کرتے تھے	24
146	مشرکین مکہ مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے	25
149	مشرکین کا عقیدہ شفا اللہ دیتا ہے	26
151	شرک یہ فعل... قبروں پر دھاگا لٹکانا اور درخت.....	27
153	چھلے پہننا اور دھاگے باندھنا شرک ہے	28
157	بتوں کی اصل حقیقت کیا ہے؟	29
160	مردے نہیں سختے	30
163	فوت شدہ آدمی کا زندہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں	31
165	غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام	32
168	عبداللہ، عبد الرسول وغیرہ نام رکھنا جائز نہیں	33
170	اللہ تعالیٰ کی مشیت رسول اللہ ﷺ کی مشیت ...	34

خطبہ مسنونہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ تَحْمِدُهُ وَتَسْتَعْيِدُهُ وَتَسْتَغْفِرُهُ ، وَتَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ
أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَهْدِي اللَّهَ فَلَا مُضِلٌّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلُ فَلَا
هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْخَدِيْنِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْمُهْدِيِّينَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَشَرَّ
الْأُمُورِ مُهْدَنَاتُهَا وَكُلُّ بَذْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ
﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ حَقُّ الْعُقُولِ وَلَا يَوْمَ إِلَّا وَأَنْتُمْ قُسْلِمُونَ ۝ ۚ يَا أَيُّهَا
النَّاسُ اتَّقُوا رَبِّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُكَبِّرُوا ۚ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيرًا وَنِسَاءً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ ۚ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولُهُ أَكْبَرُ سَيِّدُنَا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُصْلِحُ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرُ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ ۖ وَمَنْ يُطِيعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ ۚ ۚ

” بلاشبہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اس کی تعریف کرتے، اسی سے مدد
ماگتے اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتیں اور اپنے برے اعمال سے
اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جیسے اللہ سید گی راہ دکھائے اسے کوئی گراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ
وھنگار دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معروف
برحق ہے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد
ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حمد و صلواۃے بعد ایقیناً تمام بالتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام امور میں سے برے کام (دین میں) خود ساختہ (بدعت والے) کام ہیں، ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انعام جہنم ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈر و چیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو 0 لوگو! اپنے رب سے ڈر و جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنا�ا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے اُس خدا سے ڈر و جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قربت کے تعلقات کو بگاڑنے پر یہیز کرو یقین جاؤ کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے 0 اے ایمان لائے والو، اللہ سے ڈر و اور ٹھیک بات کیا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا جو شخص اللہ لور اس کے حوالے کی اطاعت کرے اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ ”

(صحیح مسلم، کتاب الجمیعہ، باب تحفیف الصلوٰۃ والخطبۃ: 867-868)

مقدمہ

یہ دنیادار العمل ہے جسے اللہ رب الحضرت نے اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے اور کون بُرے عمل کرتا ہے۔ ایک دن اس دنیا نے ختم ہو جاتا ہے۔ وہ بڑا ہولناک دن ہو گا۔ اس میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ ہر بڑا چھوٹا، بچہ بڑھا، مرد و عورت لہلی نجات کے لئے فخر مند ہو گا۔ اللہ کے مقربین بھی رب سَلَّمَ، ربِّ سَلَّمَ "اللَّهُ سَلَّامَ رَكْنَا" کی صد الکار ہے ہوں گے۔ اس دن انسان کے اعمال کا حساب کتاب ہو گا۔ انصاف اور میراث پر غلطی ہوں گے۔ سفارش، رشتہ اور ندیے کا تصور بھی نہیں ہو گا۔ کامیابی کا انحصار دو باقیوں پر ہو گا۔ عقیدہ توحید اور عمل صارع۔ عقیدہ صحیح اور قرآن و سنت کے مطابق ہو ا تو عملی کو ہمیروں اور لنفر شوں کی معافی ہو جائے گی، لیکن اگر عقیدہ درست نہ ہوا، اس میں کافرانہ اور مشرکانہ عقائد کی آمیزش ہوئی تو زمین و آسمان کی وسعتوں کے برابر بھی نیک اعمال بے کار اور فضول ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**فَإِنَّ الظَّنِينَ كَفَرُوا وَمَا تَوَآءَ مُهُمْ لَعْنَادُ قَلْبُنَ يُقْبَلُ مِنْ أَحَدِ هُمْ قُلْ لِلأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوْ
اَفْتَدَى بِهِمْ (آل عمران: 91)**

" بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور سرتے دم تک کافر ہی رہے، ان میں سے اگر کوئی زمین بھر سوتا بھی فدیے میں دے تو وہ اس سے قول نہیں کیا جائے گا، لیکن لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مدد گار نہیں ہے۔"

یعنی عقیدہ توحید میں بگاڑ کی صورت میں نہ صرف نیک اعمال برپا ہو جائیں گے بلکہ دردناک عذاب بھی دیا جائے گا۔ یہ عقیدہ توحید کیا ہے؟ قرآن مجید نے بڑے آسان الفاظ میں اس کی تشریح کی ہے۔ یوں کہہ لیں کہ دو فقردوں میں عقیدہ توحید کی حقیقت کو کھوں کر رکھ

دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ يَعْثَثُنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (الْجَلِيل: 36)

”اور بلاشبہ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (جنون، آستہوں) کی عبادت سے احتساب کرو۔“

گویا توحید و حیزروں کا نام ہے۔ صرف ایک اللہ کی عبادت و بندگی اور غیر اللہ کی عبادت پر ستش سے احتساب و انکار۔ ان دو اصولوں کے مطابق انسان کی عبادت، عقیدہ اور عمل ہو گا تو وہ کامیاب ہو گا اور اس کی عبادت اور دنگر نیک اعمال پار گا و ایزدی میں شرف قبولیت پائیں گے، و گرنہ سب کچھ مردود اور غیر مقبول ہو گا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو اپنے اشحد میں یوں ذکر کیا ہے:

بِهَوَى الْفُؤُسِ فَذَاكَ لِلشَّيْطَانِ
حَقُّ الِّإِلَهِ عِبَادَةٌ بِالْأَمْرِ لَا

مِنْ غَيْرِكَ إِنْرَاكٌ بِهِ شَيْئًا هُنَّا
سَبَبَا النَّجَاءَ فَحَجَّدَا السَّبَيَانَ

لَمْ يَنْجُ مِنْ غَصْبِ الِّإِلَهِ وَنَارِهِ
إِلَّا الَّذِي قَامَتْ بِهِ الْأَضْلَانُ

وَالنَّاسُ بَعْدُ فَمُشِّرِّكُ بِالْفُؤُسِ
أَوْ ذُو إِنْتَلَاعٍ أَوْ لَهُ الْوَضْفَانِ

”اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت اس کے احکام کی روشنی میں کی جائے نہ کر خواہشات نفس کے مطابق کوئکہ یہ شیطانی فعل ہے۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ نجات کے سماں دو اسباب ہیں۔ اللہ کے غضب اور اس کی آگ سے کوئی نجات نہیں پاسکتا۔ صرف وہی شخص نجات پائے گا جو ان دو اصولوں پر قائم رہے۔ اکثر لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں، بہت سے بدعتات کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔“

فَلِوَاحِدِكُنْ وَاحِدَقِيْ وَاحِدَ
أَغْنِنِي سَبِيلَ الْحَقِّ وَالْإِيمَانِ

لہذا تم صرف ایک بھی کے ہو کر رہو۔ اکیلے ہی کو مانوجوں تھا ہے۔ یہی راہ حق ہے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ (القصيدة النونية، ص: 219، 250)

صرف ایک اللہ کی عبادت کب ممکن ہے؟ جب اس کی ذات کی معرفت ہو کیونکہ جب تک اللہ کی ذات کی صحیح معرفت اور پہچان نہ ہو، تب تک نہ عقیدہ درست ہو سکتا ہے اور نہ کوئی عبادت قبول ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ بار بار لوگوں کو اللہ کی ذات کی پہچان کرتے ہیں۔ ان کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا، بے مثال اور لا شریک ہے۔ اس کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ، وہ کسی ذات کا جز ہے اور نہ کوئی دوسرا اس کی ذات کا جز ہے۔ اسی طرح اس کے بہت سے اچھے اچھے نام اور صفات ہیں، جیسے وہ رحمٰن و رحیم ہے علیم و حکیم خبیر، سمع اور بصیر ہے، اسی طرح عالم الغیب اور مستوی عرش ہے۔ اس طرح دیگر بہت سی اس کی صفات قرآن و سنت سے ثابت ہیں، ان اسماء و صفات میں بھی اس کو کیتا اور تجویز تھا اتنا اور اس کے لئے ثابت صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہ بنانا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ صاف شفاف اور جنی برحقیقت عقیدے پر کتاب اللہ کی سینکڑوں آیات اور نبی رحمت ﷺ کے ہزاروں فرائیں شاہد ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن و حدیث میں یہ عقیدہ اس قدر واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے تو پھر لوگوں میں اس کے متعلق اس قدر اختلاف کیوں ہے۔ بہت سے لوگ یہ باتیں بھی کرتے ہیں کہ آخر ان کے پاس بھی قرآن و حدیث کے دلائل ہیں۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ کسی چیز کے سچھ نہ سچھ دلائل بنا لیتا کوئی مشکل امر نہیں اور پھر اس کے لئے قرآنی آیات کے معنی و مفہوم میں تجدیلی کر کے انہیں اپنے دلائل کے طور

پر باور کرانا بھی کوئی حال کام نہیں کیونکہ جتنے بھی گمراہ فرقہ آج تک پیدا ہوئے ہیں وہ زیادہ تر دلیلیں قرآن علی سے دیتے تھے، حتیٰ کہ جوئے مدی نبوت مرزا غلام احمد قادریانی کے ہمراکار بھی اس کی نبوت کی حقانیت کی دلیلیں قرآن علی سے دیتے ہیں تو کیا پھر اس کو سچا نبی مان لیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ پھر اس کا حل کیا ہے جس سے افتراق و انتشار کا یہ موزی باب بند ہو جائے۔ وہ حل ایک ہی ہے کہ قرآنی آیات کی تفسیر و تفسیر لہنی خواہش اور مرضی سے کرنے کی بجائے یہ دیکھا جائے کہ جس ہستی پر یہ آیت اتری یا جن کے درمیان اتری، انہوں نے اس کا معنی و مفہوم کیا لیا ہے۔ لہذا اس آیت کی جیسی تفسیر کا انہوں نے کی، وہی کری جائے تو اس سے گروہ بندی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا۔

قرآن و حدیث کے فہم اور اس کی تفسیر و توضیح میں اختلاف ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ اختلاف تو صحابہ و تابعین کے درمیان بھی موجود تھا۔ لیکن اس کے سب وہ فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ اس اختلاف کے باوجود سب کا مرکز اطاعت اور محور عقیدت ایک ہی تھا قرآن اور حدیث رسول ﷺ۔ وہ اپنے اختلافات کو کتاب و سنت کے کسوٹی پر پیش کر دیتے تھے۔ لہذا جس کی بات اس معیار پر پوری اتری وہ سچا ہوتا اور دسر اپنی رائے اور موقف کو چھوڑ دیتا۔ جب تک لوگ اسی نفع پر کار بند رہے، امت محمدیہ فرقہ و گروہ بندی سے محفوظ رہی لیکن جب شخصیات کے ہام پر دبتاں فکر مرض وجود میں آئے تو اطاعت و عقیدت کے یہ مرکزوں محور بھی تبدیل ہو گئے۔ اپنی اپنی شخصیات اور ان کے اقوال و افکار اولین حیثیت کے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات ثانوی حیثیت کے قرار پائے اور نہیں سے امت مسلمہ کے افتراق کے الیے کا آغاز ہوا جو دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا اور نہایت مسلکم ہو گیا۔

افسوس کہ اس اختلاف کی وجہ یہ نہیں کہ ان لوگوں میں حق کا علم نہیں اور وہ دلائل سے

بے خبر ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سب کچھ جانتے ہوئے محض اپنے دنیاوی مفاد اور نفسانی اغراض کے لئے اختلاف اور تفرقہ کی راہ پر چلتے ہوئے اور اس پر جتے ہوئے ہیں۔

قرآن مجید نے بھی بڑے طفیل انداز میں لوگوں کی اس کیفیت کو بیوں بیان کیا ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الظَّاغُونَ ﴾ فِيهِمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الظَّلَلَةُ ﴾﴾ (الحل: 36)

”اور بلاشبہ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ تو پھر ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور کچھ وہ تھے جن پر گمراہی ثابت ہو گئی۔“

مطلوب یہ کہ جن لوگوں نے رسولوں کی اتباع و ہجرتی کی، انہیں ہدایت مل گئی اور جنہوں نے خواہشات نفس کی اتباع کی وہ گمراہ ہو گئے۔

فرمانِ الہی سے یہ حقیقت اُنہر من الشَّرِّ ہو گئی کہ فرقہ داریت اور گمراہی تبھی آجائی ہے جب قرآن و سنت کو چھوڑ کر خواہشات نفس کی اتباع کی جائے۔ لہذا آج جس قدر سچے اور سچے عقائد و نظریات کو ممتازہ اور اختلافی بنادیا گیا ہے، وہ حقیقت وہ ممتازہ اور اختلافی نہیں ہیں صرف کچھ جہاڑا کے مفاد اور کچھ نہاد علماء کی فتحی موسویانیوں نے انہیں ممتازہ بنا دیا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ کے عالم الغیب، نور، حاضر باطن، مشکل کشا اور مختار کل ہونے کا عقیدہ ہے۔ پھر اس عقیدے میں مزید غلوکرتے ہوئے، آپ ﷺ کے سایہ تک نہ ہونے کی نفی کر دی گئی۔ گویا نبی رحمت ﷺ کی عقیدت و محبت کی آڑ میں شرک یہ عقائد و اعمال کا ایک بدہیت شجر خیثہ کھڑا کر دیا گیا۔ چنانچہ جب الہ توحید نے ان عقائد و اعمال کو صریح کفریہ و شرکیہ قرار دیتے ہوئے اس شجر خیثہ پر توحیدی کلبائی چلائے تو اس شجر خیثہ کے رکھوالوں نے یہ راگ الابدا الفروع کر دیا کہ امت محمدیہ میں شرک کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس

طرح جہاں یہ لوگ توحید کے صافی چشمے کو شرک کی نجاست سے پلید کرنے کی "خدمت" خوب انجام دے رہے ہیں، وہاں قلمعہ توحید کے مگر ان و پابان بھی غافل نہیں ہیں۔ وہ ایسے مذموم حملوں کا جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل بزرگ عالم دین حکیم عبد العزیز رض نے "متازعہ مسائل کے خدائی فیصلے" کے نام سے ایک کتابچہ تحریر کیا جس میں فتحی باب بندی کے ساتھ ترجیح کے ساتھ قرآن مجید کی وہ تمام آیات جمع کر دی جو متازعہ و اخلاقی مسائل کا شافعی حل پیش کرتی ہیں۔ یہ برا مفید کتابچہ ہے۔ لیکن صرف قرآنی آیات پر محدود ہے، اس لئے کہنی لوگوں کی خواہش تھی کہ اگر اسی اسلوب پر ان متازعہ مسائل پر باترجمہ احادیث نبوی ﷺ بھی اکٹھی کر دی جائیں تو حواس و خواص کی رہنمائی کے لئے برا مفید ہے گا۔ ہمارے ہونہار تکمیل قاری آصف محمود رحمۃ اللہ علیہ اپنی چھٹی حس سے اس کی ضرورت و افادیت کا اندازہ لگالیا اور پھر خود یہ اہم کام کرنے کی ذمہ داری اپنے ناتوان کرنے ہوں پر انھی۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بعد شب دروز کی محنت شاہد سے متازعہ مسائل کے محمدی فیصلے کے نام سے ایک خوبصورت کتاب تیار کر دی۔ اس کتاب کی بڑی خاصیت یہ ہے کہ صرف صحیح یا حسن احادیث کو ذکر کیا گیا اور ضعیف و موضوع ردا ایات کو لائق اعتناء نہیں سمجھا۔ نیز کتاب کے آخر میں مشرکین کے اس پروپیگنڈے کا بھی مدلل جواب دیا ہے کہ امت محمدیہ میں شرک کا وجود نہیں۔ ان کی یہ کادش ایسے لوگوں کے لئے دعوت فکر ہے کہ جو ائمۃ بیتے عشق مصطفیٰ کے دعوے کرتے ہیں۔ لہذا یہ کتاب جس طرح متازعہ مسائل سے متعلق نبی رحمت ﷺ کے موقف کی ترجیحی کرے گی، وہاں ایسے لوگوں کے عشق کی قلی بھی کھول دے گی۔ اگر یہ لوگ اپنے عشق میں واقعی سچے ہیں تو فوراً اپنے محبوب کی بات کو قبول کریں گے کیونکہ ایک سچے عاشق کا یہی وظیرہ ہوتا ہے۔ وہ ایک ادا میں اپنے محبوب کی پیدا و نقل کی کوشش کرتا ہے۔ اب ہم بھی دیکھتے ہیں کہ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لمحہ بمحبہ عشق رسول کا دم بھرنے والے یہ لوگ اپنے دعوے میں کس قدر صادق ہیں۔ وہ اپنے محبوب کے اقوال و فرائیں کو پڑھ کر چاہیب رسول ہونے کا شکوت دیتے ہیں یا انہیں تھکر کر گستاخ رسول ہونے کو پسند کرتے ہیں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لَوْكَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَغْتُهُ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ تُحِبُّ مُطْبِعٌ

”اگر تم اپنی محبت میں پچھے ہو تو محبوب کی اماعت کرتے کیونکہ محب اپنے محبوب

کا تابع فرمان ہوتا ہے۔“

الله تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موکف کی اس کوشش کو لینی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کا دش کو تمام مسلمانوں باخصوص ان لوگوں کے لئے جو عقائد کے حوالے سے غلط فہمیوں کا شکار ہیں، ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو دین حنیف کی خدمت اور سنت رسول کی اشاعت و ترویج اور دفاع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور روزی قیامت بلا حساب جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمين يا رب العلمين! وصلی الله علی نبیہ الکریم

وسلم تسليم کثیرا

العبد المذنب

طردق جاوید عارفی

ریسرچ فیلودار السلام لاہور

عرض مؤلف

اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں مختلف اعضاہ بنائے جو لہنی لہنی جگہ پر بڑی اہمیت کے حامل ہیں لیکن اللہ رب العوت نے انسان کے جسم میں دل ایسا عضو بنایا ہے کہ جس کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

”جسم میں گوشت کا ایک سکھرا ہے اگر یہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔“

نظریہ کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ نظریہ اور نکتہ نظر کو عربی میں ’عقیدہ‘ کہتے ہیں۔ عقیدہ کا مطلب ہے جس پر پختہ یقین کیا جائے اور ایک مومن کا پختہ یقین دا یمان اپنے پیدا کرنے والے اللہ پر ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی پیشان ضروری ہے تاکہ عقیدہ پختہ ہو۔ جس طرح انسانی جسم صرف ایک دل کی وجہ سے خراب ہو جاتا ہے اسی طرح اگر انسان کے عقیدے میں کوئی خربلی آگئی تو اس خربالی کی وجہ سے انسان کے سارے اعمال بر باد ہو جاتے ہیں۔ دین اسلام میں سب سے بنیادی چیز اپنے عقیدے کو درست کرنا ہے اگر ہم اپنا عقیدہ درست کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھ لیں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں و گرنہ کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔

۱

ہمارا معاشرہ عقائد کے لحاظ سے خاصی پستی کا فکار ہے۔ کہیں انبیاء کی صفات اللہ تعالیٰ سے بڑھائی جا رہی ہیں تو کہیں اولیاء کو انبیاء سے بلند مرتبہ دیا جا رہا ہے تو کہیں اللہ تعالیٰ کی

مخصوص صفات انبیاء اور اولیاء میں ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔
(العیاذ باللہ)

اس طرح کی صورت حال کو دیکھ کر بندہ تاجزیہ کے ذہن میں یہ چیز ابھری کہ کسی نہ کسی طریقہ سے بھلکے ہوئے انسانوں کے سامنے حقیقت کو اجاگر کیا جائے تو بندہ تاجزیہ نے ایک ادنیٰ کی کاوش آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ جس کے ذریعہ سے بدایت کا طلب گار آدمی بہت سا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اس کتاب میں زیادہ تر نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو مد نظر رکھا گیا ہے و مگر نہ ہر موضوع کے متعلق بہت سی قرآنی آیات بھی میراث ہیں۔ لیکن اس کتاب میں اصل مقصود نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو اکٹھا کرنا تھا۔ اس بات کا اندازہ آپ اس کتاب کے عنوان سے لگاسکتے ہیں۔ ”متازعہ مسائل کے محمدی فیصلے“

اس سے پہلے مارکیٹ میں متازعہ مسائل کے خدائی فیصلے از قلم حکیم عبد العزیز صاحب کے نام پر کتاب موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے۔ حکیم صاحب نے متازعہ مسائل پر جتنی بھی قرآنی آیات تھیں سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ جو بھائی مزید استفادہ کرنا چاہے وہ ان کی کتاب سے کر سکتا ہے۔

بعض مسائل میں کچھ ذہنی اختلافات ہو جاتا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب ہمارے سامنے قرآن و حدیث کی واضح دلیل رکھی جائے لیکن ہم اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا فرمان بڑی وضاحت کے ساتھ ہمیں تبیہ کر رہا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

فَلَا وَرِبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكُمْ فِيمَا شَجَرَ بِيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا قَعْدًا قَضَيْتَ وَلِسْلِمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ (النساء: 65)

”تم ہے تیرے رب کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے تمام اختلافات میں آپ ﷺ کو حاکم (فیصل) نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں اس سے وہ دل میں کسی طرح کی تسلی اور ناخوشی محسوس نہ کریں۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“ یعنی جیسے ہی فرمان رسول آنکھوں کے سامنے آئے یا کافوں میں سنائی دے اسی وقت سرتیم خم کر دینا چاہے اور اس فرمان رسول کو قبول کر لینا چاہیے وگرنہ کہیں یہ نہ ہو کہ ہم اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ (اللهم لا تجعل منهم

میں کائنات کے خالق واللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس کی توفیق سے یہ کام پایا ہمیں کو پہنچا یقیناً یہ اسی کا فضل و کرم ہے کہ میں اسے مکمل کرنے کے قابل ہو۔

فَلَهُ الْحَمْدُ كُلُّهُ أَوْلًا وَآخِرًا

اس کے بعد میں اس حدیث کے تحت (لَا يشکر الله من لا يشكرون الناس) جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہٹکر یہ ادا نہیں کرتا۔ اپنے تمام اساتذہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری قدم پر رہنمائی فرمائی۔ خصوصی طور پر میں شکر گزار ہوں اپنے بہت ہی شفیق استاد جناب مولانا قاری طارق جاوید عارفی صاحب (ریسرچ فیلڈ اسٹار السلام لاہور) کا جنہوں نے اپنے قیمتی وقت سے وقت نکال کر بہت عقی مفید مشوروں سے نوازا اور

ساتھ ساتھ تقدیم کرہ کر بندہ ناجیز کی کتاب کو چار چاند لگادیے اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے۔

آخر میں اس کتاب کے قارئین سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر انہیں اس کتاب سے کوئی فائدہ ہو تو وہ میرے لیے میرے اساتذہ کے لئے میرے گھروالوں کے لئے خصوصی طور پر میرے والدین کے لئے اور اس کتاب کی طباعت کا اہتمام کرنے والوں اور اس میں کسی قسم کا تعاون کرنے والوں کے لئے دعا ضرور کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں نصیب فرمائے۔ (آمین)

آصف محسوو

(عفا اللہ عنہ و عن والدیہ)

علم غیب

﴿ قُل لَا أَمِلُك لِنَفْسِي تَقْنِعًا وَلَا ضَرًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ
الْغَيْبَ لَا سَتَّكَنْتُ مِنَ الْغَيْبِ وَمَا مَسَقَ السَّوْءَ إِذَا إِلَّا نَذِيرٌ وَنَذِيرٌ لِغَوَّةِ
يَوْمَئِنَّ ﴾ [سورة الأعراف: 188]

کہہ دو کہ میں اپنے فاکرے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ
چاہے۔ اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہو تو ہبہ سے فاکرے جمع کر لیتا اور مجھ
کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو سو منوں کو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

دلیل 1. حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں

کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا:
مَا الْإِيمَانُ قَالَ «الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِيهِ
وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثَةِ الْآخِرِ». قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الإِسْلَامُ قَالَ «الإِسْلَامُ أَنْ
تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقْيِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمُفْرُوضَةَ،
وَتَصُومَ رَمَضَانَ». قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْإِحْسَانُ قَالَ «الْإِحْسَانُ أَنْ
تَعْبُدَ اللَّهَ كَاتِنَكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَلِهِ يَرَاكَ». قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى
السَّاعَةُ قَالَ «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ»، وَلَكِنْ سَأَحْدِثُكَ عَنْ
أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبِّتِهَا، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَ الْحَفَاءُ
الْمُرْأَةُ رُؤُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي تَخْسِي لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ﴿ إِنَّ

الله عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْتَلِعُ الغَيْبَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضَ^{۱۷} ». ثُمَّ انصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ «رُدُّوا عَلَىٰ» . فَأَخْذُذُوا لِرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا . فَقَالَ «هَذَا جِبْرِيلُ بَحَاءٌ لِيُعْلَمَ النَّاسُ دِينَهُمْ» (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبیر بن عبد الله الخ: 50۔ صحیح مسلم: 9)

”ایمان کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، آخرت پر، اس کے رسولوں پر، اس کی کتابوں اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لاو۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ تھہراو، نماز قائم کرو، فریضہ زکوٰۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ احسان کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو تو سو اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ قیامت کب ہو گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس سے یہ بات پوچھی جا رہی ہے وہ خود سائل سے زیادہ اس کو نہیں جانتا اور میں تم کو اس کی علامتیں بتلا دیتا ہوں جب لوڈی اپنے آقا کو جنتے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چڑانے والے بڑی بڑی بلند عمارتیں بنانے لگیں گے یہ پانچ چیزوں جن کا علم کسی اور کو نہیں ہے پھر آپ ﷺ نے سورۃ القمر کی یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ، عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْتَلِعُ الْغَيْبَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضَ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدَارًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِمَا يَأْتِي أَرْضٌ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ خَيْرٌ﴾ (القمر: 34)

”یقینا اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور وہی بارش کو اتاتا ہے۔ اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے (کہ وہ اچھا ہے یا بُر او غیرہ)۔ اور کسی نفس کو نہیں معلوم کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور نہ ہی کسی جان کو معلوم ہے کہ وہ کس سرزین میں فوت ہو گی۔ یقینا اللہ ہی خوب واقف باخبر ہے۔“

اس کے بعد سوال کرنے والا شخص چلا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس کو واپس لاوہ نظر نہ آیا آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ تو حضرت جبراہل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

دلیل 2 حضرت ابوذر ؓ اور حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا وَاللِّهِ بَعْثَ مُحَمَّداً بِالْحَقْ وَهُدًى وَبَشِيرًا مَا كُنْتُ بِأَعْلَمَ بِهِ مِنْ رَجُلٍ مِنْكُمْ وَإِنَّهُ لِجَنِيْلٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ» (بستان السافى، کتاب الایمان و شرائعہ۔ باب صفة الایمان والاسلام: 4995)

”تم ہے رب جلیل کی جس نے محمد ﷺ کو رسول برحق بنا کر بھیجا کہ میں اس سائل کو تم میں سے کسی شخص سے بھی زیادہ نہیں جانتا تھا اور اب معلوم ہوا وہ تو جبراہل علیہ السلام تھے۔“^(۱)

دلیل 3 حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا:

① اگر نبی ﷺ عالم الغیب ہوتے تو یہ الفاظ نہ کہتے کہیں تم میں سے کسی شخص سے زیادہ اس کو نہیں جانتا۔ جو عالم الغیب ہو اس کے علم میں ہر چیز ہوتی ہے۔

یکوں قبل آن یمومت پسہر «تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

الله» (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب قوله علی رأس مائة سنة لا یعنی: 2538)

آپ ﷺ نے لہنی وفات سے صرف ایک مہینہ پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے قیامت کا وقت پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔^(۱)

دلیل 4. حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہؓ کے جگہ میں داخل ہوا تو اس وقت ان کے پاس بھی ہوئی گوہ (ضب) رکھی ہوئی تھی تو حضرت میمونہؓ نے وہ گوہ آپ کی خدمت میں پیش کر دی جب آپ ﷺ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے:

فَقَالَ بَعْضُ النِّسَاءِ الْلَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ أَخْبِرُوْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ. فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ.

یادہ (صحیح بخاری، کتاب النبائع والصید، باب الضب: 5537، صحیح مسلم، کتاب الصید،

باب إباحة الضب: 1946)

”بعض بیویوں نے یہ خبر دی جب نبی کریم ﷺ اس کو کھانے کا ارادہ کر کچے تھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ضب ہے تو آپ ﷺ نے اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔“

① اس روایت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نبی اکرم ﷺ کو لہنی وفات سے ایک ماہ قبل تک قیامت کا علم نہ تھا۔ اور اس کے بعد بھی کوئی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ ﷺ کو قیامت کا تھیک وقت عطا کر دیا گیا تھا۔

دلیل 5. حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے وقت قیامت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«عِلْمُهُمَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يَجْلِيْهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ» (مسند احمد: 23306)

”کہ اس کا علم تو بیس میرے رب کو ہی ہے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔“

دلیل 6. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب محمد کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب مرحاج میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو اس میں وقت قیامت کا ذکر ہوا پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا انہوں نے کہا لا علم لی بھا پھر یہی سوال موسی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا لا علم لی بھا کہ میرے پاس اسکا علم نہیں ہے۔ پھر یہی سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے وقوع کے وقت کی خبر تو اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کسی کو نہیں ہے۔^(۱) (مسند احمد: 3555:

① اگر انہیاء علم غیب کے مالک ہوتے اور جمیع مکان اور مالکوں کا علم رکھتے تو ضرور قیامت کا وقت بتاریخ توجہ فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے الفاظ پر میرے پاس قیامت کے بارہ میں کوئی علم نہیں کہ قیامت کب قائم ہوگی اور باقی انہیاء کے الفاظ پر بھی غور فرمائیں۔ جب آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے احوال کے بارہ میں سوال کیا گیا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ تو انہوں نے کیا ارشاد فرمایا: قیامت کے وقوع کے وقت کی خبر تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔

دليل 7. حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ ایک بدو نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ میں ایک ایسے نشیں جگل میں رہتا ہوں جہاں گوہیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اور ہمارے یہاں لوگ عموماً ان کو کھاتے ہیں۔ آپ فرمائیے میں کیا کروں؟ آپ ﷺ خاموش رہے کوئی جواب نہ دیا اس نے حاضرین کی تلقین سے پھر سوال کیا آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا تیری مرتبہ آپ ﷺ نے جواب دیا:

『يَا أَعْرَابِيُّ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ أَوْ غَضِيبَ عَلَى سَبِطٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَابٌ يَدْبُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدْرِي لَعَلَّ هَذَا مِنْهَا فَلَسْتُ أَكُلُّهُمْ وَلَا أَنْهَى عَنْهَا』 (صحیح مسلم، کتاب الصبد والذبائح، باب اباحة الغضب: 1951)

”ایے اعرابی بنی اسرائیل کی امتوں میں سے کسی امت پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوئی

اور اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین پر ریکنے والوں میں بدل دیا۔ میں نہیں جانتا شاید یہی ہوں اس لیے میں اسے نہیں کھاتا اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔“

دليل 8. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ 『إِنِّي لَأَنْقِلِبُ إِلَى أَهْلِي ، فَأَجِدُ التَّمَرَّةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي فَأَزْفَعُهَا لَا كُلُّهَا ، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأَلْقِيَهَا』 (صحیح بخاری، کتاب فی النقطة، باب إذا وجد غرة فی الطريق: 2432، صحیح مسلم: 1071)

”ایسا ہوتا ہے کہ میں گھر جاتا ہوں اور بستر پر کمبور پڑی پاتا ہوں اور اس کو کھانے کے ارادے سے اٹھا لیتا ہوں پھر میں یہ خطرہ محسوس کرتا ہوں شاید یہ کمبور صدقہ کی ہو تو میں اسے رکھ دیتا ہوں اور اس کو نہیں کھاتا۔“

دلیل 9. حضرت انس بن مالک سے مردی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک راتے

پر تعریف لے جا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے کعبور کا ایک دانہ دیکھا:
قالَ «لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكْلَتُهَا»

(صحیح بخاری، کتاب فی للقطة ، باب إِذَا وَجَدَتْهُ فِي الطَّرِيقِ : 2431)

صحیح مسلم: (1071)

”آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ یہ صدقہ کی کعبور ہو گی تو میں اسے ضرور کھا لیتا۔“

حضرت انس بن مالک سے مردی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي لَأَرَى التَّمَرَّةَ قَمَّا يَمْتَعِنُّي مِنْ أَكْلِهَا إِلَّا خَافَةً أَنْ تَكُونَ مِنْ عَنْ الصَّدَقَةِ» (کنز العمال: 7 / 328، طیالسی: 267)

”میں کعبور کو دیکھتا ہوں تو مجھے اس کے کھانے سے اور کوئی چیز منع نہیں کرتی مگر صرف یہی خوف کہ کہیں وہ صدقہ کی کعبور نہ ہو۔“^(۱)

دلیل 10. حضرت عائشہؓ نے ہمارا تمیٰ میں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ خندق

سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر عسل فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام آئے: فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ وَاللهُ مَا وَضَعْنَا، فَأَخْرُجْ إِلَيْهِمْ . قَالَ «فَإِلَى أَينَ؟» . قَالَ

هَا هُنَا، وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ (صحیح بخاری، کتاب

① اگر اللہ کے نبی ﷺ عالم الغیب ہوتے تو کبھی کعبور کھانے کے معاملہ میں متعدد نہ ہوتے۔ بلکہ انہیں واضح علم ہوتا کہ یہ کعبور صدقہ کی ہے یا نہیں۔

المغازی، باب مرجع النبی من الأحزاب الخ: 4117)

انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے تھیار اتار دیے ہیں۔ ہم (فرشتوں) نے تو ابھی تک نہیں اتارے۔ اور ان کی طرف چلیے آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میر انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا کہ اور چنانچہ آپ ﷺ لفڑ کے ساتھ اس طرف تشریف لے گئے۔^(۱)

دلیل 11. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خبر کا عامل بنا کر بھیجا۔ تو اس نے وہی پر آپ ﷺ کی خدمت میں عمدہ قسم کی کعبوں میں پیش کیں:

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «أَكْلُ مُنْزَرٍ خَيْرٌ هَكَذَا». فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «فَلَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعِ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعِ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا»

(صحیح بخاری، کتاب الیبوع، باب إذا أراد بيع مهر بغير خبر منه: 2202، صحیح سلم: 1593)

”آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا خبر کی سب کعبوں میں عمدہ ہوتی ہیں؟ عامل نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ہم تو دو اور تین صاع روپی قسم کی کعبوں کے عوض میں ان کا ایک یا دو صاع خریدتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو تم روپی کعبوں کو رقم کے عوض فروخت کر دیا کرو مہر رقم کے بدلتے میں یہ کعبوں میں لے لیا

① اگر بھی ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو سچے ہی معلوم ہوتا کہ ہم کو خدق کی ہم سے فارغ ہو کر نی قریظہ جاتا ہے اس لیے نہ تو آپ ﷺ تھیار اتارتے اور نہ ہی حضرت جبریل ﷺ سے یہ سوال کرنے کی نوبت آتی کہ فالی این؟ یعنی اب ہمیں کہ میر جاتا ہے؟

(۱۰) کرو۔

دليل 12. حضرت انس بن مالک رض ناگزير ماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ . فَأَتَاهُ فَوْجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكَسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَائِنَكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ . كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلَهُ ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ . فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَّا وَكَذَّا فَقَالَ مُوسَى فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمُرْمَةُ الْآخِرَةُ بِشَارَةً عَظِيمَةً فَقَالَ «إِذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، وَلَكِنْكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» (صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب یا ایہا الذین مامنوا لا تریعوا... الخ: 4846)

”کہ نبی اکرم ﷺ نے ثابت بن قیس رض کو گم پایا تو ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ ﷺ کے لیے اس کا حال دریافت کر کے آتا ہوں۔

① اگر جتاب رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہوتے اور ان کو جمیع اماکن و مالکوں کا علم حاصل ہوتا یعنی جو کچھ ہو گیا ہے اور جو ہونے والا ہے۔ اس کا علم ہوتا اور آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے جیسا کہ فریق خالف کاغلداد ہوئی ہے۔ تو ہر آپ ﷺ کو خبر کے علاقے کی کمھروں کا ضرور علم ہوتا کیونکہ بقول فریق خالف آپ ﷺ کو ذرہ ذرہ اور ہر درخت کے ایک ایک پتہ کا علم ہے۔ پھر بھلا آپ ﷺ کو کمھروں کی عمدہ اور روی قسمیں کیوں نہ معلوم ہو سکیں؟ اور خبر مدینہ طیبہ سے صرف دو سو میل دور ہے۔

وہ صحابی گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ثابت بن قیس رض اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اس نے ان سے دریافت کیا آپ کو کیا فکر ہے؟ وہ بولے کہ معاملہ خراب ہے میری آواز حضور ﷺ کی آواز پر بلند ہو جاتی رہی ہے اور میرے عمل تو بالکل ضائع ہو گئے ہیں اور میں تو دوزخی ہو گیا ہوں وہ صحابی حضور ﷺ کے پاس گئے اور یہ باتیں آپ ﷺ سے عرض کر دیں کہ ثابت تو ایسا اور ایسا کہتا ہے دوبارہ وہ آدمی بشارت عظیمہ لے کر گیا حضور ﷺ نے فرمایا جا کر اس کو گھوکہ تو دوزخی نہیں پلکے جنتی ہے۔^(۱)

دلیل 13: حضرت سہل بن سعد رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے دروازے کے ایک سوراخ سے اندر جھانکا اور آپ ﷺ اپنے سر مبارک میں کنکھی کر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ أَعْلَمُ أَنِّكَ تَتَنَظِّرُ لَطَعْنَتٍ يُهْرِفُ عَيْنِكَ ۖ ۗ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ»۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستذان، باب الاستذان من أجل البصر: 6241، صحیح مسلم: 2156)

”کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھے دکھے رہا ہے تو میں ضرور تیری آنکھ میں چوکا رہتا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اجازت لینے کا مطلب حقیقتی صرف یہی ہوتا ہے تاکہ کسی

^① جو عالم الغیب اور ہر جگہ خاضر و ناظر ہوتا ہے اس سے کوئی چیز گم نہیں ہوتی۔ وہ تو ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ کو اس کے قسم کا تباہ ہی پتہ چلا جب صحابی نے آکر بتایا اور یہ بات بھی ہے کہ عالم الغیب کو کسی سے کوئی چیز پہنچنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔

کے گھر زگانہ پڑے۔^(۱)

دلیل 14. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عقل اور عرینہ قبیلے سے آپ ﷺ کے پاس آئے اسلام قبول کیا کچھ دن رہے تو انہیں مدینے کی ہو اموافق نہ آئی اور بیمار ہو گئے۔ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اونٹی کا دودھ اور پیشاب طاکر میں اور انہیں ایک چراغاہ کی طرف بھیج دیا جب وہ چلے گئے:

فَلَمَّا صَحُوا قَاتُلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَأْفُوا النَّعْمَ،
فَجَاءَ الْخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب أبوالابل والدواب

والغنم ومرابضها: 233، صحیح مسلم: 1671)

”جب وہ تندروست ہو گئے تو انہوں نے نبی ﷺ کے چروائے کو قتل کر دیا اور اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ پس آپ ﷺ کے پاس یہ خبر دن کے ابتدائی حصے میں آئی تو آپ ﷺ نے ان کے پیچے کچھ آدمی بیجے وہ ان کو کپڑا لائے تو ان کے ہاتھ

① اس صحیح اور صریح روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو دیکھا تھا اور نہ اس کے متعلق علم تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھ لیا الفاظ پر غور کریں فلمیاراہ ، یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ جب دیکھ لیا تو نہایت تدبیر سے تاکہ اس شخص کو علم نہ ہو سکے۔ اس کی آنکھ بھوزدینے کا ارادہ فرمایا اور اس کی آنکھ میں چوکار نے کیلے اس کے پیچے تشریف بھی لے گئے۔ اگر نبی کریم ﷺ کو جمیع مکان و مکون کا علم ہوتا تو اس روایت میں فلمیاراہ اور لواعلم اُنک تظرنی کے الفاظ کی سرے سے مطلقاً گنجائش ہی نہ ہوتی۔

اور پاؤں کا نے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاپیاں پھیری گئیں۔^(۱)

دلیل 15. حضرت انس بن مالک رض فیضیان فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جمیش رض کا نکاح حضرت زید بن خداش رض کے طلاق دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دیسر پر چند صحابہ رض کو بلا یا۔ کچھ لوگ کھانے سے قادر ہونے کے بعد بھی وہیں اسی جگہ میں بیٹھے باقی کرتے رہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا شاید میرے اٹھ جانے سے یہ بھی اٹھ جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئے لیکن وہ آپ کی مٹا کا بالکل احساس نہ کر سکے۔

ثُمَّ ظَنَّ أَهْمِنْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ
فِإِذَا هُنْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُولُوا، فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”جب یہ گمان اور خیال کیا کہ وہ لوگ جاپکے ہوں گے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں لوئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

(۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو قلع سلطان سمجھ کر اسکے ساتھ یہ ہدر دی کی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی علم ہوتا کہ اسکی کارروائی کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہرگز نہ کرتے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ انہی روایات میں تصریح ہے کہ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ذاکوں کے تعاقب میں نیک کے قریب نوجوان بیسیجے۔ جو عام الخیب ہواں کیلئے فجائے الخبر بیسی آپ کے پاس خبر آئی، کے الفاظ کا کیا مطلب اور مسلم کے الفاظ آپ نے نوجوانوں کے ساتھ ایک کھوپی بھی روانہ کیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو فرمادیتے وہ ذاکو تمہیں فلاں مقام پر ملیں گے۔

زینب بنت خاتم کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ لوگ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو آپ ﷺ پھر واپس باہر تشریف لے گئے۔

ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَأَنْطَلَقُوا - قَالَ - فَعِجِّلْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا ، فَجَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الوليمة حق: 5166، صحیح مسلم: 1428)

”پھر وہ اٹھ کر چلے گئے حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: پھر میں گیا اور آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تب آپ ﷺ آئے اور مجرہ زینب بنت خاتم میں داخل ہوئے۔“

دلیل 16. حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے جمیع الوداع کے لیے کہ کا سفر اختیار کیا اور اپنی قربانی مدینہ سے ہی ساتھ لے لی، لیکن جب مکہ پہنچنے تو آپ ﷺ کو پتا چلا کہ اہل جاہلیت کا خیال ہے کہ حج والے میں میں عمرہ کرتا بہت بڑا گناہ ہے۔ چونکہ آپ ﷺ قربانی ساتھ لے کر آئے تھے۔ اس لیے جو صحابہ رضی اللہ عنہم قربانی ساتھ نہیں لائے تھے ان کو حکم دیا کہ وہ پہلے عمرہ ادا کریں اور احرام کھول دیں اور پھر حج کیلئے یہاں سے مستقل احرام باندھ لیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس میں الحصہ محسوس کی اور اس طریقے کے حج کے ثواب کو کم جاتا اور اس لیے بھی کہ آپ ﷺ اس طرح نہیں کر رہے تھے۔

جب نبی کریم ﷺ تک بہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَوِ اسْتَهْلَكْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ ، وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهُنْدَى لَا خَلَّتُ»

(صحیح بخاری، کتاب الحج، باب تفضی الخائفین الناسک کلہا: 1651، سنن النسانی: 2755)

”ایام حج میں عمرہ کر کے جاہلی خیال کو پاہل کرنے کے متعلق) جوبات اب مجھے بعد میں معلوم ہوئی۔ اگر وہ پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو میں قربانی ساتھ لے کر نہ آتا اور احرام سے باہر نکل آتا۔“

اور حضرت عائشہؓ کی روایت کہ اس طرح ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر پہلے ہی سے مجھے وہ رائے معلوم ہو جاتی جواب معلوم ہوئی ہے تو میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا اور میں لوگوں کی طرح احرام سے نکل آتا۔^(۱)

دليل 17. حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے بڑے خوش و خرم باہر نکلے پھر کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نجیدہ ہو کر واپس تشریف لائے: فَقَالَ «إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِذْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ أَتَعْبَثُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي» (سنن ابو داود، کتاب manusك، باب فی دخول

الکعبۃ: 2029، سنن ابن ماجہ: 3064)

”اور فرمایا: میں کعبہ میں داخل ہوا تھا اور اگر مجھے پہلے ہی سے یہ بات معلوم ہو جاتی جواب معلوم ہوئی ہے تو میں کعبہ میں داخل نہ ہوتا مجھے خوف ہے کہ میں نے اپنے فعل سے امت پر مشقت ڈال دی ہے۔“^(۲)

① نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر یہ بات مجھے پہلے معلوم ہوتی تو میں قربانی ساتھ نہ لے کر آتا۔ روز روشن کی طرح یہ بات عیاں کر رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آنسے والے حالات کا پہنچ نہیں تھا جب سانتے دیکھا تو پھر خیال آیا کہ کاش میں جاؤ رہ ساتھ لے کر نہ آتا۔

② اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جمع مکان و مایکون کا علم حاصل نہ تھا ورنہ آپ ﷺ ہرگز اظہار افسوس کے طور پر ایمانہ فرماتے (کہ اگر مجھے پہلے ہی یہ بات معلوم

دلیل 18. حضرت ابوسعید خدری رض فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچے

جوتے ہیں کہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنے جوتے اتار دیے اور اپنی بائیں طرف رکھ دیے صحابہ رض نے آپ ﷺ کی اقدامے میں جوتے اتار دیے۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جوتے کیوں اتارے عرض کیا ہم نے آپ کو دیکھا اس لیے جوتے اتار دیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان چجزاً ایں اتنا نبی فا خبر نبی اِنْ فِيهَا قَذْرًا

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلاۃ فی النعل: 650)

میں نے تجویز اس لیے اتارے تھے کہ حضرت جبرائیل عليه السلام نے مجھے آکر بتایا کہ میری جو جوں کے نیچے نجاست لگی ہوئی ہے۔^(۱)

ہو جاتی جواب معلوم ہوئی تو میں کعبہ میں داخل نہ ہوتا) اور نہ بعد میں آپ ﷺ کی رائے مبارک بدلتی کیونکہ عالم الغیب کو نہ تو افسوس لاحق ہوتا ہے اور نہ حکم اور رائے بدل کر پہلی رائے پر کبھی پچھتا ہوتا ہے۔

^(۱) اس صحیح اور صریح روایت سے بھی معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہ تھے اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو ضرور اپنے جوتوں کے نیچے پلیدی نظر آجائی اور پھر حضرت جبرائیل عليه السلام کے نازل ہو کر آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ فا خبر نبی کے الفاظ پر توجہ دیں مجھے آکر خبر دی گئی۔ پھر نبی ﷺ کا صحابہ رض سے سوال کرنا کہ تمہیں کس چیز نے جوتے اتارنے پر آمادہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کے پاس سوال کرنے کا صحیح مقدمہ بھی اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہ تھے اور جو پیچے صحابہ رض ہوتے ہو وقت کے ولی تھے ان کو خود نہیں پہنچا کر نبی ﷺ نے جوتے کیوں اتارے بلکہ نبی ﷺ کے بتانے پر پہنچا اگر انہیں پہنچا ہوتا تو نبی ﷺ ان کو دوبارہ نہ بتاتے۔

دلیل 19. حضرت عائشہؓ سے مردی ہے کہ وہ فرماتی کہ ایک غزوہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھی ایک جگہ آپ ﷺ نے پڑا وکیا۔

انقطع عقد لی، فَأَقْطَعَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى النَّبِيِّ إِسْمَاعِيلَ وَأَقْطَعَ النَّاسُ مَعْهُ

(صحیح بخاری، کتاب التیم، باب قول الله تعالیٰ فلم تجدوا ماء... : 334)

جس میں ایک ہار گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ اس

کو تلاش کرنے کے لیے وہاں پہنچ گئے۔

مسلم میں الفاظ یوں ہیں:

أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَنْسَهَةِ قِلَادَةً ، فَهَلَكَتْ ، فَأَزْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

الله علیہ وسلم نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیم: 367)

حضرت عائشہؓ سے حضرت اسلامؓ سے ہار مانگ کر لے گئیں جو ضائع ہو

گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تلاش کے لیے اپنے صحابہؓ میں سے کچھ صحابہؓ کرامؓ کو بھیجا۔

ایک اور روایت میں الفاظ یوں ہیں:

بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيهِ وَسَلَّمَ أَسَيْدَ بْنَ حُضَيْرَ وَأَنَاسًا مَعْهُ فِي

طَلَبِ قِلَادَةِ أَصْلَتُهَا عَائِشَةُ (سنابوداود، کتاب الطهارة، باب التیم: 317)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسیدؓ اور کپی اور آدمیوں کو اس ہار کی تلاش

کے لیے بھیجا جو حضرت عائشہؓ سے گم ہو گیا تھا۔

جب تھک ہار کر جانے کا ارادہ کیا تو اس حدیث کے آخر میں ہے:

فَبَعْنَتِ الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَأَصَبَنَا الْعُقْدَ مُخْتَةً

(صحیح بخاری، کتاب التیم، باب قول الله تعالیٰ فلم تمحدوا ماء... الح: 334)

”جب ہم نے وہ اونٹ جس پر میں سوار تھی اٹھایا تو دیکھا کہ ہاراں کے یہ پر اتفاق۔“⁽¹⁾

دلیل 20. حضرت ابوسعید خدری رض نے ارشاد فرمایا:

«النَّاسُ يَضْعُفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفْتَنُ ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى أَخِذُ بِقَائِمَةِ مِنْ قَوَافِلِ الْعَرْشِ ، فَلَا أَذْرِي أَفَاقَ قَبْلِي ، أَمْ جُوزَى بِصَفَقَةِ الطُّورِ» (صحیح بخاری، کتاب احادیث الانسیاء، باب قول الله تعالیٰ و وعدنا موسی ثلاثین: 3398)

”قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا۔ تو اچانک میں جناب موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پا یہ تھا نے ہوئے ہوں گے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کو مجھ سے پہلے ہوش آچکا ہو گا یا انکو طور کی یہی شی کی وجہ سے اس بے ہوشی سے مستثنی قرار دیا گیا ہو گا۔“⁽²⁾

① یہ بات ذہن لشیں کر لیں کہ جو عالم الغیب ہوتا ہے اس سے کوئی چیز گم نہیں ہوتی اگر حضرت عائشہ رض سے ہر گم ہو گیا تا وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی کیسے ہو گا کیوں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا، کیوں اس کی وجہ سے پریشان ہوئے اور پھر وہ ہار دور نہیں قریب ہی ایک اونٹ کے نیچے پڑا ہے لیکن نہ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آیا اور نہ ان صحابہ رض کو جو اس وقت کے ولی تھے۔ یہ حدیث باطل نظریہ کی تردید کے لئے کافی ہے۔

② یہ واقعہ قیامت کے متعلق ہے اگر بقول فریق مخالف نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں تو اس ارشاد کا کیا

دليل 21. حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث شفاعت میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ الٰہ عز و جل جب دوسرے انبیاء سے تا امید ہو کر میری طرف آئیں گے تو میں شفاعت کیلئے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **فَأَقْعُضُ سَاجِدًا لِرَبِّيِّ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَىَّ مِنْ حَمَادِيَهُ وَخُسْنِ النَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَىَّ أَحَدٍ قَبْلَنِ** (صحیح بخاری، کتاب التفسیر

باب (ذریة من حملنا مع نوح إنه كان عبداً شكوراً): 4712، صحیح مسلم: 194)

”میں سجدہ میں گراہوں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی بہترین تعریفیں مکشف کرے گا یعنی بتائے گا۔ اور بہتر شنا کا مجھے الہام کرے گا۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتائی ہوں گی۔“

حضرت انس بن مالک رض کی روایت میں الفاظ کچھ اس طرح ہیں:
فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهَمَنِي حَمَادَهُ أَخْدَهُ إِهَا لَا تَخْضُرُنِي إِلَآنَ ، فَأَخْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَمَادِ (صحیح بخاری کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالیٰ یوم القيمة مع الانبياء وغيرهم: 7510)

”نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ الہی میں حاضری کی اجازت چاہوں گا۔ مجھے

مطلوب ہو گا فلا اوری میں نہیں جانتا؟ یہ لفظ اس بات کا مقتنی ہے کہ نبی ﷺ کو ہوش آنے کے بعد حضرت موکی ﷺ کے بارے میں یہ علم نہیں ہو گا کہ آیا ان پر بھی یہ بے ہوشی طاری ہوئی ہے یا طور کی بے ہوشی کے عوض وہ مستثنی رہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وفات کے بعد حجاب نفس اللہ جانے کی وجہ سے آدمی علم غیب پر حاوی ہو جاتا ہے۔ یہ اور دیگر صحیح حدیثیں اسکے اس باطل نظریے کی تردید کیلئے کافی ہیں۔

اجازت مل جائے گی اور اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت اُسی تعریفیں الہام فرمائے گا جو اس وقت مجھے معلوم نہیں ہیں۔ میں انہی تعریفوں کی ساتھ اللہ تعالیٰ کی حد و شنا بیان کروں گا۔“^(۱)

دليل 22. حضرت عبد اللہ بن عباس رض فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے
محشر کے بعض حالات بیان کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا: میں حوض کو شپر ہوں گا:
وَإِنَّهُ سَيُجَاهُ بِرَجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي، فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشَّهَاءِ . فَأَقُولُ يَا
رَبَّ أَصْحَابِي . فَيَقُولُ اللَّهُ إِنَّكَ لَا تَنْدِرِي مَا أَخْدَثُوا بَعْدَكَ

(صحیح بخاری، کتاب الرفاق، باب کیف الحشر: 6526)

”اور وہاں میری امت کے بعض لوگ لائے جائیں گے اور پھر ان کو باسیں جانب (جہنم کی طرف) لے جایا جائے گا تو میں عرض کروں گا اے اللہ یا تو میرے ساتھی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے کتنی نی نی حرکتیں آپ کے بعد اختیار کیں تھیں۔“

یہ روایت ابن مسعود رض سے بھی مردی ہے۔ اس کے الفاظ یوں ہیں:
فَأَقُولُ يَا رَبَّ أَصْحَابِي . فَيَقُالُ إِنَّكَ لَا تَنْدِرِي مَا أَخْدَثُوا بَعْدَكَ
”میں کہوں گا اے میرے رب یا تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ آپ کو کوئی علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کون کو نی بدعات

^(۱) اس حدیث میں بھی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ نبی ﷺ جو شناہیں اور جو تعریفیں قیامت والے دن کریں گے وہ پہلے سے معلوم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ القاء کریں گے۔

ایجاد کیں۔^(۱) (صحیح بخاری: 6576، صحیح مسلم: 2860)

دلیل 23. حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ دو فریق اپنا ایک مقدمہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریقین کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرمایا: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِيَنِي الْخَضْمُ، فَلَعَلَّ بَغْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضِي، فَأَخِسِّبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَإِفْضِيْ لَهُ بِذَلِّكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلَيَأْخُذُهَا أُو لَيَرُكْهَا» (صحیح بخاری، کتاب الأحكام، باب من قضى له بحق أخيه ولا يأخذه: 181، صحیح مسلم: 1723)

”میں ایک بشر ہوں۔ اور میرے پاس فریق مقدمات لے کر آتے ہیں۔ اسکی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی فریق دوسرے سے زیادہ اچھا بولنے والا ہو۔ جس کی وجہ سے میں اسے سچا سمجھ لوں اور میں اس کے حق میں فیصلہ دے دوں میں اس طرح جس کو دوسرے مسلمان کا حق دلوادوں تو وہ جہنم کا ایک گلزار ہے خواہ وہ اسے لے لیا چھوڑ دے۔“^(۲)

① ان حدیثوں کے الفاظ صاف ہتار ہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لوگوں کی آخری گمراہیوں اور بدائعیوں کا علم نہیں تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کے بعد بھی کسی وقت جمعیت مکان و مائکن کا علم ہوتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور ان گمراہیوں کو پہچان لیتے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں یہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ ارشاد نہ فرماتے کہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا حرکتیں کی ہیں اور آپ کو ان کا علم نہیں ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کی ہیں۔

② اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہوتے یا حاضر و ناظر ہوتے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ الفاظ کہنے کا مطلب (ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی فریق دوسرے سے زیادہ اچھا بولنے والا ہو) جس کی وجہ سے میں اسے

دلیل 24. حضرت رافع بن خدیجؑ محدث روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب

مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ کھجور کے درختوں میں قلم لگا رہے ہیں:

فَقَالَ «مَا تَضَنَّعُونَ»، قَالُوا كُنَّا نَضَنَّعُهُ فَقَالَ «لَعْلَكُمْ لَوْلَمَ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا». فَتَرَكُوهُ فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ فَقَالَ فَذَكِرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ «إِنَّمَا بَشَرٌ إِذَا أَمْرَتُكُمْ بِشَيْءٍ وَمِنْ دِينِكُمْ فَخَذُلُوا يِهِ وَإِذَا أَمْرَتُكُمْ بِشَيْءٍ وَمِنْ رَأْيِ فَلَوْلَاهَا أَنَا بَشَرٌ» (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امثال مقالہ شرعاً: 2362)

”آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح کیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو تو ہم بھی ٹھیک ہے انہوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اگلے سال کھجوریں کم ہو یہی انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میں ایک بشر ہوں۔ جب میں تم کو دین کے بارہ میں حکم دوں تو اس پر ضرور عمل کرو اور جب میں کوئی بات اپنی رائے سے کہوں تو بس میں ایک بشر ہوں۔“

حضرت عائشہ زینبؓ اور حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث میں الفاظ کچھ یوں ہیں:

«أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ» (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امثال

مقالات شرعاً: 2363)

سچا کچھ لوں اور میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں) اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہیں تو آپ توہاں موجود تھے جہاں لا ای جھگڑا ہو رہا تھا۔ بقول فرقہ عالیف آپ کو تپتہ ہے زیادتی کوں کر رہا ہے۔ تو ہمراں آپ ﷺ نے یہ الفاظ کیوں کہے۔

”آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے دنیوی معاملات کو زیادہ جانتے ہو۔“⁽¹⁾

دلیل 25. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَخَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدِ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا تَعْيِسُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَنْ يَأْتِي السَّمَطْرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا تَذَرِّي نَفْسًا يَأْتِي أَرْضِي تَحْوُثُ، وَلَا يَعْلَمُ مَنْ تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ»

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله (اللهم يعلم ما تحمل كل.. الخ : 4697)

”مفاتیح الغیب یہ پانچ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا رحمٰم میں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ بدش کب ہو گی اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ اس کی موت کس جگہ واقع ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔“⁽²⁾

① توجہ فرمائیں جب آپ ﷺ کی تابیر محل کے پارہ رائے درست نہ تھی تو آپ ﷺ نے صاف اور واضح الفاظ میں فرمادیا: قاتلہا بشر میں تو بس تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں اور فرمایا تم اعلم با مرد نیا کم کر دنیاوی معاملات کو تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

② خس لا یعلہما إلَّا اللَّهُ پانچ چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اگر آپ ﷺ عالم الغیب تھے اور جیسے مکان اور ما کوں کا علم رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے یہ کیوں فرمایا کہ پانچ چیزیں اسکی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا لیکن یہاں معاملہ کافی خراب ہے نبی ﷺ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان پانچ چیزوں کے پارہ میں کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ان کا اعتیادہ

دلیل 26. حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ

وَمَنْ رَأَعْمَمَ اللَّهُ يُخْبِرُ بِمَا فِي غَيْدٍ فَقَدْ أَغْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْزِيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ﴾

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر: 4855، صحیح مسلم، کتاب الایمان: 177)

جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کل کے واقعات کو جانتے ہیں تو اس نے بے شک اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ فرمادیجیے کہ آسماؤ اور زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔“

دلیل 27. حضرت انسؓ سے مردی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَوْمَ بَذَرَ رَبِيعَ الْأَوَّلِ
جَهَلٌ . فَأَنْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ ، فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنُ عَفْرَاءَ

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبو جهل: 3963، صحیح مسلم: 1800)

”نبی ﷺ نے بدروالے دن فرمایا: کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابو جہل اس وقت کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے تو عبد اللہ بن مسعودؓ تشریف لے گئے اور جا کر دیکھا کہ اس کو عفراء کے دو بیٹوں نے مار دیا ہے۔“^(۱)

کہ ہمارے بعد فقیر تو انسان جب اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو وہ جماع کی وجہ سے جونطفہ گورت کر رحم میں جاتا ہے اس کو بھی دیکھتے ہیں۔ (العنایۃ بالله تعالیٰ)

① ہائے کاش یہ لوگ دین کو سمجھنے کی کوشش کریں دیکھیں اگر نبی ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو قطعاً یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی کہ کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابو جہل اس وقت کس

دلیل 28. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک گروہ کے پاس سے تشریف لے جا رہے تھے وہ لوگ شادی کی خوشی میں اشعار پڑھ رہے تھے ان میں کسی نے یہ بھی پڑھ دیا:

وَجَبَكَ فِي النَّادِي وَجَبَكَ يَعْلَمُ مَا فِي غَدِ

”کہ تیرا محبوب مجلس میں ہے اور کل کی بات جانتا ہے۔“

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدِ إِلَّا اللَّهُ

(مستدرک حاکم: 2/ 2753، صحیح علی شرط مسلم)

”نبی ﷺ نے فرمایا کل کے واقعات کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“

دلیل 29. حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جناب محمد ﷺ مقام عرفات سے بڑے سکون اور وقار سے واپس ہوئے تو وادی محشر میں آپ ﷺ نے سواری کو تیز کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجرمات کی رہی کرنے کا طریقہ بتایا اور ان کو سیلیقہ اور وقار سے چلنے کا حکم فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا:

وَلَا تَأْخُذْ أُمَّتِي مَسْكَنَهَا فَإِنَّمَا لَا أُذْرِي تَعْلَى لَا أَقْنَاهُمْ بَعْدَ عَامِهِمْ

هذا» (مسند احمد: 14219)

”میری امت کو چاہیے کہ وہ حق کے احکام اچھی طرح مجھ سے یکم لیں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید کہ میں ان سے اس سال کے بعد ملاقات نہ کر سکوں۔“

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ

حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے۔

لَعْلَى لَا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا

(سن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی الإفاضة من عرفات: 886)

”شاید کہ میں تمہیں اس سال کے بعد نہ دیکھ سکوں۔“

دلیل 30. حضرت حذیفہ رض سے حدیث مردی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جناب

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّمَا لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِي كُمْ فَاقْتَدُوا بِاللَّذِينَ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ» (سن الترمذی، کتاب الثاقب عن رسول اللہ ﷺ، باب اقتدوا بالذین من بعدی: 3663)

”میں نہیں جانتا کہ میں کب تک تمہارے اندر زندہ رہوں گا۔ اس لیے میں تمہیں اپنے بعد ابو بکر رض اور عمر رض کی اقدامات کی تلقین اور تاکید کرتا ہوں۔“

دلیل 31. حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ پیشاب کیا اور پھر تمیم کریما میں نے عرض کیا حضرت پانی تو آپ کے بالکل قریب ہے۔ آپ نے تمیم فرمایا ہے تو آپ رض نے جواب میں یوں ارشاد فرمایا:

مَا يُذِرِنِي لَعْلَى لَا أَبْلُغُهُ (رواه شرح السنۃ، کتاب الرقاۃ، باب قصر

الأمل: 3926)

”مجھے کیا معلوم شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں۔“

دلیل 32. حضرت ربیع بنت معوذ بن عفران رض کی شادی کے موقع پر نبی ﷺ کی موجودگی میں پچیاں شہدائے بدرا کے بارہ میں گیت کاری تھیں۔ ایک پنچ نے یہ مصرع پڑھا:

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي عَيْدٍ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ضرب الدف فی النکاح والوليمة: 147، سنن الترمذی: 1010، سنن أبو داود: 4922، سنن ابن ماجہ: 1897)

”اور ہم میں ایک نبی ہیں۔ جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ چھوڑ دو وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔“

دلیل 33. حضرت ام علاء رض سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب عثمان بن مظعون رض فوت ہوئے اور ہم نے انہیں کفن پہننا دیا تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ میں نے کہا: ”اے ابوالسائب رض (عثمان بن مظعون) تجھ پر اللہ کی رحمت ہو میں تیرے حق میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت بخشی۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وَمَا يُدْرِيكُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْكَرَ مَهْمَةً“

”تجھے کیا معلوم کہ اللہ نے اسے عزت بخشی؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ

آپ ﷺ پر قربان مجھے تو معلوم نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَ الْيَقِينُ ، وَاللَّهُ إِنَّى لَا زُجُولَهُ الْخَيْرُ ، وَاللَّهُ مَا أَذْرِى وَأَنَا رَمُولُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِي“

”اس کے پاس اس کے رب کی طرف سے یقینی چیز آچکی ہے اور میں اس کے لیے

بھلاکی کی امید رکھتا ہوں۔ الخ ہم کی قسم ابھی خود اپنے متعلق بھی معلوم نہیں کر

میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے کہا:

قالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أَرْكُ أَحَدًا بَعْدَهُ أَبْدًا (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب

الدخول على الميت بعد الموت...، 1243)

”اللہ کی قسم اس کے بعد میں کسی کی صفائی نہیں دوں گی۔“

نور و بشر

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مُّتَلَكِّزٌ بِوَحْيٍ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَّا نَهَمْكُرُ إِلَهٌ وَجْدٌ فَأَسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَأَسْتَغْفِرُهُ وَوَظِيلٌ لِّلْمُسْرِكِينَ ﴾ (حمد السجدة: 6)

”آپ کہہ دیں میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں۔ میری طرف دھی کی جاتی ہے کہ تمہارا الہ ایک ہی الہ ہے۔ تم اسی کی طرف سیدھے ہو جاؤ اور اسی سے بخشش طلب کرو، تباہی ہے مشرکین کے لیے۔“

دلیل 1. حضرت زید بن ارقم رض سے مردی ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و شاہیان کی اور پھر اس کے بعد فرمایا:

﴾أَلَا أَعْيُّ النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوَشِّكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُحِبِّبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيهِنَّمَ ثَقْلَيْنِ أَوْ هُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَىٰ وَالثُّرُورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَسْتَمِسْكُوا بِهِ۝ . فَحَثَّ عَلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَبَ فِيهِ

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل على بن ابی طالب: 2408)

”خبردارے لوگوں میں تو صرف ایک بشر ہوں قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بیجا ہوا (موت کا فرشتہ) میرے پاس آئے اور میں موت کو قبول کرلوں۔ میں تم میں دو بڑی چیزوں چھوڑ کے جا رہا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس میں ہدایت ہے اور نور ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھاے رکھو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ غرض آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف رفتہ دلائی۔“

دلیل 2. حضرت عبادہ رض سے مردی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ، أَلْقَاهَا إِلَيْ مَرْيَمَ، وَرُوحُهُ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَىٰ مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ»

(صحیح بخاری، کتاب الائمه، باب قوله تعالیٰ يأهل الكتاب لا تغلوا في دینکم: 3435)

”جس نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد کریم ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور عیسیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے مریم علیہ السلام پہنچا دیا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں۔ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہو گا (آخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔“

اسی روایت کے آخر میں یہ بھی الفاظ منقول ہیں:

«مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الشَّمَائِيلِ، أَتَيْهَا شَاءَ»^(۱)

”اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔“

دلیل 3. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے

① یعنی ایسا شخص جو اللہ کے نبی کو بندوں میں سے سب سے افضل بندہ تسلیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور نہیں سمجھتا تو اس کے لیے یہ انعام ہے کہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔ جس سے چاہے داخل ہو جائے اسی طرح اس کا عقیدہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بھی ہو کہ آپ ﷺ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ارشاد فرمایا:

«لَا تُنْظِرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ» (صحیح بخاری، کتاب الانیاء، باب واذکر فی الكتاب مریم إذا انبذت من اهلها: 3445)

”مجھے میرے مرتبے سے زیادہ شہزادگ جیسے سیفی بن مریم رض کو نصاری نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔“

دلیل 4. عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«بُنَى الإِسْلَامُ عَلَى حَسْنٍ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ» (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اركان الاسلام: 6)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ عزیز کی عطاوہ کوئی معبد نہیں اور بے شک محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں نماز قائم کرنا رکوہ ادا کرنا۔ بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

دلیل 5. حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رض نے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے سواری پر بیٹھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمانبردار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے کہا حاضر ہوں اور آپ کا فرمانبردار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں اور آپ کا فرمانبردار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ عَبْدٍ يَشَهِّدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا

حَرَمَةُ اللَّهِ عَلَى النَّارِ ॥ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً: 32)

”جوبندہ گواہی دے کے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد کریم ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دیتے ہیں۔“

دلیل 6. حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَتَلَغَّ - أَوْ فَيُشَبِّغُ - الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا تُفْتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الشَّمَائِيلَ يَذْخُلُ مِنْ أَيْمَانِهَا شَاءَ» (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء: 234، سنن الترمذی: 55، سنن السنانی: 148، سنن ابن ماجہ: 470)

جو تم میں سے اچھی طرح پورا وضو کرے اور پھر کہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس کے لیے جنت کے آسمان دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

دلیل 7. حضرت سعد بن ابی و قاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤْذِنَ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيَتُ بِاللَّهِ رَبِّيَا وَبِمُحَمَّدِ رَسُولِيَا وَبِالإِسْلَامِ دِينِيَا. غَيْرَ لَهُ ذَبَبٌ» (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استعجب القول مثل قول المؤذن من سمعه ثم يصلی: 386، سنن الترمذی: 210، سنن السنانی: 679، سنن أبو داود: 525)

”جس نے مَوْذُنٍ کی اذان سن کر یہ کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور دوسرا معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں میں اللہ کی رو بیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت سے مسرور خوش ہوں اور میں نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا ہے تو ایسے شخص کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

دلیل 8. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خادمکہ میں آیا (ایک شخص کا نام ہے) وہ قبیلہ از دشنهوں میں سے تھا اور جنوں اور آسیب وغیرہ کا علاج کرتا تھا۔ اس نے کہ کے نادافوں سے سنا کہ محمد ﷺ مجھوں ہیں (نحو ز باللہ) اس نے کہا میں بھی اس کو دیکھوں شاید اللہ انہیں میرے ہاتھ سے اچھا کر دے غرض آپ ﷺ سے ملا اور کہا اے محمد! میں جنوں وغیرہ کا علاج کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جسے چاہتا ہے شفادیتا ہے۔ تو کیا آپ کو خواہش ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ تَعَمَّدُهُ وَنَسْتَعِيْنَاهُ مِنْ يَمِنَ يَمِنِ اللَّهِ فَلَا مُضِلٌّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ^۱

(صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة)

”یعنی سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں ہیں۔ میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں۔ جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے تو اسے کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا اب کہہ تو اس نے کہایا الفاظ

دوبارہ دہرائیے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ الفاظ پڑھے تو وہ کہنے لگا میں نے کافیں کی باقی میں جادو گروں کے اقوال نے شاعروں کے اشعار نے۔ مگر ان کلمات کے برابر کسی کو نہیں سنا اور یہ تواریخے بلاغت کی تہذیب کے ہیں پھر خدا نے کہا لہذا
ہاتھ آگے کریں کہ میں اسلام کی بیعت کروں۔ ”

دلیل 9. حضرت ابو ہریرہ رض سے ایک طویل روایت مروی ہے جس میں انہوں نے حضرت شمامہ رض کا قصہ بیان کیا ہے کہ اسے چند دن مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ کر جب اللہ کے نبی ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ تو وہ مسجد کے قریب ایک کھجور کے باغ کی طرف گیا وہاں غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا:

«أَشْهُدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسبیر، باب ربط الاسیر وحبه وجواز الملن عليه: 1764، سنن النسانی 189، سنن أبو داود: 2679)

”میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔“

اسے محمد ﷺ! قسم خدا کی تم سے زیادہ کسی کا چہرہ مجھے برائیں لگتا تھا اور اب آپ ﷺ کے چہرے سے زیادہ کسی کا چہرہ محبوب نہیں لگتا ہے۔

دلیل 10. حضرت براء رض سے مروی ہے کہ بنی نبیت کا ایک آدمی آیا اور کہنے لگا:

«أَشْهُدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَمِلَ هَذَا يَسِيرًا وَأَجْزَرَ كَثِيرًا»

(صحیح مسلم ، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنة للشهید: 1900)

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبد نہیں ہے اور آپ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر آگے بڑھا لٹھاڑا اور آخر کار شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس آدمی نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب زیادہ کیا۔“

دلیل 11. حضرت سرہ بن جدب رض بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز کسوف ادا کرنے کے بعد خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا:
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ رَّسُولٌ (صحیح ابن خزيمة، باب استحباب استحداث التوبۃ: 1397)

”اے لوگوں تو صرف بشر ہوں جو رسول ہے۔“

دلیل 12. حضرت انس بن مالک رض کی ایک حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ یہ غیر عاقل چوپا یہ آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم عاقل ہیں ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا:
لَا يَضْلُعُ لِيَسْرِرُ أَنْ يَسْجُدَ لِيَسْرِرُ وَلَا صَلَعُ لِيَسْرِرُ أَنْ يَسْجُدَ لِيَسْرِرُ
لَا مَرْتَأِتُ النَّمَاءَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا (مسند احمد: 12614)

”کسی بشر کے لیے درست نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اگر کسی بشر کے لیے بشر کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں ہر مرد کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اس لیے کہ شوہر کا اس پر بہت زیادہ حق ہے۔“

دلیل 13. عبد اللہ بن جبیر الخزائی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (جمع الزوائد، کتاب علامات النبوة: 14225، وقال رواه

الطبراني و رجاله رجال الصحيح)

”میں تو صرف تم جوہرا ایک بشر ہوں۔“

دليل 14. حضرت ام سلمہ رض بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مجرے کے دروازے پر بعض افراد کو جھوٹتے سناتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور فرمایا: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّمَا يَأْتِيَنِي الْخُضُمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَخْسِبْ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَفْصِبِ لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَاخْذُذْهَا أَوْ فَلْيَرُكْهَا» (صحیح بخاری،

کتاب المظالم، باب اشم من خاصم فی باطل و هو يعلمه: 2458، صحیح مسلم: 1713)

”بس میں تو ایک انسان ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ تم میں سے ایک فرقہ دسرے کی نسبت زیادہ زبان آور ہو اور میں سمجھوں کہ اس نے حق کہا ہے اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں تو یاد رکھو جس آدمی کے لیے میں نے کسی مسلم کا حق دے دیا تو وہ اُگ کا گلزار ہے چاہے تو اسے لے لے یا چھوڑ دے۔“

دليل 15. حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَىٰ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَخْنَى بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ» (سنن ابن ماجہ، کتاب الأحكام، باب قضیۃ الحاکم الخ: 2317)

”تم میرے پاس جھلوکائے کر آتے ہو۔ میں تو صرف بشر ہوں اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے بعض بعض سے لمبی دلیل پیش کرنے میں زیادہ بہتر ہو۔“

دليل 17. حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں سمجھوروں کے باغ میں چکر لگا رہے تھے۔ لوگ کہنے لگے اس باغ میں ایک

و سق تک کھجوریں ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس میں اتنی اتنی مقدار میں کھجوریں ہوں گی لوگ کہنے لگے اللہ اور اس کے رسول نے حق کہا تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللَّهِ فَهُوَ حَقٌّ وَمَا قُلْتُ فِيهِ مِنْ قَبْلِ نَفْسِي
فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَصِيبُ وَأَخْطِلُ
(سلسلة الأحاديث والصحیحة: 455)

”میں تو صرف ایک بشر ہوں، میں جو تمہیں اللہ کی طرف سے بیان کروں وہ حق ہے اور جو اپنی جانب سے کہوں تو میں ایک بشر ہوں، میں درست بات بھی کر سکتا ہوں اور خطاب بھی کر جاتا ہوں۔“

دلیل 18. حضرت انس بن مالک رض کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول

الله ﷺ نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا قَدِ الْخَذَلُ
عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ فَإِنَّمَا مُؤْمِنٌ بِآذِنِهِ أَوْ سَبَبَتْهُ أَوْ جَلَدَتْهُ فَاجْعَلْنَاهَا لَهُ
كَفَارَةً وَقُرْبَةً تُقْرِبُهُ إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»
(صحیح مسلم: کتاب البر والصلة
والادب، باب لعنة النبي أو سبها أو دعا عليه... الخ: 2601)

”اے اللہ میں تو بس ایک بشر ہوں۔ میں راضی ہوتا ہوں جیسے ایک بشر راضی ہوتا ہے اور ناراضی بھی ہوتا ہوں جیسے بشر ناراضی ہوتا ہے میں اپنی امت میں جس کے خلاف ایسی دعا کروں جس کا وہ اہل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو اس آدمی کے حق میں گناہوں سے پاک صاف کرنے والی اور ایسی قربت بنا دے۔ جس کے ذریعے تو اللہ اسے قیامت والے دن اپنے قریب کر دے۔“

دلیل 19. حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ارشاد فرمایا:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ فَإِنَّمَا رَجُلٌ آذِيَتُهُ أَوْ جَلَدَتُهُ فَاجْعَلْنَاهُ لَهُ زَكَاةً وَصَلَاتَةً» (صحیح مسلم، کتاب البر، باب من لعنه النبي صل الله عليه وسلم أو صبه أو دعا عليه....الخ : 2601)

”میں تو ایک بشر ہوں ناراضی ہوتا ہوں جیسے ایک بشر ناراضی ہوتا ہے اس لیے جس شخص کو میں تکلیف دوں یا اسے کوڑے ماروں، تو اے اللہ تو اس تکلیف کو اس کے لیے گناہوں سے پاک کرنے والی اور باعث رحمت بنادے۔“

دليل 20. حضرت عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ وَأَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ

(حلیۃ الأولیاء: 7/ 245-10366)

”میں تو ایک بشر ہوں میں راضی ہوتا ہوں جیسے ایک بشر راضی ہوتا ہے اور میں ناراضی بھی ہوتا ہوں جیسے ایک بشر ناراضی ہوتا ہے۔“

دليل 21. حضرت رافع بن خدیج رض سے کعبہ کی پیوند کاری سے متعلق حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمْرَتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمْرَتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امثال

مقالات شرعاً دون ماذكره: 2362)

”میں تو ایک بشر ہوں۔ میں جب تمہیں دین کے بارہ میں کوئی چیز بیان کروں تو اسے لے لو اور جب تمہیں تمہاری دنیا کے بارہ میں بتاؤں تو میں ایک بشر ہوں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دليل 22. حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«كَلَّا وَاللهِ يَا بُنْتَ أَبِي بَكْرٍ لَقَدِ اشْرَطْتُ عَلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَ شَرْطًا لَا خُلْفَ لَهُ فَقُلْتُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَخْسِبُ كَمَا يَضْيِيقُ بِهِ الْبَشَرُ فَأَئُلِّيَ الْمُؤْمِنِينَ بَذَرْتُ إِلَيْهِ مِنْيَ بَادِرَةً فَاجْعَلْنَاهَا لَهُ كُفَّارَةً» (مسند احمد: 24764)

”اللہ کی قسم! اے بنت ابی بکر میں نے اللہ تعالیٰ پر شرط لگائی ہے ایسی شرط کہ جس کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی ہے میں نے کہا میں تو بس ایک بشر ہوں ان چیزوں سے غمگ ہوتا ہوں جن سے بشر غمگ ہوتا ہے۔ میں جس کی مومن کو مجھ سے تکلیف پہنچ تو وہ اس کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے۔“

دليل 23. حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نماز میں بھول گئے۔ تو نماز سے سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَتَسْأَلُ كَمَا تَسْأَلُونَ، فَإِذَا تَسْبِطُ فَذَكْرُونِي»

(صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان: 401)

صحیح مسلم: (572)

”میں تو تم جیسا ایک بشر ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلادو۔“

دليل 24. حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحیح کی نماز میں ان کے ساتھ پھیر کی پھران کی طرف اشده کیا اور آپ چلے گئے۔ جب آپ ﷺ واللہ آئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک سے پالی کے قدرے ٹکر رہے تھے پھر آپ ﷺ

نے ہم کو نماز پڑھائی اور فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلِيَتَنِي كُنْتُ جُنْبًا (مسند أحمد: 20420)

”میں تو بس ایک انسان ہوں میں جبھی تھا۔“

دلیل 25. سیدنا زید بن ارقم رض سے ایک حدیث مردی ہے۔ کہ غدر فرم کے

موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا:

«أَلَا أَئِنَّا النَّاسُ فِلَيْلَةٍ أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُ»

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على ابن ابی طالب: 2408)

”آگاہ ہو جاؤ اے لوگو! میں تو صرف ایک انسان ہوں قریب ہے کہ میرے رب

کا پیغام لانے والا میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کروں۔“

دلیل 26. حضرت محمود بن لبید رض سے روایت ہے کہ جس دن ابراہیم بن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس دن سورج گر ہن لگ گیا، لوگ کہنے لگے۔ ”سورج

گر ہن ابراہیم کی موت کی وجہ سے لگا ہے۔“ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے، اللہ کی حمد و شکران کی، پھر فرمایا:

”اے لوگو! یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دونٹھانیاں ہیں۔ انہیں کسی کی

موت اور کسی کی پیدائش کی وجہ سے گر ہن نہیں لگتا، جب تم گر ہن دیکھو تو ذرتے ہوئے

ساجد کی طرف آجائے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بننے لگے، صحابہ کرام رض کہنے لگے کہ! یاد رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم آپ رورہے ہیں حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ تَذَمَّعَ الْعَيْنُ وَيَخْشَعُ الْقَلْبُ وَلَا تَقُولُ مَا يَسْخُطُ الرَّبُّ

وَاللَّهُ يَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ (طبقات ابن سعد: 1 / 142، سلسلة الأحاديث
الصححة: 4 / 1732-310)

”میں تو بس ایک بشر ہوں۔ آنکھیں آنسو بھاتی ہیں اور دل عاجزی اختیار کرتا ہے
اور ہم اسکی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو جائے۔ اللہ کی قسم! اے
ابراهیم! ہم تیری وجہ سے غم زدہ ہیں۔“

دلیل 27. حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
کھجوروں کے ایک باغ کے پاس سے گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو دیکھا، وہ کھجوروں کو
ہیوند لگا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا کر رہے ہو؟ صحابہ رضی اللہ علیہم عنہم کہنے لگے یہ زکو ماہ
میں ہیوند لگا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خیال میں یہ کام کوئی سود مند نہیں۔ یہ
کام نہ کیا کرو۔ جب انہیں یہ بات پہنچی تو انہوں نے ہیوند کرنا چھوڑ دیا اور کھجوروں کے
درختوں سے پیچے اتر آئے۔ یہ بات جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
«إِنَّمَا هُوَ ظَنٌ إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا فَأَضَنَّعْهُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَإِنَّ
الظَّنَّ يُخْطِبُ وَيُصَبِّبُ وَلَكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ قَالَ اللَّهُ فَلَنْ أُكَذِّبَ عَلَى اللَّهِ»

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امثال ما قاله: 2301)

”یہ تو محض میر انداز ہے اگر کچھ فائدہ دے تو کر لو دگرنہ میں تو محض تم جیسا بشر
ہوں، بلاشبہ مگر خطا بھی ہوتا ہے اور درست بھی لیکن جب میں تمہیں کہوں کہ اللہ
تعالیٰ کہتا ہے تو میں ہرگز اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔“

دلیل 28. حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنایا:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّمَا أَشْرَطْتُ عَلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أُمُّ عَبْدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سَيِّئَتْهُ أَوْ شَنَمَتْهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ ذَلِكَ زَكَاةً وَأَجْرًا،

(صحیح مسلم، کتاب البر، باب من لعنة النبي صلی اللہ علیہ وسلم...الخ: 2602)

”میں تو محض ایک انسان ہوں اور میں نے اپنے رب پر شرط لگا کی ہے کہ مسلمانوں میں سے جس آدمی کو میں بر اجلا کہہ دوں تو وہ اس کے لیے گناہوں سے پاکیزگی اور اجر بن جائے۔“

دليٰل 29. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے

اللہ میں تیرے ہاں ایسا عہد کرتا ہوں جس کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کی جائے گی آگے فرمایا:
«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَقِيمُ الْمُؤْمِنِينَ أَذْيَتْهُ أَوْ شَنَمَتْهُ أَوْ جَلَذْتُهُ أَوْ لَعَنَتْهُ

فَاجْعَلْهَا صَلَاةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تَقْرُبُهُ إِلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ» (صحیحہ مام بن مبنیہ: 87)

”میں تو محض ایک انسان ہوں۔ میں جس بھی صاحب ایمان کو تکلیف دوں یا بر اجلا کہوں یا کوئی ٹکاؤں یا لعنت کروں تو اسے رحمت گناہوں سے پاک کرنے والی اور قربت بنا دے جس کے ذریعے قیامت والے دن تو اسے تقرب عطا کرے۔“

دليٰل 30. حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا: اے اللہ کے

رسول ﷺ ہم سب سے بہتر و افضل اور سب سے بہتر کے فرزند ہیں۔ اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ يَتَقَوَّلُكُمْ وَلَا يَسْتَهِنُوكُمُ الشَّيْطَانُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَاللَّهُ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ» (مسند احمد: 12551) ”اے لوگو! اس قسم کے الفاظ سے پھوکھیں شیطان تمہیں بہکانہ دے۔ میں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مقام و مرتبہ سے بڑھا دو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔“

صحابہ کا عقیدہ انبیاء بشر تھے

﴿أَوْ يَعْبُدُونَ أَنْ جَاهَةً كُلُّ ذُكْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلَى رَبِّكُلٍّ مِّنْكُمْ لَيُشَذِّرُكُمْ وَلَنَنْفَعُوا وَلَكُلُّ ذُكْرٍ

تَحْمُونَ﴾ (الأعراف: 63)

”کیا تمہیں اس بات سے توبہ ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ تم کوڑائے اور تاکہ تم پر ایزگار بناوڑتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

دلیل 1. حضرت عباس رض نے رسول اکرم ﷺ کی وفات کے موقع پر خطبہ دیا

اور فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ مَاتَ وَإِنَّهُ لَبَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْسِنُ كَمَا يَأْسُنُ الْبَشَرُ

(مسند الدارمي من مسلم، المقدمة، بباب في وفاة النبي)

”یقیناً رسول اکرم ﷺ اپنے دفات پاچے ہے۔ اور بالا ہبہ آپ ﷺ بشر ہیں اور جس طرح بشر تحریر ہوتا ہے آپ ﷺ بھی تحریر ہوتے ہیں۔

اے قوم اتنے صاحب کو دفن کر دیتیا ان کی اللہ کے ہیں سب سے زیادہ عزت ہے۔ وہ انہیں دوسو تین نہیں دے گا کیا وہ تم میں ہر کسی کو ایک موت دیتا ہے اور انہیں دو موتنیں دے گا حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے ہیں سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔“

دلیل 2. قام اللہ سیدہ عائشہ رض سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَقْرِئُ

قُرْآنَةَ وَيَخْلُبُ شَأْنَةَ وَيَجْدِمُ نَفْسَةَ (مسند احمد: 26194)

”رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ کہنے لگیں: آپ انسانوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑے کو خود سلانی کرتے تھے۔ اور اپنی بھری کا دودھ خود دوہتے تھے اور اپنے گھر میں خود کام کرتے تھے۔“

اس حدیث کے بعض طرق میں الفاظ یوں ہیں:

مَا كَانَ إِلَّا بَشَرٌ مِّنَ الْبَشَرِ

”آپ تو صرف انسالوں میں سے انساں ہی تھے۔“

دلیل 3. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات لکھ لیتا تھا میں اسے حفظ کرنا چاہتا تھا کہ قریشی صحابہؓ نے مجھے منع کر دیا اور کہنے لگے:

أَنْكُنْتُ كُلَّ شَيْءٍ شَمِعْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرُّضَا

”کیا تو ہر بات جو سنتا ہے وہ لکھ لیتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو بشر ہیں، کبھی غصے میں بات کرتے ہیں اور کبھی خوشی میں بات کرتے ہیں۔

تو میں لکھنے سے رک گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے یہ بات بیان کی آپ ﷺ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

«أَنْكُنْبُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِ إِلَّا حَقًّا»

(سنابوداؤد، کتاب العلم، باب کتابة العلم: 3646)

”تو لکھ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں لکھتا۔“^(۱)

۱) بُشْرِيَّت کے انکار سے دین میں کمی خراپیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم بُشْرِيَّت کا انکار کرتے ہیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان مسائل کا انکار لازم آتا۔

1. بشریت انبیاء کے انکار سے عصمت انبیاء کا انکار لازم آتا ہے۔
2. نبی ﷺ کی بشریت کے انکار سے مسراج کا انکار لازم آتا ہے۔ جبریل جس نور ہیں، وہ کافی دفعہ آسان سے زمین پر آئے لیکن اس کے اس کام کو کوئی بھی کمال نہیں سمجھتا مسراج کا کمال تو تم بھی کمال ہے جب حضور ﷺ کی عبادیت کا اقرار کیا جائے۔
3. حضرت ابراہیم ﷺ کی دعا کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ دعا تو یہی تھی کہ انسانوں میں نبی پیغمبر جب حضور ﷺ انسان نہیں تو معلوم ہوا کہ اب تک وہ دعا پوری نہیں ہوئی۔ (استغفار اللہ) حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں حضرت ابراہیم ﷺ کی دعا ہوں۔
4. حضور ﷺ کی شادیوں کا انکار لازم آتا ہے۔
5. تمام روزوں کا انکار لازم آتا ہے جب حضور ﷺ بشری نہیں تو روزے رکھنے کا کیا کمال جس نور کو تو بھوک پیاس ہی نہیں لگتی۔
6. جب آپ ﷺ بشر نہیں تو آپ ﷺ کے ہاں اولاد کیسے پیدا ہوگئی ان کا انکار لازم آتا ہے۔ حتیٰ کہ دین کی بہت سی باتوں کا ایسے ہی انکار کرنا پڑتا ہے عقل مند وہ آدمی ہے جو حضور ﷺ کی بشریت تسلیم کرے اور ان تمام باتوں کا انکار نہ کرے۔

کیا رسول اللہ ﷺ کا سایہ تھا؟

﴿ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظَلَّلُهُمْ بِالْغُدُرِ ﴾

وَالْأَصَابِيلُ (الرعد: 15)

”آسمان اور زمین میں جو بھی ہے وہ اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے خوشی اور ناخوشی سے اور ان کے سامنے بھی وچھلے اور پسلے پھر۔“^(۱)

دلیل 1. سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور بالکل نماز کی حالت میں اپنا ہاتھ اچانک آگے بڑھایا مگر پھر جلد ہی یچھے ہٹالیا۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آج آپ نے خلاف معمول نماز میں نئے عمل کا اضافہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ میرے سامنے ابھی جنت پیش کی گئی۔ میں نے اس میں بھرپور پھل دیکھے تو میں آیا کہ میں اس میں سے کچھ امثالوں مگر فوراً حکم ملا یچھے ہٹ جاؤ میں یچھے ہٹ کیا بھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی:

حَتَّىٰ رَأَيْتَ ظِلِّيَ وَ ظِلَّكُمْ (مستدرک حاکم، کتاب الفتن: 8408)

حتیٰ کہ اس کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔

امام ذہبی نے تلمیخ مندرجہ میں فرمایا: هذا حديث صحيح به حديث صحیح ہے۔

دلیل 2. سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک اونٹ تھا اور وہ بیمار ہو گیا جب کہ زینب رضی اللہ عنہا

معلوم ہوا آسمان اور زمین میں جو بھی چیز ہے اس کا سایہ ہوتا ہے اور رسول اکرم ﷺ ان میں شامل ہے۔

کے پاس دو اونٹ تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم ایک زائد اونٹ صنیہ جیلھا کو دے دو۔ تو انہوں نے کہا میں اس بیوویہ کو کیوں دوں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے۔ تقریباً تین ماہ تک زینب جیلھا کے پاس نہ گئے حتیٰ کہ زینب جیلھا نے مایوس ہو کر اپنا سامان باندھ لیا۔

سیدہ زینب جیلھا فرماتی ہیں کہ

فَبَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنَصْفِ النَّهَارِ إِذَا أَنَا بِظَلَّلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَمَ مُقْبِلٌ (مسند احمد: 25002، مجمع الزوائد، کتاب النکاح: 4/591، تم الحدیث 7695)

”اچاک و بھتی ہوں کہ دوپہر کے وقت نبی کریم ﷺ کا سایہ مبارک آ رہا
ہے۔“ (۱)

^۱ شیخ مبشر احمد ربانی صاحب نے بڑی بیاری بات کی ہے کہ عقلی طور پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ سایہ فقط اس جسم کا ہوتا ہے جو خوس اور سوچ کی شعاعوں کو آگے گزرنے نہ دے۔ نبی کریم ﷺ کا جسد اطہر بھی نہایت خوس اور سوچ والا محلہ آپ ﷺ کا سایہ تھا اگر جسم اطہر کا سایہ نہ تھا تو کیا جب آپ ﷺ بیاس پہنچتے تو آپ کے ملبوسات کا بھی نہایت تھا؟ اگر وہ کپڑے اتنے لطیف تھے کہ ان کا سایہ نہ تھا تو پھر ان کے پہنچنے سے ستر و غیرہ کی حفاظت کیسے ممکن ہو گی۔ منکرین سایہ یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تو نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سایہ ایسے نہیں تھا کہ اگر کسی کا آپ ﷺ کے سایہ پر قدم آ جاتا تو آپ ﷺ کی توفیق تھی تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ پیدا ہی نہیں کیا جہاں تک کہلی بات کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں سراسر فلسطین ہے۔ نور یوں کا سایہ سچی حدیث سے ثابت ہے۔

جب سیدنا جابر بن عبد اللہ کے والد عبد اللہ بن جابر غزوہ احمد میں شہید ہوئے تو ان کے اہل و عیال ان کے گرد جمع ہو کر زدہ نے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

『مَا زَالَتِ الْمُلَائِكَةُ نُظِّلُهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّىٰ رَفَعْتُمُوهُ』

کہ جب تک تم انہیں یہاں سے اخراج نہیں لیتے اس وقت تک فرشتہ اس پر اپنے پروں کا سایہ رکھیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت إذا أدرج في الجفون: 1244) اور دوسری بات بھی خلاف واقع ہے۔ کیونکہ سایہ پاؤں کے نیچے آہی نہیں سکتا ہے جب کبھی کوئی شخص سائے پر پاؤں رکھے گا تو سایہ اس کے پاؤں کے اوپر ہو جائے گا اس کے نیچے رہے گا۔ لہذا بڑی مہربانی اپنے عقیدے کو سمجھیں اور قرآن و سنت کو بھی سمجھیں کہ قرآن یہیں کہتا کیا ہے۔ اور وہ عقیدہ اپنالیں جو قرآن کریم ﷺ کے فرمان نے دیا ہے۔ اسی میں انسان کی فلاں اور کامیابی ہے اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَرُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَرَ وَهُوَ أَلَطَّيْفُ الْغَنِيْمُ﴾

(الأنعام: 103)

”آنکھیں اس کا اور اک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا اور اک کرتا ہے اور وہ

باریک میں باخبر ہے۔“⁽¹⁾

دلیل 1. حضرت ابوذر ؓ نے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال

کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«نُورٌ أَنِي أَرَاهُ» (صحیح مسلم، کتاب الایمان: 178، سنن الترمذی: 3278)

”وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔“

دلیل 2. نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«تَعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَمُوتَ»

(صحیح مسلم، کتاب الفتنه و اشراط الساعة: 2931، سنن أبي داؤد: 4318، سنن

الترمذی: 2235)

”جان لوم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔“

① امت کا اس بات پر توافق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنی لہنی آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اس کے باہر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے ہاں صرف ہمارے نبی ﷺ کے باہر میں ان کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ آیا کہ نبی کریم ﷺ نے معراج والی رات اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا۔ یہ نہ ابھی جگہ لیکن صرتھ اور قطبی والا کل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے معراج کی رات بھی اللہ تعالیٰ کو لہنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیا بی کریم ﷺ نے اللہ...
.....

دلیل 3. حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور پانچ باتیں بیان فرمائیں:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْأِمُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْأِمَ يَخْفَضُ الْقِنْطَطَ وَيَرْفَعُ
يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ
حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشْفَهُ لَا خَرَقَتْ شُبُّحَاتُ وَجْهَهُ مَا اتَّهَى إِلَيْهِ بَصْرُهُ مِنْ

خَلِيقَهُ» (صحیح سلم، کتاب الایمان، باب قوله تعالى ان الله لا ينام...الخ: 179)

”بے شک اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آتی اور نہ ہی اس کے شایان شان ہے کہ وہ سوئے، وہ ترازو کو نیچے کرتا ہے اور بلند کرتا ہے۔ اس کی طرف رات کا عمل (آنے والے) دن کے عمل سے پہلے اٹھایا جاتا ہے اور دن کا عمل (آنے والی) رات کے عمل سے پہلے اٹھایا جاتا ہے۔ اس کے سامنے سور حائل ہے، اگر وہ اسے ہٹادے تو اس کے چہرے کے انوار تمام مخلوقات کو جلا کر راکھ بنا دیں۔“

دلیل 4. حضرت سروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہنے لگیں۔ اے ابو عائش (سروق کی کنتیت) تم باتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کے بارہ میں کلام کرے تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کوئی ہیں؟ فرمائے لگیں جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ سروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تکیے کا سہارا لے کر بیٹھا ہوا تھا حضرت عائشہؓ کی یہ بات سن کر سیدھا بیٹھ گیا اور میں نے کہا ام المؤمنین! مجھے بات کرنے کی اجازت دیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا يَنْصُرُ مُرْسُولَنَا ۚ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ﴾ (التکویر: 23) ”انہوں نے آسان کے کھلے کنارے پر دیکھا۔“

اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً لُّخْرَى﴾ (النجم: 13)

”اور انہوں نے اس کو دوسرا بار دیکھا۔“

تو انہوں نے فرمایا: میں نے سب سے پہلے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہ جبریل ہیں۔ جنمیں میں نے اس کی اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا تھا اسی کا ذکر دونوں آیات میں کیا گیا ہے۔ پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنائے: ﴿لَا تُذِرْكَ الْأَبْصَرُ وَهُوَ بَدِيرُ الْأَبْصَرِ وَهُوَ الْأَطْيِفُ الْغَيْرُ﴾ (الانعام: 103)

”آنکھیں اس کا اور اک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا پورا اور اک کرتا ہے اور وہ انتہائی باریک نہیں اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔ اور تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی نہیں سنائے۔“
 ﴿وَمَا كَانَ لِشَرِيكَ أَنْ يُكَلِّمَ اللَّهَ إِلَّا وَجَاهًا أَوْ مِنْ وَدَائِي جَاهَ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُبُوحِي بِإِذْنِيهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَى حَكْمِهِ﴾ (الشوری: 51)

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معنی قوله الله تعالیٰ ولقد رءاه نزلة أخرى:

177، سنن الترمذی: 3068)

”اور کسی انسان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کلام کرے تو اے اس کے کہ اس پر وحی نازل کرے یا کسی پر دے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بیجھ پھر وہ اس پر اپنے حکم سے جو چاہیے وحی کرے بے شک وہ سب سے اوپر بڑی حکمت والا ہے۔“

دلیل 5. صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ مسروق بن نعیمؓ نے حضرت عائشہؓ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ تو انہوں نے کہا تم نے جو سوال کیا ہے اسے سن کر میرے روشنگئے کھڑے ہو گئے ہیں میں تمیں بتا رہی ہوں جو بھی تمہیں ان کے بارہ میں بیان کرے وہ جھوٹا ہے پہلی بات یہ ہے کہ جو شخص تمہیں یہ کہہ کر محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو وہ یقیناً جھوٹا ہے... اخ (صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب و قال مجاهد ذومرة: 4855) ۔

حاضر ناظر اللہ تعالیٰ کی صفت ^(۱)

﴿ ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءَ الْقَيْبِ نُوَجِّهُ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَنِيهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَنَّهُمْ رَفِيقُونَ ﴾ (یوسف: 102)

” اے (چیغیر) یہ خبریں غیب میں سے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور برادران یوسف نے یہی بات پر اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم ان کے پاس نہ تھے۔“

دليل 1. حضرت ابو ہریرہ رض علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَاحِ وَقَرِنْشَ تَسْأَلَنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلْتُنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أَثْنَتْهَا. فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ»

(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال: 172)

”میں نے دیکھا میں حطیم کعبہ میں ہوں اور قریش مجھ سے واقعہ اسراء کے متعلق سوالات کر رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے بیت المقدس کے بارہ میں مجھ سے ایسی باتیں پوچھیں جو مجھے یاد نہیں رہی تھیں، لہذا میں اس دن اتنا پریشان ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے لا کھڑا کیا اس کے بعد وہ جو سوال کرتے میں بیت المقدس کو دیکھ کر انہیں جواب دے دیتا۔“^(۲)

^(۱) حاضر ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے علم کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن وجود کے اعتبار سے عرش معلیٰ پر مستوی ہے۔

^(۲) اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان ہونے کی ضرورت ہی نہیں تھی

دلیل 2. حضرت عائشہؓ سے مردی ہے کہ غزوہ بنی مصطفیٰ میں ان کا ہارگم ہو گیا:

فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى التَّمَاسِ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله

فلم تھدواما: 4607، صحیح مسلم: 359)

”تو نبی اکرم ﷺ ہار تلاش کرنے کے لیے رک گئے۔ اور جناب رسول اکرم ﷺ کے شریک سفر صحابہ کرام ﷺ جن میں ہر ایک بڑے بلند پایہ کاوی تھا) اسکو تلاش کرتے رہے مگر پوری کوشش کے باوجود وہ ہار نہ مل سکا تھک ہار کر جب کوچ کا اعلان کر دیا تو وہ اونٹ جس پر حضرت عائشہؓ سوار تھیں اسکو اٹھایا گیا تو ہر اسکے نیچے پڑا تھا۔“^(۱)

دلیل 3. نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو چند صحابہ ﷺ کو دعوت دیکھ پر مدح کیا وہ آئے کھانا کھا لیا تو نبی ﷺ کی باتیں سننے کے لیے بیٹھ گئے آپ ﷺ کو اتنی طویل مجلس اور باتوں سے اذیت پہنچی آپ ﷺ نے زبان مبارک سے تو یہ نہ فرمایا کہ تم چلے جاؤ البتہ ایک لطیف حیله یہ تجویز فرمایا کہ خود اٹھ کر باہر چلے گئے تاکہ

خصوصاً جبکہ بعض غالین کے نزدیک معراج کی رات آپ کو کلی غیب عطا بھی ہو چکا تھا اور السلام عليك أیہا النبی کے الفاظ کا تجھے بھی اس رات آپ کوں چکا تھا (جس سے غالین آپ کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں)

^(۱) اگر جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کا حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو ہر ضرور نظر آتا ہاں تو فریق مخالف کے نزدیک ولی لوگوں کو جماع کرتے اور رحم میں نظفہ ڈالتے بھی دیکھتے ہیں (العیاذ باللہ) لیکن خود جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت علیؓ

اور دیگر تمام صحابہ کرام ﷺ کو اونٹ کے نیچے ہار تھک نظر نہ آسکا۔

میرے ساتھ یہ بھی چلے جائیں آپ ﷺ باہر پکڑ کر لوٹ آئے۔

ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ حَرَّجُوا فَرَجَعُتْ مَعَهُ ، فَإِذَا هُنْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ

اس خیال سے کہ صحابہ ﷺ کو جس کو جس کے ہوں گے لیکن آپ ﷺ نے دیکھا وہ باقاعدہ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ پھر چلے گئے اور حضرت انس ﷺ کو بھیجا کر جا کر دیکھو کہ کیا وہ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں یا چلے گئے ہیں کافی دیر کے بعد جب حضرت انس ﷺ نے آپ کو اطلاع دی کہ وہ چلے گئے تو آپ ﷺ نے اپنے مجرے میں حضرت زینب بنت علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے۔^(۱) (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله لاندخلوا بیوت النبی۔

الخ: 4791، صحیح مسلم: 1428)

دليٰل 4. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں 10 صحابہ ﷺ کو بطور جاسوس مشرکین کے حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا جب یہ حضرات مقام بدھ میں پہنچے تو قبیلہ بنولیان نے انہیں گھیر لیا آئا تھا صحابہ ﷺ کو تو اسی وقت شہید کر دیا اور دو کو گرفتار کر کے مکہ مکرمہ لے گئے کچھ دنوں کے بعد ان کو بھی تختہ دار پر لٹکا دیا حضرت عاصم ﷺ نے شہادت کے وقت یہ پرورد الفاظ کہے: اللَّهُمَّ أَخِرِزْ عَنَّا نِيَّكَ (صحیح بخاری، کتاب المغازی: 3989)

① اگر آپ ﷺ حاضر ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو معلوم ہوتا کہ صحابہ کرام ﷺ کے کمتر میں بیٹھے ہیں آپ ﷺ نے یہ خیال کیوں کیا کہ شاہد چلے گئے ہوں گے پھر حضرت انس ﷺ کو حقیقت حال کے لیے کیوں بھیجا؟ اگر صحابہ ﷺ کو بھی علم غیب ہوتا تو وہ جان بوجہ کر کیوں نہیں کریں ﷺ کو تکلیف پہنچاتے بلکہ ان کو تو پہلے عیاذ کر چلنا چاہیے تھا۔

”اے اللہ ہمارے حالات سے اپنے نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دے۔“⁽¹⁾

دلیل 5. حضرت انس بن مالک رض کی روایت میں ہے 4ھ میں مشرکین کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پس منصب آدمی دیں جو ہمیں تعلیم دیں۔ آپ ﷺ نے اصحاب صفت میں سے 70 قراء کو منتخب کیا اور ان کے ساتھ روانہ کر دیا یہ لوگ بزر معونہ مقام پر پہنچ گئے تو ان کافروں نے ایک صحابی کے علاوہ باقی سب کو شہید کر دیا ان صحابہ رض نے آخری لمحے میں درد بھری کہانی اللہ تعالیٰ کے حوالے کی اے اللہ! اپنے بیارے رسول ﷺ اور دیگر ساتھیوں کو ہمارے حالات سے مطلع کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حکم نازل ہوا جس کو صحابہ کرام رض پڑھتے بھی رہے تھے آپ ایک مہینہ تک مسلسل اس کافر قوم کے لیے نمازوں میں بد دعا کرتے رہے اور اس حادثہ کی وجہ سے آپ ﷺ پر بیشان بھی رہے۔⁽²⁾ (صحیح بخاری: 4090)

① اگر آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو ان صحابہ کرام رض کو جاسوسی کے لیے آپ ﷺ نے کیوں بھیجا؟ خود ہی مدینہ منورہ میں دشمن کے حالات بیان فرمادیتے اور پھر یہ دس صحابی کس بے دردی سے شہید کیے گئے کیا آپ ﷺ نے جان بوجہ کر ان کو قتل کر وادیا (العیاذ بالله) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عاصم رض کی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے ہی آپ ﷺ کو اطلاع ہو سکتی ہے اسی لیے تو انہوں نے یہ دعا کی و گرنہ ان کو دعا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

② اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو آپ ﷺ نے مشرکوں کو سازش کرتے دیکھا اور ستاہوتا۔ آپ ﷺ کو ان کے ناپاک اراووں کی اطلاع ہوتی تو پھر آپ ﷺ کیوں اتنے ملخص صحابہ رض کی عقیدہ ان وحشی درندوں کے پروردی دیا؟ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رض کی عقیدہ یہ نہ تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں۔

دلیل 6. جب خیر قتھ ہوا تو ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ڈال کر جناب رسول اللہ ﷺ کو بطور حنفہ بیہج۔ آپ ﷺ نے بھی چد لئے کھائے اور آپ ﷺ کے بعض صحابہؓ نے بھی وہ گوشت کھایا۔ چنانچہ حضرت پیر بن براء بن سعید رضی اللہ عنہ کی اس گوشت کی وجہ سے شہادت بھی ہوئی۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب الشامت النبی ﷺ بخیر: 4249)

سنن ابو داؤد اور دارمی کی روایت میں ہے:

وَتُؤْكِنُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَكْلُوا مِنَ الْبَشَاءِ

”کہ آنحضرت ﷺ کے وہ صحابہ کرامؓ میں جنہوں نے وہ زہر آکو دکبری کھائی تھی

وفات پا گئے۔“⁽¹⁾ (سنن الدارمی: 68، سنن ابو داؤد، کتاب العیات: 4510)

دلیل 7. حضرت علیؓ سے مردی ہے کہ جب مشرکین مکہ کی وعدہ خلافی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خفیہ تیاری شروع کر دی تاکہ کمر مس پر اچانک حملہ کر دیا جائے حضرت حاطب بن ابی بلقائے نے خفیہ طور پر خط لکھا کہ مشرکین مکہ! رسول کریم ﷺ تمہارے اوپر حملہ کرنا چاہتے ہیں خط لکھ کر کسی مرد کو نہ دیا تاکہ کسی کوشش نہ ہو جائے بلکہ ایک مشرک کے عورت کو دے دیا وہ لے کر روانہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے خیر کو اطلاع دے

⁽¹⁾ اس سے معلوم ہوا کہ وفات پانے والے متعدد صحابہ کرامؓ میں سے ابو داؤد اور سنن دارمی وغیرہ میں مذکور ہے کہ چد لئے کھانے کے بعد آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اسے مت کھاؤ کیوں کہ یہ بوئیاں مجھے بتا رہی ہیں کہ ہمارے اندر زہر ہے۔ اگر آپ ﷺ حاضر و ماظر ہوتے تو یہودی عورت کو زہر ڈالتے دیکھا ہوتا خود بھی نہ کھاتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی منع فرماتے کیا جان یوجہ کر صحابہ کرامؓ کو زہر کھلا کر مردا دیا تھا؟ (الحیاۃ بالله)

دی آپ ﷺ نے حضرت علی بن ابی ذئبؑ اور حضرت زبیر بن ابی ذئبؑ غیرہ کو تیز رفتار گھوڑوں پر سوار کر کے فرمایا کہ روضہ خان میں ایک عورت تمہیں طے گی اس سے یہ رقعہ لے آنا الحاصل وہ گئے رقعہ لے آئے۔^(۱)

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح: 4274، صحیح مسلم: 2494)

دلیل 8. حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت مدینہ میں دشمنوں کی آمد کی افواہ مشہور ہوئی تو آنحضرت ﷺ کو گھوڑے پر سوار ہو کر دور تک دیکھ بھال کر کے والہیں ہوئی رہے تھے کہ آگے سے آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل مدینہ آپ ﷺ کو ملے آپ ﷺ نے فرمایا وہ اپس چلے جاؤ کوئی خطرہ نہیں۔^(۲)

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب اذافر عرا بالیل: 3040، صحیح مسلم: 2307)

دلیل 9. حضرت حذیفہؓ نے فرماتے ہیں کہ جنگ احزاب کے موقع پر تیز ہوا اور کڑا کے کی سردی تھی رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہے جو جا کر دشمن کے

^(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ حاضرہ ناظر اور عالم الغیب نہ تھے۔ ورنہ حضرت حاطب کو خط لکھتے وقت ہی دیکھ اور جان لیتے پھر اس خط کو دور کیوں لٹکنے دیا؟ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت حاطب کا بھی یہ عقیدہ نہیں تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ حاضرہ ناظر اور عالم الشیخ ہیں ان کا تو سہی خیال تھا کہ میرا خط اہل کہکھ جائے آسمان سے وہی نازل ہوئی تو بھانڈا اپھونا ورنہ حضرت حاطبؓ کو توبہ وہم بھی نہ ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں احباب کی موجودگی میں میری یوں رسوائی ہو گی۔

^(۲) اگر نبی ﷺ حاضرہ ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو حالات معلوم کرنے کے لیے مدینہ سے باہر جانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا حاضرہ ناظر بھی تحقیق حالات کے لیے کہیں جایا کرتے ہیں؟ اور دور تک حالات کا جائزہ لیا کرتے ہیں۔

حالات معلوم کرے اور مجھے بتائے اس شخص کو اللہ قیامت کے دن میرے ساتھ جگہ دے گا مگر تمام خاموش ہو گئے کوئی جواب نہ ملا چو تمی بار آپ ﷺ نے فرمایا:

«قُمْ يَا حَذِيفَةُ فَأَنْتَ بِخَيْرِ الْقَوْمِ»

اسے حذیفہ التوبی کھڑا ہوا اور ہمیں دشمن کے حالات سے آگاہ کر۔ حضرت حذیفہ رض فرماتے ہیں کہ میں گیا اور جا کر حالات معلوم کیے اور واپس آکر نبی کریم ﷺ کو ان کفار کے حالات بتلائے۔⁽¹⁾ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسریر باب غزوہ الاحزاب: 1788)

دہلی 10. ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر تحریرت کی بیعت کی۔ وہ شخص دراصل غلام تھا لیکن

وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ

نبی ﷺ کو معلوم نہ ہوا کہ یہ غلام ہے جب اس غلام کا آقا آیا اور حقیقت واضح ہو گئی تو آپ ﷺ نے دو غلام دے کر وہ ایک غلام خرید لیا۔ اسکے بعد آپ ﷺ کسی سے بیعت نہیں لیا کرتے تھے۔ حَتَّى يَسْأَلَهُ «أَعْبَدُ هُوَ» حتیٰ کہ پوچھ لیتے کہ وہ آزاد ہے یا غلام؟⁽²⁾ (صحیح مسلم: 1602، سنن الترمذی: 1160، سنن ابن ماجہ: 9286)

⁽¹⁾ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر نبی اکرم ﷺ حاضر ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو آپ کو دشمن قوم کے حالات خود معلوم ہوتے کسی کو سمجھنے کا کیا مطلب؟ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رض بھی عقیدہ یہ نہ تھا کہ آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں ورنہ وہ کہہ دیتے کہ حضرت آپ کو تو ہر چیز نظر آتی ہے اور ہر چیز معلوم ہے اس لیے خود معلوم کر لیں۔

⁽²⁾ اگر جناب رسول اللہ ﷺ حاضر ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو یہ معلوم ہوتا کہ یہ فلاں شخص کا غلام ہے میرے دیکھتے دیکھتے یہ فلاں شخص کے پاس سے اور فلاں جگہ سے بھاگ کر آیا ہے۔ مگر اس سے بیعت کیوں لی؟ اور آئندہ آپ ﷺ ہر ایک سے تحریرت کی بیعت پر کیوں دریافت فرمایا کرتے تھے کہ تو آزاد ہے یا غلام؟

دلیل 11 ایک دفعہ منافقین مدینہ نے نبی کریم ﷺ کی لوندی حضرت ماریہؑ پر بھاگ کو حضرت مابر رضی اللہ عنہ تائی ایک غلام سے متهم قرار دے دیا یہ خبر اس زور سے پھیلی کہ آپ ﷺ کو بھی لیقین آگیا آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو گواردی اور غیرت میں آکر فرمایا کہ مابر رضی اللہ عنہ جہاں میں اسکو قتل کر دینا جتاب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد تھا۔ حضرت علیؓ کو کیا ہست تھی کہ وہ اس میں دیر کرتے۔ آخر خلاش کرتے کرتے مابر رضی اللہ عنہ کا سراغ مل گیا وہ بیچارا ایک کنویں میں بیٹھا ہوا تھا وہ حضرت علیؓ کو اس حالت میں دیکھ کر ڈر گیا۔ حضرت علیؓ نے جب اس کو پکڑ کر کھینچا تو اس کھمکش میں اس کا تہ بند کھل گیا وہ بیٹھا ہوا ہو گیا تو حضرت علیؓ نے دیکھا کہ

لَمْ يَخْلُقِ اللَّهُ لَهُ مَا لِلَّرَجَاجِ

اللہ تعالیٰ نے فطرت اس کا آلہ تسلی عی پیدا نہیں کیا یعنی وہ غلام پیدا کئی خشی اور بھروسہ تھا حضرت علیؓ نے اس کو قتل نہ کیا اور آپ ﷺ کو آکر یہ قصہ سنادیا بی ﷺ نے ارشاد فرمایا: «**الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ**» (صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب

حرم النبی من الریۃ: 2771، مسند احمد: 13478)

”یعنی حاضروہ چیز دیکھ سکتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔“⁽¹⁾

الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ کے الفاظ مند احمد کے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

① اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ نے تاکر دھنا کو کیوں مجرم تصور کیا اور اس کے قتل کا آڑ دکیوں دیا (العیاذ باللہ) آپ ﷺ کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ یہ شخص تو فطرتی طور پر نامرد ہے اور اس کے حضرت ماریہؑ پر کیسا تھا تعلقات ناجائز نہیں ہو سکتے۔

اسنادہ رجال ثقات۔ (البداية والنهاية: 5/304)

دلیل 12. نبی ﷺ کے دور میں ایک لوٹی نے زنا کیا نبی کریم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جا کر اس کو سزا دو۔ وہ گئے تو دیکھا کہ وہ ابھی ایام نفاس میں ہے انہوں نے اس کو سزا نہ دی کہ حالت نفاس میں سزا درست نہیں نبی کریم ﷺ کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے علی رضی اللہ عنہ نے بہت ہی اچھا کیا ہے کہ اس کو اس حالت میں سزا نہیں دی۔^(۱) (صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب تاخیر الحد عن النساء: 1705، سنن الترمذی: 1361)

دلیل 13. حضرت عائشہؓ سے حدیث ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے ملنے کا وعدہ کیا کہ میں قلاں وقت آؤں گا۔ جبرائیل علیہ السلام اس وقت پرنہ پہنچے اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لڑی تھی، آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اپنی وعدہ خلافی کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے اوہرا دھر دیکھا تو ایک ستارہ آپ ﷺ کو ایک چارپائی کے نیچے دکھانی دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

『یا عائشة مَتَى دَخَلَ هَذَا الْكَلْبُ هَاهُنَا فَقَالَتْ وَاللهِ مَا دَرِيْتُ فَأَمَرَرَهُ فَأَخْرَجَ فَجَاءَ جِبْرِيلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَاعْدُتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَأْتِ فَقَالَ فَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ إِنَّا لَا نَذْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا

صُورٌ』 (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزينة، باب غریب تصویر صورة الحيوان: 2104)

”اے عائشہ! یہ کتا گھر میں کب داخل ہوا تو آپ فرماتی ہیں، اللہ کی حرم میں نہیں جانتی کب

^(۱) دیکھ لیں کہ نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ اس لوٹی کے ہاں بچہ ہوا ہے۔ اگر آپ ﷺ حاضر ناظر اور عالم الشیب ہوتے تو آپ کو یہ ضرور معلوم ہوتا۔

داخل ہوا ہے۔ حکم دیا تو اس کو کالا گیا اسی وقت جبرائیل ﷺ آگئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھے تم نے مجھ سے وعدہ کیا میں تمہارے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن تم نہیں آئے۔ انہوں نے کہا مجھے اسی کتنے روکے رکھا ہے ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتایا تصویر ہو۔⁽¹⁾

دلیل 14. حضرت عطیہ ؓ فرماتے ہیں کہ جنگ قریظہ میں مجھے بھی صحابہ کرام ﷺ نے گرفتار کیا کیونکہ جوانوں کو قتل کیا جاتا تھا میرے بارے میں صحابہ ؓ کو تردہ ہوا کہ آیا میں بالغ ہوں یا نابالغ؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک مخصوص طریقے سے دیکھ لو۔ یعنی زیر ناف بال اگے ہیں یا نہیں چنانچہ ان کا معاملہ ہوا تو وہ نابالغ نکلے اس لیے ان کو قتل نہ کیا گیا۔ (مستدرک حاکم: 2/ 123، کتاب الجہاد: 2568)

امام حاکم ؓ اور امام ذبیحؑ اس کی صحیح پر متفق ہیں۔⁽²⁾

دلیل 15. ایک دفعہ حضرت علیؓ کے گھر سے ناراض ہو کر چلے گئے
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لِإِنْسَانٍ أَنْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
هُوَ رَأِدٌ فِي الْمَسْجِدِ (صحیح بخاری ، کتاب الصلاة، باب نوم الرجال في المسجد: 441،
صحیح مسلم: 2409)

تو نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا جا کر دیکھو اور ملاش کرو کہ علیؓ کی کہاں

① اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو آپ ﷺ کو معلوم ہوتا کہ میرے دیکھتے دیکھتے یہ کتابوں وقت آیا تھا اور اس مقام پر چھپ کر بیٹھا ہے۔

② حاضر و ناظر کو کیا مصیبت ہے کہ بغیر کسی اشد مجبوری کے ایسا معاملہ کرنے کی اجازت دیتا۔

(العلیٰ باللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چلے گئے ہیں؟ وہ گیاں نے آگر بتایا کہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔^(۱)

دلیل 16. حضرت عائشہؓ فرمادیا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب کوئی کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ پوچھا کرتے تھے اگر کہا جاتا کہ صدقہ کا ہے تو آپ ﷺ وہ کھانا نہ کھاتے اور اگر بدیہی اور تجھے ہوتا تو کھالیتے تھے۔^(۲) (صحیح بخاری، کتاب الہبة وفضلہا والتحریض: 2576؛ صحیح مسلم: 1077)

دلیل 17. ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ نظر نہ آئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت کیا:

مَنْ أَحَسَّ الْفَتَنَ الدَّوْسِيَّاً (سن أبو داود، کتاب النکاح، باب ما يكره من ذكر الرجل ما يكون أصابته أهله: 2174)

”دوسی نوجوان کا کسی کو علم ہے۔“^(۳)

دلیل 18. حضرت زید بن ارقمؓ فرمادیا فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے (یہ غزوہ امام نسائیؓ وغیرہ کی تصریح سے غزوہ جوک تھا

^(۱) اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو جہاں علیؓ فرماتے تھے وہاں ہی سے سوال کر لیتے کر کیا سکدے ہے یا صحابی کو کہتے کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں تجھے حضرت علیؓ فرمائیں گے اس لیے خدارا تھوڑی سی عقل سليم استعمال کریں ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ ہدایت کے راستے کھول دے گا۔

^(۲) جو حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتا ہے اسے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ کسی کا محجع نہیں ہوتا اس کے علم میں تو ہر چیز پہلے نے موجود ہوتی ہے۔

^(۳) کیا حاضر و ناظر اور عالم الغیب کی بھی شان ہوتی ہے کہ معلوم کچھ ہو اور اظہار کسی دوسری چیز کا کرے؟ (العیاذ باللہ)

اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ کے غزوات میں سے سب سے آخری غزوہ توك تھا) دوران سفر میں نے عبد اللہ بن علی رحیم، المذاقین کو راستہ میں یہ کہتے ہوئے سنائے کہ جب ہم مدینہ کو وہیں پڑے جائیں گے تو ہم ان کمینوں (یعنی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے محلہ کرام ﷺ کو خدا تعالیٰ باشد) کو مدینہ سے ذلیل و خوار کر کے نکال دیں گے ہمیں خواہ مخواہ ہر طرف لیے پھرتے ہیں۔ حضرت زید بن علی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا کو یہ واقع سنادیا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہہ دیا چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے بلا یا میں نے سارا قصہ سنایا۔ آپ ﷺ نے رحیم، المذاقین کو طلب کیا وہ آیا آپ ﷺ نے سوال کیا۔ کیا تم نے یہ باتیں کی ہیں؟ اس نے قسم اور طف اخفاکر کہا تھا اسی قسم! میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا حضرت آپ خود سوچے میں بھال لکی بات کہہ سکتا ہوں۔ اس کے بعد زید بن ارقم کے الفاظ کچھ یوں تھے:

فَكَلَّتِي رَسُولُ اللهِ وَصَدَقَةٌ فَأَصَابَتِي هَمٌ لَمْ يُصْبِنِي بِثُلَةٍ قَطُّ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا قرار دے دیا اور عبد اللہ بن علی کو سچا تسلیم کر لیا اس پر مجھے اتنی پریشانی اور غم لا حق ہوا جو زندگی بھر کبھی لا حق نہیں ہوا تھا۔

حضرت زید بن علی فرماتے ہیں کہ میرے پیچے مجھے طامت کی میں اتنا شرمندہ ہوا کہ گھر سے باہر نکلنے کی بات بھی اپنے اندر محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بعد قرآن کریم کی ایک پوری سورت تہلیل ہوئی اس میں منافقوں کی جھوٹی قسموں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مطلع کیا اور نبی ﷺ نے حضرت زید بن ارقم ﷺ کو بلا کر فرمایا تم سچے ہو اور منافقین جھوٹے ہیں اور پھر فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ أَكْثَرُ الظَّالِمِينَ إِنَّمَا زَيْدُ (صحیح بخاری ، کتاب التفسیر ، باب قوله إذا جاءك

للثقوب قالوا نشهد باتفاق رسول الله: 4900 صحیح مسلم: (2772)

”اے زید اللہ تعالیٰ نے مجھے سچا قرار دیا ہے۔“^(۱)

دلیل 19. صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت علیؑ کے پاس کہیں سے شہد آگئی تھا۔ نبی کریم ﷺ کو خلاف معمول حضرت زینب بنت علیؑ کے پاس شہد نوش کرتے کرتے دیر ہو جاتی تھی تو حضرت عائشہؓ بنت علیؑ اور حضرت حفصةؓ بنت علیؑ کو تقاضائے بشریت یہ چیز تاکہ اور گزری کہ آپ زیادہ وقت کسی اور کے پاس نہ ہیں۔ آپس میں خفیہ میٹنگ اور مشورہ کیا کہ کسی حیلہ و بہانہ سے آپ ﷺ کا حضرت زینب بنت علیؑ کے پاس کثرت سے آنا جاتا بند کر دیں۔ سوچا کہ اگر حضور ﷺ حضرت عائشہؓ بنت علیؑ کے پاس آگئی تو وہ کہہ دے آپ ﷺ سے مغافیر کی بو آتی ہے اور اگر آپ ﷺ حضرت حفصةؓ بنت علیؑ کے پاس آگئی تو وہ بھی یہ بات کہہ دیں۔ سازش مکمل ہو گئی۔ آپ ﷺ جب تشریف لائے تو یہ بات کہہ دی گئی آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو کوئی چیز کھائی نہیں البتہ زینب بنت علیؑ کے ہاں شہد کھایا ہے اب میرے لیے حرام ہے کہ میں شہد استعمال کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص لمحہ میں نبی ﷺ کو سمجھہ فرمائی اور فرمایا:

﴿قُلْ لَاَ أَمْلِكُ لِيَنْفِسِي نَفْسًا وَلَاَ ضَرَّ إِلَّا مَا شَأْتَ اللَّهُ وَلَنْ يُكُنْ أَنْظَمْ﴾

النَّبِيَّ (الاعراف: 188)

① اگر آپ ﷺ حاضر ناظر ہوتے تو آپ ﷺ یعنی عبد اللہ بن ابی کی باتیں سن لیتے کیونکہ غالباً اس کے قول کے مطابق آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں شاہد اور شہید ہیں پھر خدا کے پیغمبر نے ایک سچے کو جھوٹا کیوں کہا اور جھوٹے کو کیوں سچا قرار دیا؟ کیا حضرت محمد ﷺ بھی جان بوجہ کر حاضر ناظر اور عالم جب مکان و مایکون ہونے کے باوجود سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا قرار دیا کرتے تھے۔ (العیاذ بالله)

”اے نبی ﷺ تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ تعالیٰ نے تم پر تو اپنی عورتوں کی رضامندی چاہتا ہے۔“⁽¹⁾ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب یا آیہ النبی لم یخرم ما أحلَ اللہ عَلَیْکُمْ کل: 4912، صحیح مسلم: 1474)

دليٰل 20. ایک طویل حدیث کے ضمن میں نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ اگر دجال میری موجودگی میں ظاہر ہو تو میں تمہاری طرف سے وکیل بن کر اس سے بھجوڑا کروں گا۔

وَإِن يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤْ حَقِيقُ تَفْسِيْرِ

”اور اگر دجال میری عدم موجودگی میں ظاہر ہو تو ہر آدمی اپنا وکیل اور محافظ ہو گا۔“⁽²⁾ (صحیح مسلم، کتاب الفتنه، باب ذکر الدجال: 2937، سنن الترمذی: 2166)

دليٰل 21. اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب حضرت ابراہیم ﷺ نے اپنی الہیہ حضرت ہاجرہ اور شیر خوار پیچے حضرت اسماعیل ﷺ کو چیل اور بیان جگہ یعنی مکہ میں چھوڑ دیا اور جب باپ کو بیٹے سے ملے کافی دن گزر گئے تو بیٹے کی محبت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتصار کرنے لگے۔ اذن خداوندی ملا تو حضرت سارہ سے رخصت ہوئے مکہ کمرہ کا راستہ لیا

① اس واقع سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے گھر بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر اور موجود ہوتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ اگر یہ ہوتا کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو پھر اس خیال سازش مغلی میں لگ کا کیا معنی اور مطلب تھا؟

② نبی ﷺ سے پوچھیے حضرت آپ تو شاہد اور شہید ہیں یعنی بقول مخالفین ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں آپ ﷺ نے یہ فرمادیا کہ اگر دجال میری غیر حاضری اور عدم موجودگی میں آیا تو ہر آدمی اپنا وکیل خود ہو گا کیا حاضر و ناظر کبھی غیر حاضر یا غیر موجود ہوتا ہے۔

حدیث کے القاذف کچھ یوں ہے۔

فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ ، بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا . ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْنِهِمْ

(صحیح بخاری، کتاب أحادیث الانبیاء، باب قوله الله تعالى وانخذ الله إبراهیم خلیلا: 3364)

”جب حضرت اسماعیل ﷺ کی شادی ہو گئی تو حضرت ابراہیم ﷺ ان کی ملاقات کو آئے تاکہ اہل دعیاں کو دیکھے لیں، لیکن انہیں حضرت اسماعیل ﷺ نہ مل سکے اگر بیوی سے پوچھا اسماعیل کہاں ہیں وہ بولی ہمارے کھانے کا انتظام کرنے گے ہیں۔ پھر اس سے گزران اوقات کا سوال کیا انہوں نے شکوہ و فکایات کے دفتر کھول دیے۔“⁽¹⁾

دليل 22. صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایک واقعہ ہے کہ دو عورتیں ایک عمر سیدہ اور دوسری نو عمر دونوں کے ہاں لڑکے تھے اور وہ دونوں غفلت میں بیٹھی ہوتی تھی کہ بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا جو بچہ باقی رہ گیا اس پر ان دونوں کا جھگڑا ہو گیا چھوٹی حورت نے کہا یہ بچہ میرا ہے اور تیرے بچے کو بھیڑیا لے گیا ہے بڑی نے کہا نہیں یہ بچہ تو میرا ہے اور تیرے بچے کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے۔ دونوں اپنا جھگڑا حضرت داؤد ﷺ کے پاس لے گئیں بڑی چونکہ عمر سیدہ تھی اور تجربہ کار تھی۔ اس نے واقعہ بیان کرنے میں ایسا طریقہ اختیار

⁽¹⁾ اگر حضرت ابراہیم ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو علاقہ شام سے مکہ مکرمہ تک ایک ہزار میل کی مسافت کر کے ان کے حالات دریافت کرنے کی کیا ضرورت تھی وہ تو گھر رہتے ہوئے بھی دیکھ سکتے تھے پھر سفر کی زحمت گواہ کیوں کی اگر آپ حاضر و ناظر تھے تو فلم یہ جد اسماعیل اسماعیل نہ مل سکے کا کیا مطلب ہے۔

کیا کہ حضرت داؤد ﷺ نے اس کی بات کو سمجھ لیا اور بچہ اس کو دلوادیا حقیقت میں وہ بچہ چھوٹی عورت کا تھا جب یہ فیصلہ صادر ہو گیا۔ اس عورت نے اپنی بے چینی کا حال حضرت سلیمان ﷺ کے سامنے رکھا تو وہ سمجھ گئے کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اپنے والد محترم سے اجازت طلب کی کہ اگر ارشاد ہو تو میں ان کا اس سے بہتر فیصلہ کر دوں۔ اجازت مل گئی۔ حضرت سلیمان ﷺ نے خادم کو کہا چھری لاو۔ حکم تھا چھری لاٹی گئی۔ وہ دونوں عورتوں سے فرمائے گئے اچھا میں اس بچہ کو دو گلوبے کر کے ایک ایک ٹکڑا تمہارے حوالے کر دیتا ہوں جب ان عورتوں کو لقین ہو گیا کہ واقعی حضرت سلیمان ﷺ ایسا کر گزیریں گے تو بڑی عورت خاموش رہی لیکن چھوٹی عورت کو یہ کب گوارہ تھا۔ وہ بولی! حضرت آپ یہ بچہ اس بڑی عورت ہی کو دے دیں کبھی کبھی تو دیکھے ہی لیا کروں گی۔ حضرت سلیمان ﷺ کے اس عملہ طریق کار اور حکمت عملی سے معاملہ بالکل صاف ہو گیا اور حقیقت کھل گئی اور بچہ چھوٹی عورت کو دے دیا گیا۔^(۱) (صحیح بخاری، کتاب أحادیث الانبياء، باب قوله تعالى ووہ بننا له داؤد وسلمیان نعم العبد إله او اب: 6769، صحیح مسلم: 1720)

دلیل 23: سچ بخاری اور صحیح مسلم میں ایک واقعہ مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ اسرائیل کے ایک بھرے بھیج میں تقریر فرمائے تھے۔ تقریر کا انداز

^① اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت داؤد ﷺ حاضر و ناظر اور ماکان و مایکون کے عالم ہوتے تو ان کو ضرور معلوم ہوتا کہ یہ بچہ تو چھوٹی عورت کا ہے اور میرے سامنے اور میری حاضری میں ہی تو یہ بچہ اس چھوٹی عورت کے ہاں پیدا ہوا ہے اور میرے دیکھتے تھی دیکھتے بھیڑ یا تو بڑی عورت کے بچہ کو اٹھا کر لے گیا ہے یہ بچہ تو چھوٹی عورت کا ہے۔ پھر کس طرح حضرت داؤد ﷺ نے حاضر و ناظر ہوتے ہوئے حق تلفی کا فیصلہ کیا۔ (الحیاز بالش) اور اگر حضرت سلیمان ﷺ بھی حاضر و ناظر ہوتے تو انہوں نے حکمت عملی کی زحمت کیوں گوارہ کی؟ اور پہلی ہی یہار چھوٹی کو بچہ کیوں نہ دلوادیا۔

بڑا ہی دلکش اور جاندار تھا۔ کسی نے سوال کیا کہ کیا کوئی آپ سے بڑا عالم بھی موجود ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا نہیں۔ جواب اگرچہ اپنے موقع پر صحیح تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور صاحب کتاب و صاحب شریعت بھی تھے۔ ان سے بڑا عالم اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ لیکن بارگاہ الحنفی میں مقررین کی زبان سے اثانتیت کو پسند نہیں کیا جاتا۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! دنیا میں صحیح سے بڑا عالم بھی موجود ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے کسی طرح اس سے ملاقات نصیب ہو جائے جواب مل اپنے ساتھ ایک بے جان مچھلی لو جہاں اس میں جان پڑ جائے اور جہاں وہ تم سے الگ ہو جائے اسی مقام پر وہ بندہ تمہیں ملے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ایک ساتھی یوش بن نون کو ساتھ لیا کجھ سلامان تھیلے میں ڈال لیا مچھلی لی اور چل دیے۔ خلاصہ یہ کہ منزل مقصود پر پہنچنے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نا ایک پتھر کے سایہ میں آرام کرنے لگے خادم نے دیکھا کہ مچھلی زندہ ہو چکی ہے۔ اچھل کو دکر پانی میں جا پڑی اور عجیب و غریب طریقہ سے پانی میں سرگ نکالتی ہوئی نظر سے غائب ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور سفر دوبارہ شروع کر دیا یوش بن نون کو مچھلی والا قصہ بتانا یاد نہ رہا جب کچھ مسافت ملے کی اور آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام کو بھوک نے تباہ تو کہا لا اؤ بھیانا شستہ۔ جب رفیق نے تھیلے سے ناشت نکالنا چاہا تو مچھلی والا قصہ یاد آگئیا ذرتے ذرتے قصہ سنادیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جہاں مچھلی غائب ہو گئی تھی وہی جگہ تو ہماری منزل مقصود تھی اپنے پاؤں کے نشات کو حلاش کرپتے کرتے اسی مقام پر پھر آگئے دیکھا کہ ایک بندہ چادر اوڑھ کر آرام کر رہا ہے اسکے پاس کئے اسے سلام کیا وہ بندہ سوال کرتا ہے اس زمین پر سلام کہنے والا کون ہے؟ جواب ملائیں موسیٰ ہوں اس بندہ خدا نے کہا وہ موسیٰ جو بنی اسرائیل کی طرف نبی اور رسول بن اکر بھیجا گیا ہے؟ فرمایا جی ہاں وہی موسیٰ علیہ السلام تو آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ جواب ملائیں لیے کہ آپ ہے علم حاصل کروں۔ حضرت ناصر علیہ السلام نے

بڑی کڑی شرطیں لگائیں مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کرنا پڑیں۔ کشتی پر دونوں کو سفر کرنا پڑا ایک چیز یا آئی اور دریا سے پانی کا قطرہ اٹھایا حضرت خضر علیہ السلام نے استاد کی حیثیت سے فرمایا: اسے موسیٰ! وہ بولے جی ہاں! فرمایا تھوڑے کے علم کی لسبت خالق کے علم کی مثال ایسی ہی سمجھ لو جیسے اس چیز کے منہ کا پانی اور سمندر کا پانی پھر ارشاد فرمایا:

فَالْإِنْكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَمَكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ
مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَمَنِي لَا تَعْلَمُ

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله واذ قال موسى لفتاه لا أبرح حتى أبلغ ... الخ)

(صحيح سلم: 4725)

اسے موسیٰ! مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ علم دیا ہے جس کو تو نہیں جانتا اور مجھے خدا تعالیٰ نے وہ علم عطا کیا ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ ^(۱)

^(۱) اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حاضر و ناظر اور عالم الشیب نہ تھے۔ ورنہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا ایک ہمارا بندہ ہے جو فلاں جگہ ہے اس سے جا کر ملاقات کرو تو اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علامت طلب کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھری کی علامت اور نشانی مقرر کرنے کی نوبت ہی نہ آتی؟ اور پھر منزل مقصود سے آگے نکلے کی غلطی کیوں کی؟ کیا حاضر و ناظر پر اس موجود ہوتے ہوئے اور سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اپنی منزل مقصود سے آگے نکل جایا کرتا ہے؟ اور اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی حاضر و ناظر نہ تھے ورنہ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں اسرائیل کے مجمع میں تقریر کرتے دیکھا ہوا۔ پھر راست پر چلتے دیکھا اور منزل مقصود سے آگے نکل کر پھر ائمہ پاؤں آتے دیکھا اور ہر ہر قدم پر ن کے ساتھ حاضر بھی رہے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال کیوں کرتے ہیں کہ تم کون ہو؟ ہاں سے آئے ہو؟ اور کیوں آئے ہو پھر جواب ملئے پر یہ کیوں فرماتے ہیں کہ کیا میں اسرائیل کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام

ہو؟ اس واقع سے جس طرح حضرت موسیؑ اور حضرت خضر علیہ السلام کے حاضر و ناظر اور جمیع الکان اور ما کون کے عالم ہونے کی صاف طور پر نفی ثابت ہے اسی طرح حضرت یوش بن نون علیہ السلام کے عقیدہ کا بھی علم ہو جاتا ہے اگر ان کا عقیدہ ہوتا کہ پیغمبر حاضر و ناظر اور ما کان اور ما کون کے عالم ہوتے ہیں تو جس وقت پھری کو بطور علامت پاس رکھا تھا، فرمادیتے حضرت آپ تو حاضر و ناظر ہیں آپ سے کون سی چیز مخفی ہے؟ اس پھری کے اٹھانے کی کیا ضرورت؟

تمام غور بات: اگر عقیدہ یہ رکھیں جو یاد لوگوں کا ہے کہ پیغمبر اعظم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو پھر نبی ﷺ کی بھرتت مکہ سے مدینہ تک، معراج مکہ مکر مہ سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے سدرۃ المسنی تک۔ اسی طرح جنگ بدرا، جنگ خیبر، جنگ توبک، جنگ خین اور طائف وغیرہ کا سفر کرنا اسی طرح حج اور عمرہ کرنا بلکہ گھر سے مسجد اور مسجد سے گھر تک اور مدینہ طیبہ کی ایک گلی سے دوسری گلی تک اور ایک کوچ سے دوسرے کوچ تک آنا جانا بالکل باطل شہرت ہے۔ کیونکہ جب آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے تو مکہ مکر مہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف بھرت کا کیا مطلب؟ اور جب آپ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے تو مکہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے کیے بعد دیگرے سب آمانوں کی ایک ہی رات میں بحالت بیداری سیر کرنے اور معراج کا کیا معنی؟ اس خبیث اور ناپاک عقیدہ کی وجہ سے نہ تو آپ ﷺ مهاجر ہو سکتے ہیں اور نہ آپ ﷺ صاحب معراج ہو سکتے ہیں۔ (الحایاز بالله) الغرض اس عقیدے کی وجہ سے وہ تمام سفر جو بھرت جہاد، معراج اور حج وغیرہ کے لیے ہوئے تھے، سب کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ جب آپ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے تو مکہ مکر مہ سے بھرت کرنے کے بعد بھی مکہ مکر مہ میں رہے پھر بھرت کیسی؟ وعلیٰ ہذا القیاس دوسری اشیاء، کو بھی اس پر قیاس کر لیں اور اس سے ان کی عقیدت اور محبت کا اندازہ کر لیں کہ ایک طرف تو قرآن کریم اور صحیح احادیث کا انکار کیا جاتا ہے اور دوسری طرف آپ کی بھرت، معراج، حج، .. حج وغیرہ کا صاف انکار لازم آتا ہے۔

محترم کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات

﴿ قُلْ أَللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُوفِّيْ الْمُلْكَ مَنْ شَاءَ وَتَعْنِيْ الْمُلْكَ مِمَّنْ شَاءَ وَتُعِزِّزُ
مَنْ شَاءَ وَتُذَلِّلُ مَنْ شَاءَ يُبَدِّلُ الْجَنَاحَ عَنْ كُلِّ شَفَوْهٍ ﴾ (آل عمران: 26)

”کہہ دو اے اللہ! اے ماں! اسپ مکون کے۔ تو بادشاہی دیتا ہے جس کو چاہتا
ہے اور بادشاہی جیسی دیتا ہے جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور
ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہاتھ میں ہی خیر ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر
ہے۔“

دلیل 1. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ غزوہ احمد میں زخمی ہو گئے اور

آپ ﷺ کے اگلے چار دانت شہید ہو گئے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُوا نَيْمَهُمْ وَكَسَرُوا رَبَاعِيَّةً وَهُوَ يَذْعُوْهُمْ إِلَى
اللهِ». فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ)»

”وہ قوم کیسے فلاج پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا ہے۔ اور اس کے
دانتوں کو توڑ دیا۔ حالانکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تا ہے۔ تو اس موقع پر یہ آیت
نازل ہوئی: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (صحیح مسلم کتاب الجہاد، باب غزوة
احمد: 1791، سنن الترمذی: 2928)

اسے نبی ﷺ اس معاملے میں آپ ﷺ کو کچھ اختیار نہیں۔

دلیل 2. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ
سے سنا کہ آپ ﷺ نے نماز کی آخری رکعت میتوڑ کو ع سے سراہیا تو سمع اللہ ملن

حمدہ رینا ولک الحمد کے بعد فرمایا:

«اللَّهُمَّ اعْنِ فُلَاتَا وَفُلَاتَا وَفُلَاتَا»

”یا اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرم۔“

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَسْوَبَ عَنْكُمْ أَوْ يَعْدَمُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ (آل عمران: 128)

”آپ کو اس معاملہ میں کچھ بھی اختیار نہیں خواہ توبہ قول کرے خواہ ان کو عذاب دے بلکہ وہ خالیم ہیں۔“

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالیٰ ليس لك من الأمر شيء: 4069)

و لیل 3. ایک اور روایت میں آرہا ہے:

يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسَهْلِ بْنِ عَمْرِو وَالْخَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَّلَتْ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ)

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب ليس لك من الأمر شيء: 4070)

”آپ ﷺ صفوان بن امیہ سکل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے لیے بدعا کر رہے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے پیغمبر اس معاملے میں آپ ﷺ کو کچھ اختیار نہیں۔“ (۱)

① ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بادشاہیت میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور آپ ﷺ سے اس بات کی تبلیغ کی اور صاف صاف بیان بھی کر دیا پھر آپ ﷺ کے علاوہ کون ہو سکتا ہے جسے یہ اختیار حاصل ہو؟ چنانچہ ملکہ انبیاء اور اولیاء وصالحین سے توبالاؤ! اس وقت کی نفعی یعنی الہنا غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی تمام تصور تم باطل ہیں

دلیل 4. حضرت ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَةَ الْأَقْرَبِينَ﴾

اور اپنے قریمی رشتہ داروں کو ڈرایئے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

«يَا مَغْشَرَ قُرْيَشٍ اشْتَرُوا أَنفُسَكُمْ مِّنَ اللهِ لَا أَغْنِيَ عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أَغْنِيَ عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَغْنِيَ عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةً عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لَا أَغْنِيَ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةً بِنْتَ رَسُولِ اللهِ سَلَّمَتِي بِمَا شَفَتِ لَا أَغْنِيَ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا» (صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء والولد فی الارقام: 2753)

صحیح مسلم: (206)

”اے جماعت قریش! جنت کے عوض اپنی جانوں کا سودا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اے بنی عبد مناف! اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے پتی صفیہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے میری بیٹی فاطمہ! میرے مال میں جو چاہو مائیں لو مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔“^(۱)

اور یہ ضروری ہے کہ عبادت کی تمام اقسام یعنی دعا، فریاد، پیلاداگنا، ذبح اور نذر کا حقدار صرف اور صرف ایک اللہ کو ٹھہرایا جا۔ اس کے علاوہ کسی کو نہیں۔

^(۱) یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے قریمی رشتہ داروں کو بھی کچھ نہ

دلیل 5۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

«وَأَنِذْرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبَيْنَ»

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا بَنِي كَعْبٍ بْنِ لُؤْيٍ أَنْقِدُوا أَنفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِدُوا أَنفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِدُوا أَنفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِدُوا أَنفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِدُوا أَنفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِدُوا أَنفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِدِي

نہیں دے سکتے تھے وہ فاطمہؓ ہی تھا جن کے بارہ میں آپ ﷺ نے کہا جس نے میری اس بیٹی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی مگر اس فاطمہؓ جیسے بھی کہہ رہیں کہ اسے فاطمہؓ! میرے مال سے جو چاہو لے او مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام انہیں ضرور پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی گئی عظیم امانت رسالت اور نبوت کا حق ادا کیا۔

رہی بات اللہ تعالیٰ کے عذاب، سزا سے بچانے کی تو یاد رہے اللہ عز و جل نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنی بادشاہت میں کچھ اختیار نہیں دیا وہ سلطنت و قدرت میں تھا اور کمال و جمال اور جلال میں اکیلا ہے۔

لیکن ہمارے ہاں اس کا معاملہ اس ہے ان کو بنی ﷺ کے فرمان پر یقین نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میرے اختیار میں کچھ نہیں لیکن انہوں نے کہا۔

ند اکا پکڑا چھڑا لے محمدؐ محمدؐ کا بکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحْمًا سَابِقُهَا

بِهِ لَا هُوَ بِهِ بِلَامٌ» (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قوله وأنذر عشيرتك الأقربين: 204)

”اے کعب بن لاوی کی اولاد اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے مرہ بن کعب کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے عبد شمس کی اولاد اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے عبد مناف! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے ہاشم کی اولاد اپنے نشوون کو آگ سے بچاؤ۔ اے عبد المطلب کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے قاطرہ! اپنی جان کو آگ سے بچالے یقیناً میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اسی اسی بات کے کہ تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے جسے اس کی تری کے ساتھ ترکھوں گا۔ (اس دنیا میں رشتہ داری کا حق بھاتا رہوں گا مگر آخرت میں کام نہیں آؤں گا)۔

دليل 6. حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي حَمَادَةً أَخْدُهُ بِهَا لَا تَخْضُرُنِي
الآن، فَأَخْدُهُ بِيَنْلَكَ الْمُحَامِدِ (صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب کلام رب تعالیٰ یوم

القيمة مع الانیاء وغيرهم: 7510، صحیح مسلم: 193)

”میں بارگاہ الہی میں حاضری کی اجازت چاہوں گا مجھے اجازت مل جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس وقت مجھے اپنی اسکی ترغیبیں الہام فرمائے گا جو اس وقت مجھے معلوم نہیں ہیں۔ میں انہی ترغیبوں کی ساتھ حق تعالیٰ کی حمد و شکر کروں گا۔“ (۱)

۱) اگر نبی ﷺ مختار کل ہوتے، ہر کام ان کے اختیار میں ہو تا تو پھر ان الفاظ کا کیا مطلب (استاذن علی ربی فیؤذن لی) میں نے بارگاہ الہی میں حاضری کی اجازت چاہوں گا مجھے اجازت مل

دليل 7. حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے نبی ﷺ کو پھول سے پیدا کرتے ہوئے دیکھا اور پوچھنے لگا آپ پھول سے پیدا کرتے ہیں ہم تو ایسا نہیں کرتے اس ویہا تی کے اس سوال پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد ریا:

«أَوْ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ تَزَعَ اللَّهُ مِنْهُ قَلِيلُ الرَّحْمَةُ»

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقیلہ و معانقتہ: 5998)

”اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے شفقت نکال دی ہے تو کیا میں تیرے لیے اس کا مالک ہوں۔“^(۱)

دليل 8. حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حقوق عامہ المسلمين میں خیانت کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے اونٹ بکری گھوڑے کپڑے وغیرہ میں خیانت کی تو یہ تمام اشیاء قیامت کے دن اس کی گردن پر ہوں گی اور لہنی اپنی آواز ظاہر کرتی ہوں گی اور ایسا خائن وہاں کہے گا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنِنِي . فَاقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا ، قَدْ أَبْلَغْتُكَ

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسریر: 3073، صحیح مسلم: 1831)

اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کیجیے اور میں کہوں گا میں تیرے لیے کسی

جائے گی جو آدمی مختار کل ہوتا ہے اسے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں پڑتی۔

① اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی کے دل سے اللہ تعالیٰ شفقت نکال دے تو جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی اس کا اقتیاد نہیں رکھتے کہ اس کے دل سے شفقت نہ نکلنے دیں یا اس کے دل میں شفقت اور رحمت بھرویں۔ اگر آپ ﷺ مختار کل ہوتے تو یہ بات آپ ﷺ کے بن میں ہوتی۔

چیز کا مالک نہیں ہوں میں جسمے تبلیغ کر چکا ہوں۔^(۱)

دلیل ۹. حضرت عبد اللہ بن عوف سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینہ کے قریب پیدل روانہ کیا تاکہ ہم کفار سے جہاد کر کے غنیمت کامال حاصل کر کے لائیں چنانچہ ہم گئے لیکن ہم غنیمت کے مال سے بالکل محروم رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے چہروں سے ہماری تکلیف اور محرومی کا اندازہ کر لیا۔ اور آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا:

«اللَّهُمَّ لَا تَكِلْهُمْ إِلَيْنَا فَإِنَّنَا لَا نَكْلُمُهُمْ إِلَيْنَا أَنفُسِهِمْ فَيَعْجَزُوا عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْتِرُونَا عَلَيْهِمْ» (سنابوداود، کتاب

الجهاد، باب فی الرجل بمزاویة من الأجر والغنية: 2535)

”اے اللہ ان کو میرے پردہ کرتا کیونکہ میں ان کی حفاظت سے قاصر رہ جاؤں گا یعنی ان کی حفاظت نہیں کر سکوں گا اور ان کو ان کے پردہ بھی نہ کرنا کہ یہ بھی اپنی حفاظت سے قاصر رہ جائیں۔ اور ان کو دوسرے لوگوں کے پردہ بھی نہ کرنا کیونکہ وہ اپنے نفوس کو ان پر ترجیح دیں گے۔“

اس کی **حج** پر امام ذہبی رضی اللہ عنہ اور امام حاکم رضی اللہ عنہ متفق ہیں۔^(۲)

① اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کا کام مسائل بتانا اور تبلیغ دین ہے آپ ﷺ کی کفیلگی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ چونکہ میں اپنی امت کی حفاظت کرنے سے قاصر ہوں اس لیے ان کی حفاظت اے اللہ تو خود فرم۔ نبی ﷺ کے ارشاد نے صاف بتا دیا کہ حفاظت کی حقوق کی حفاظت کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور وہی عخار کل ہے۔

دليٰل 10. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

بِيَدِ الرَّحْمَنِ يَرْفَعُ أَقْوَامًا وَ يَخْفَضُ أَخَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مستدرک حاکم: 1/525، کتاب الدعاء والتکیر والتعلیل والتبیح والذکر: 1926)

”بلندی اور پستی کے ترازو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ کئی قوموں کو وہ بلند کرتا ہے اور کئی قوموں کو پست کرتا ہے۔ قیامت تک یونہی ہوتا رہے گا۔“

دليٰل 11. رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

«إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَ يَنْهَا بِهِ أَخَرِينَ»

(صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل من يقوم بالقرآن... الخ: 817)

”اللہ تعالیٰ اس کتاب قرآن مجید کی وجہ سے بعض قوموں کو عروج تک پہنچاتا ہے اور بعض دوسروں کو پستی کے گھر میں ڈال دیتا ہے۔“^(۱)

دليٰل 12. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَرَأْتُهُ بِيَدِكَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍ

^(۱) ان دونوں احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اقوام عالم کی بلندی، پستی ترقی، تنزلی کا میز ان اور ترازو صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس میں کسی دوسرے کو کسی طرح بھی کوئی دخل نہیں اسی طرح قرآن کریم پر عمل کرنے والوں کو ظاہری اور باطنی، جسمانی اور روحانی ترقیوں سے نوازا جبی صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور قرآن کریم پر عمل نہ کرنے والوں کو ذلک کرتا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے اگر جناب رسول اللہ ﷺ عمار کل ہوتے جیسا کہ بعض لوگوں کا باطل عقیدہ ہے تو آپ ﷺ فرمادیتے اب کسی کو عروج دینا یا کسی کو پستی دینا میر انتسب ہے اور میں عمار کل ہوں (العیاذ باللہ)

خَزَاتُهُ يَدِكَ (مستدرک حاکم: 1/525، کتاب الدعا و التکبیر والملیل والتسبیح والذکر: 1925)

”اے اللہ! میں تمھے سے ہر بھائی کا سوال کرتا ہوں جس کے خزانے تیرے پاس ہیں۔ اور میں تمھے سے ہر شر کی پناہ مانگتا ہوں جس کے خزانے تیرے پاس ہیں۔“^(۱)

دلیل 13. حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ازدواج

مطہرات میں برابری کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے:

«اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلَكْ فَلَا تَلْمِنِي فِيمَا تَمْلِكْ وَلَا أَمْلِكُ»

(سنن ابو داؤد، کتاب النکاح، باب القسم بین النساء: 2134، سنن الترمذی:

1059، سنن النسائی: 3943 من سن ابن ماجہ: 1971)

”اے اللہ! جس ظاہری تقسیم کا میں مالک تھا میں اس کو ادا کر چکا اور جس چیز کا تو
مالک ہے اور میں مالک نہیں (یعنی حضرت عائشہؓ کی محبت) تو اس میں تو میرا
مواخذه نہ کرن۔“^(۲)

دلیل 14. صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے
ابو جہل کی لڑکی حضرت جویریہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اخلاق
ہوئی تو آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ الفاظ تھے۔

^(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بھائی اور برائی میکی اور بدی کے خزانے صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور نبی کریم ﷺ بھی خدا تعالیٰ سے عی برائی سے بچنے اور میکی کرنے کا مطالبہ اور سوال کرتے رہے ہیں اور یہ آپ ذرا سوچیں جو ہر قسم کا اقتیار رکھتا ہے اس کو کیا کسی سے سوال کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟

^(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے دل کی محبت کے بھی مالک نہ تھے اگر بخدا کل
ہوتے تو کم از کم اپنے فعل قلب کے قماک ہوتے؟

۱۰ وَإِنِّي لَسْتُ أَحْرَمْ حَلَالًا وَلَا أَجِلُ حَرَامًا ، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا يَجْتَمِعُ
بِنَسْتُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَبِنَسْتُ عَدُوَّ اللَّهِ أَبْدَا »

(صحیح بخاری، کتاب فرض الحسن، باب ما ذکر من ورع النبي صل الله عليه وسلم وعصاه.. الخ: 3110، صحیح مسلم: 2449)

”بے شک میں حلال کو حرام کو حلال نہیں کرتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی دونوں کبھی ایک جگہ اکٹھیں نہیں ہو سکتیں۔“ (۱۵)

دلیل 15. جب رسول اللہ ﷺ نے تھوم کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا تو لوگوں کو یہ وہم ہوا کہ شاید تھوم حرام ہو چکا ہے آپ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

۱۱ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيمٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لِي وَلَكِنَّهَا شَجَرَةً أَكْرَهَ

رَبَّهَا (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضعها، باب من أكل ثوما.. الخ: 565)

”اے لوگو! جو چیز اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حلال کی ہے مجھے اس کے حرام

۱۲ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اگرچہ شرگی لفاظ سے حضرت جیریہ کا نکاح حضرت علیؓ کے لئے حرام نہیں بلکہ حلال ہے اور اس حلال کو میں حرام نہیں کر سکتا کیونکہ یہ میرے منصب میں داخل نہیں، لیکن چونکہ فاطمہؓ نے میرے دل کا گلزاری ہے اس لیے اس کو جس چیز سے تکلیف ہو گی لا محالة وہ چیز مجھے بھی پریشان کرے گی۔ اس لیے میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میری اور ابو جہل کی بیٹی ایک جگہ اکٹھی ہوں بلکہ ایک روایت ہے میں تو یہاں تک وضاحت ہے کہ

اگر حضرت علیؓ نے جیریہؓ کا نکاح کرتا چاہتے ہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں۔
(صحیح بخاری، کتاب الجمعة: 926)

کرنے کا کیا حق ہے؟ لیکن میں قوم کی بوپند نہیں کرتا۔⁽¹⁾

دلیل 16. حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جاسکتا تو صحابہ کرامؓ نے سوال کیا: **وَلَا، أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ « وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَعَمَّدَنِي اللهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ »** (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل: 6467، صحیح مسلم: 2816)

”اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی محض عمل کے پناجت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ فرمایا: ہاں میں بھی داخل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی آغوش میں لے کر مجھے جنت میں داخل کر دے۔“

دلیل 17. حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ چند افراد انصار میں سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے بیت المال سے ان کا سوال پورا کر دیا وہ پھر دوبارہ آئے جو کچھ تھا وہ آپ نے ان کو دیا۔ آگے الفاظ کچھ یوں ہیں:

حَتَّىٰ نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ « مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ » (صحیح بخاری، کتاب الزکواۃ، باب الاستغفار: 1469، صحیح مسلم: 1053)

”یہاں تک کہ جو مال رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا تم ہو گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے پاس جو مال ہے میں اسے ذخیرہ ہنا کر نہیں رکھتا تاکہ تمہیں نہ

① ان صریح روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو حلال و حرام کرنے کا حق حاصل نہ تھا اور نہ تھی یہ منصب نبوت میں داخل ہے۔

(1)“ دوں۔ ”

دلیل 18. حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زینب بنت جوشیؓ کے گھر شہد پیتے اور شہرت تھے میری نے اور حضور ﷺ نے ایسے کیا کہ ہم نے ارادہ کیا کہ جس کے پاس بھی نبی ﷺ اگسیں وہ کہے آپ کے منہ سے مغافر کی بو آ رہی ہے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو منصوبہ کے تحت ہی کام کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ بو کو بہت زیادہ ناپسند کرتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا وَلَكُنْيَتُ أَشَرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَّفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذَلِيلٍ أَحَدًا» (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ التحریم:

(4912)

”فرمایا: میں نے مغافر نہیں کھائی البتہ زینب بنت جوشیؓ کے ہاں شہد پیا ہے لیکن اب اسے بھی ہرگز نہیں پہون گا۔ میں نے اس کی قسم کھالی ہے لیکن تم کسی سے ذکر نہ کرنا۔“

تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کر دیا کہ اے نبی ﷺ ایسی چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جو تمہارے لیے حلال ہے۔ تم لہنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو۔

① سوال یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ مختار کل تھے اور عام امور اور خزانے آپ ﷺ کے پاس اور آپ کی ملکیت ہوتی تو آپ ﷺ سے مال کیوں غنم ہو گیا؟ کیا مختار کل کے خزانے بھی خالی ہو سکتے ہیں۔

ہدایت دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں

﴿وَلَئِنْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ مَنِ في الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَيْسًا أَفَإِنَّ تُكَبِّرَ النَّاسَ حَتَّىٰ

يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (یونس: ۹۹)

” اور اگر تمہارا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے ”

آتے تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں؟۔ ”

دلیل 1. حضرت سعید بن میبؓ اپنے والد میبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ وہاں عبد اللہ بن ابی امیہ اور ابو جہل بھی بیٹھے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَنِّي عَمَّ ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . كَلِمَةً أَحَاجِجَ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ »

” بچا جان! کلمہ لا إله إلّا الله کا اقرار کر لو تاکہ میں اسی کلمہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں

تمہارے حق میں بطور دلیل پیش کر سکوں۔ ”

وہ دونوں (ابو جہل، عبد اللہ بن ابی امیہ) بولے۔ کیا تم عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دو گے؟ نبی کریم ﷺ بھی اور وہ سردار اپنی لہنی بات کو دھراتے رہے بالآخر ابو طالب نے کہا کہ میں عبد المطلب کے مذہب پر قائم ہوں اور اس نے لا إله إلّا الله کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَمَّا وَاللَّهُ لَا سَتَغْفِرُنَّ لَكَ ، مَا لَمْ أَنْهَ عَنْكَ »

” جب تک مجھے منہ کیا گیا میں ضرور تمہارے لیے مفترت کی دعا کرتا رہوں گا۔ ”

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ لِلشَّيْءٍ وَاللَّهُ أَمْنَى﴾ أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا

أَوْلَى قُرْبَةً مِنْ بَعْدِ مَا تَبَرَّأَ فَلَمَّا آتَهُمْ أَضْحَى بُلْجِيمِ﴾ (التوبہ: ۱۱۳)

”نبی ﷺ اور اہل ایمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی

دعا کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

مَا أَنْتَ لَا تَهْدِي مَنْ أَنْهَبَتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ

بِالْمُهَتَّدِينَ لَيْنَ (قصص: ۵۶) (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر قوله تعالیٰ (إنك
لا تهدي من أحببت) : 4772، صحیح مسلم: 24)

”اے محمد ﷺ بلاشبہ آپ جسے چالاکا ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے

چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت قبول کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔“^(۱)

① جب محمد رسول اللہ ﷺ جسی جلیل القدر اور عظیم الشان ہستی سے ہدایت کی توفیق کی تھی ہو گئی ہے کہ آپ کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ تو پھر تمام اہم معاملات، ہدایت، مغفرت، رضا، برائیوں سے دوری اور بھائیوں کے حصول کے لئے بھی اللہ عزوجل کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ دلی تعلق رکھنا باطل ہے۔

اس سے یہ بات بھی بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کرنے سے منع فرمایا: اب اس صورت میں اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ نبی ﷺ عالم بزرخ میں دعاۓ مغفرت کرنے کی قدرت رکھتے ہیں تب بھی آپ کسی ایسے مشرک کے حق میں دعاۓ مغفرت نہیں کر سکتے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ آپ ﷺ کی شفاعت کا طلب گار ہو، دنیا میں آپ ﷺ سے فریاد استغاثہ کرے آپ ﷺ کے لئے جانور ذبح کرے، نذر و نیاز مانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل 2. حضرت امیر معاویہ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا مُبَلِّغٌ وَاللهُ يَهْدِيٌ وَإِنَّمَا أَنَا قَائِمٌ وَاللهُ يُعْطِيٌ

(مسند احمد: 16936)

”بے کھک میں ملن ہوں۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور میں تو صرف قائم

ہوں اور عطا صرف اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔“ ^(۱)

دلیل 3. حضرت ابوذر رض سے ایک طویل حدیث قدسی مردی ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

كُلُّكُمْ ضَالٌ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَسَلُونِي الْهَدَى أَهْدِكُمْ، وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا
مَنْ أَغْنَيْتُ فَسَلُونِي الْغَنَى أَرْزُقُكُمْ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم
الظلم: 2577)

”تم سب راہ بھولے ہوئے ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں چنانچہ مجھ سے ہی
ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا تم سب فقیر ہو سوائے اس کے جسے میں غنی کروں لہذا
مجھ سے مانگو میں تمہیں روزق دوں گا۔“

آپ ﷺ کو مہادت کامل جانے آپ ﷺ پر توکل کرے یا آپ ﷺ کے سامنے اپنی حاجات و
ضروریات پیش کرنے کے شرک میں بجا ہو۔

① اس حدیث سے بھی ثابت ہوا، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اقتداء میں ہے نبی ﷺ تو علم تعمیم
کرتے ہیں اس پر عمل وغیرہ کی تفہیق جتنی اللہ تعالیٰ کو منکور ہوتی ہے وے دیتا ہے۔
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت اُن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے

﴿وَمَنْ جَاءَهُ فِي أَحَدٍ بِعِنْدِهِ لِتَقْوِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَفَقِيرٌ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (العنکبوت: ٦)

”اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے عیاقائدے کے لئے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ

سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔“

دليل 1. حدیث قدسی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد

فرماتے ہیں:

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنْنُكُمْ كَانُوا عَلَى آنَقِي
قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ
وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنْنُكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا
نَفَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریر الظلم: 2577، سنن الترمذی: 2419)

”میرے بندو! اگر تمہارے اگلے چھلے سب انسان اور جن اس شخص کی طرح
نیک ہو جاتے ہیں جو تم میں سب سے زیادہ متین ہے۔ تو (یاد رکھو) یہ چیز میری سلطنت
میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے چھلے سب
انسان اور جن اس شخص کی طرح ہو جاتے جو تم میں سب سے زیادہ بد کار ہے۔ تو یہ
چیز میری سلطنت میں کچھ بھی کسی نہیں کر سکتی۔“

دليل 2. حضرت ابو ہریرہ ؓ تخلیقیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کہا اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں:

«كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَّمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِبِي

إِيَّاهُ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأْنِي ، وَلَيْسَ أَوْلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَانَ عَلَىٰ مِنْ إِغْادِيهِ ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّاهُ فَقَوْلُهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَدُّهُ ، وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَذِدْ وَلَمْ أَوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُواً أَحَدٌ» (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قل هو الله أحد: 4974)

” مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہ تھا۔ مجھے اس نے گالی دی جھٹلائی یہ بھی اس کے لئے مناسب نہ تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ یہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بنایا ہے۔ حالانکہ میں ایک ہوں بے نیاز ہوں (بے پرواہ ہوں) ان میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔

دلیل 3: حضرت ابوذر گیلانی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم سب گناہ کرنے والے ہو سائے اس کے جسے میں حفوظ رکھوں اس لیے مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا تم میں سے جو کوئی یہ یقین رکھے کہ میں بخشش کی قدرت رکھتا ہوں پھر وہ مجھ سے میری قدرت کے واسطے سے بخشش کی درخواست کرے تو میں اس کی مغفرت کر دوں گا۔ تم سب را بھولے ہوئے ہو سائے اس کے جسے میں بدایت دوں چنانچہ مجھ سے ہی بدایت مانگو میں تمہیں بدایت دوں گا۔ تم سب فقیر (محتاج اور مفلس) ہو سائے اس کے جسے میں غنی کر دوں۔ لہذا مجھ سے مانگو میں تمہیں رزق دوں گا۔

وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيْتَكُمْ وَأَوْلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ
وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلَىٰ قُلُوبِهِنَّ عَنِيدٌ مِنْ عِبَادِي لَمْ يَرِدْ
فِي مُلْكِي جَنَاحٌ بَعْوَضَةٍ وَلَوْ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلَىٰ قُلُوبِهِنَّ
عَنِيدٌ مِنْ عِبَادِي لَمْ يَنْقُضُ مِنْ مُلْكِي جَنَاحٌ بَعْوَضَةٍ“

اگر تمہارے زندہ، فوت شدہ، پہلے اور بچپنے، تراور خشک اکٹھے ہو کر میں بندوں میں سب سے متقی انسان ہیے دل والے میں جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں پھر کے پر جتنا بھی اضافہ نہیں ہو گا اور اگر وہ سب اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ بد نصیب اور بد کار بندے ہیے دل والے میں جائیں اس سے میری بادشاہت میں پھر کے پر جتنی کی نہیں آئے گی۔

اگر تمہارے زندہ، فوت شدہ، پہلے اور بچپنے، تراور خشک اکٹھے ہو کر بچھے سے سوال کریں اور ہر ماٹنے والا وہ سب کچھ مانگ لے جس کی وجہ تناک رکھا ہے تو اس سے میری بادشاہت میں اتنی ہی کی آئے گی ہیے کوئی سندھر کے کھلے پر جائے اور اس میں سے ایک سوئی ڈبو کر نکال لے کیونکہ میں کلی ہوں اور عظمتوں والا ہوں، میر غوثی عطا کلام کرنا ہے جب میں کسی حیز کا ارادہ کروں تو اسے صرف یہ کہتا ہوں تو وہ ہو جاتی ہے۔” (صحیح مسلم: 2577؛ سنن ابن ماجہ، کتاب التوحید،

باب ذکر التوبۃ: 4257)

دلیل 4. حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ عز و جل فرماتا ہے: «أَنَا أَغْنِيُ الْمُرْكَابَ عَنِ الْمُرْكَابِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ» (صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب تحریم الربیاء: 2985)

”میں دسرے شرکوں کے مقابلے میں شرکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں جس نے (ظاہر) میرے لیے عمل کیا۔ اس میں میرے سوا کسی اور کو بھی میرے ساتھ شریک کر لیا تو میں اس کو اور اس نے جس کو شریک بنایا دونوں کو چھوڑ دیا ہوں۔“

سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: «فَإِنَّمَا مِنْهُ بَرِيءٌ ، وَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ» (سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد،

(باب الریاء والسمعة: 4202)

”اور میں اس سے لا تعلق ہو جاتا ہوں اور وہ (عمل) اسی کے لیے ہوتا ہے جس کو اس نے (میرا) شریک بنایا۔“

دلیل 5. حضرت ابو فضالہ انصاری رض سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب قیامت والے دن تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔ تو ایک اعلان کرے گا: **مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلِ عَمَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَحَدًا فَلَيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرُكَ** (مسند أحمد: 15838)

”جس نے کسی عمل میں جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کسی دوسرے کو شریک کیا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے دو اب کی امید کی تو اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے شرک کرنے والوں کے شرک سے۔“

فریاد کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنَّ فَعْلَتْ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴾ (یونس: 106)

”اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم اسکی چیزوں کو نہ پکارنا جو شہ تو تمہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ تمہیں نقصان دے سکتے ہیں اگر ایسا کرو گے تو غالبوں میں ہو جاؤ گے۔“

دلیل 1. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول

الله علیہ السلام کے پیچھے سوار تھا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

«يَا عَلَّامُ إِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتَ الْحَفْظِ اللَّهُ يَحْفَظُكَ احْفَظِ اللَّهُ تَحْفِزُهُ
تُجَاهِكَ إِذَا سَأَلْتَ فَأَشَأْلِي اللَّهُ وَإِذَا اسْتَعْنَتَ فَأَسْتَعْنُ بِاللَّهِ وَأَعْلَمُ أَنَّ الْأُمَّةَ
لَوْ اجْتَمَعْتُ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ وَلَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَ اللَّهُ لَكَ
وَأَنِّي اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ وَلَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَ اللَّهُ
عَلَيْكَ رُفْعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَعَلَتِ الصُّحْفُ» (سنن الترمذی، کتاب صفة القيمة، باب

حدیث حنظله: 2516، وقال هنا حدیث حسن صحيح، مسند أحمد: 2537)

”اے پیغے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد رکھ۔ اللہ تمہیں یاد رکھے گا۔

اللہ کو یاد رکھ تو اے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے یہ

سوال کر۔ اور جب مدعاگئے تو اللہ ہی سے مدعاگئ۔ یقین مان کہ اگر امت کے

سارے لوگ تمہیں نفع پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو وہ وہی نفع پہنچائیں گے جو اللہ نے

تیرے لیے کھڑا دیا ہے اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو وہی

نقصان پہنچائے ہیں جو تیرے لیے اللہ تعالیٰ نے کھڑا دیا ہے قلم اخالیے گئے ہیں

اور کتاب میں خشک ہو گئی ہیں۔

دلیل 2. حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک منافق مومنوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت تکلیف دیا کرتا تھا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے یہ کہا کہ چلو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سے خلاصی کے لئے استغاثہ کرتے ہیں (یعنی فریاد کرتے ہیں) نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَا يُسْتَغَاثُ بِي إِلَّا مَنْ سَتَغَاثَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ
دیکھو مجھ سے فریاد نہیں کی جاسکی بلکہ فریاد و پکار صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔ (طبرانی،
جمع الزوائد، کتاب الأدعية: 10/246، رقم المحدث: 17276)

دلیل 3. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
يَسْأَلُ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتَّى يَسْأَلَهُ شَسَعَ تَغْلِيهِ إِذَا انْقَطَعَ

(شعب الإیمان للبیهقی: 2/241، 1116)

”تم میں سے ہر کوئی اپنی حاجات اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ جب جوتی کا
تمہرہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اس سے مانگے۔“

دلیل 4. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«يَسْأَلُ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتَّى يَسْأَلَهُ شِسْنَعَ تَغْلِيهِ إِذَا انْقَطَعَ» (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب لبس احدهم ربی حاجتہ کلہا: 3974)

”تم میں سے ہر ایک مسلمان کو اپنے رب سے اپنی ساری ضرور تین مانگنی چاہیں۔
یہاں تک کہ تک بھی اس سے مانگے اور جوتے کا تمہرہ جب ٹوٹ جائے وہ بھی اسی
سے مانگے۔“

دلیل 5. ایک اثر حضرت عائشہؓ سے بند صحیح مردی ہے۔ حضرت عائشہؓؓ نے فرماتی ہیں کہ سَلُوَ اللَّهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الشَّيْعَ فَإِنَّ اللَّهَ إِنْ لَمْ يُسْرِهِ لَمْ يَنْسِرْ

(جمع الرواولد، کتاب الأدعية: 10/229، مجدد: 17222: 222)

”ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگو یہاں حک کر جو تی کا تسری بھی۔ بے حک کا اللہ تعالیٰ اکر اس کو آسان نہ کرے تو وہ آسان نہیں ہوتا۔“

دلیل 6. حضرت ابو ہریرہؓؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قویٰ مومن ضعیف مومن سے بہتر بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب بھی ہے۔
وَفِي كُلِّ خَيْرٍ أَخْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ ، وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلَا تَغْرِيْ

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الإیمان بالقدر: 2664)

”اور اس کام میں حر یعنی ہو جا جو تم (آخرت میں) نفع دینے والی ہے اور اللہ تعالیٰ سے مد و مانگ اور ہست نہ ہو۔“

اور اگر تجھ پر کوئی مصیبت آجائے تو یہ مت کہہ کر اگر میں اس طرح کر لیتا تو یہ مصیبت نہ آتی لیکن یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں ایسا لکھا تھا اور اگر مگر یہ شیطان کے لیے رستے کھولاتا ہے۔

وسیلہ

﴿ يَتَأْيِهَا الَّذِينَ مَأْمُنُوا أَنْقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ﴾

”اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ جلاش کرو۔“^(۱)

^(۱) وسیلہ بمعنی القریۃ یعنی نزدیکی این اثیر النهاية میں کہتے ہیں۔ وسیلہ اصل میں اسی چیز

کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی چیز کا قرب حاصل کیا جائے۔ (النهاية لابن اثیر: 4/210)

الواسلة والوسيلة

تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ یہاں یہ معنی نہیں ہوتا ہے کہ فلاں فلاں کے واسطے سے مانگو۔ بلکہ یہ حکم ہے کہ اللہ کی طرف رغبت رکھو اور اس کے نزدیک بنو نہ کسی شخصیت کو واسطے بناؤ۔ اگر دعائیں وسیلہ کسی شخصیت کو بنایا جائے تو رغبت اس کی طرف ہو گی جس کو وسیلہ بنایا جا رہا ہے۔ نہ کہ اللہ کی طرف۔ یہ طریقہ اس آیت کے حکم کے خلاف ہے:

﴿ يَتَأْيِهَا الَّذِينَ مَأْمُنُوا أَنْقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب ہونے کا یہ طریقہ نہیں بتایا بلکہ عمل ہی سے قریب ہونا بتایا ہے۔

حدیث قدسی ہے:

« وَمَا تَقْرَبَ إِلَى عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحْبَبَ إِلَى إِيمَانِي افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ ، وَمَا يَرَأُ

عَبْدِي يَتَقْرَبُ إِلَى بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَجِبَّهُ »

فرائض سے زیادہ مجھے کوئی چیز محظوظ نہیں ہے۔ جس کے ذریعہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محظوظ بنا لیتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الرفاق، باب التواضع: 2502)

اکی حدیث کو امام بخاری رض نے سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے نبی ﷺ نے فرمایا سجدے

دليٰل 1. حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے کہ قحط سالی ہو جاتی تو عمر بن خطاب رضي الله عنه عباس رضي الله عنه کو دعا کے لیے کہتے اور فرماتے اے اللہ ہم آپ کے پاس اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسالم کو وسیلہ بناتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسالم بارش دیتے تھے۔ اب ہم نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں پس صلی اللہ علیہ وسالم بارش دے چنانچہ وہ بارش دیے جاتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، باب السوال الناس الامام الاستسقاء إذا قحطوا: 1010) ⁽¹⁾

میں بندہ اپنے رب کے قریب ترین ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے تقرب کا یہ طریقہ بتایا کہ عمل کرو اور آیت میں مراد بھی یہی ہے نہ کہ کسی شخصیت کا وسیلہ۔

⁽¹⁾ اس روایت سے یاد ڈگ وسیلہ ثابت کرنا چاہیے ہے۔ مگر اس روایت میں ایسا لفاظ نہیں ہے جس سے ان کا دعویٰ ثابت ہوتا ہو کیونکہ عمر رضي الله عنه نے ایسا نہیں کہا کہ فلاں یا فلاں کے واسطے سے یا اس کے رتبے سے یا اس کی ذات سے ہم مانگتے تھے یا اب مانگتے ہیں بلکہ یہاں یہ ہے کہ زندہ نیک اور صائم کو دعا کے لیے آگے کیا جائے۔ جیسا کہ نماز کی امامت کے لیے اپنے میں سے زیادہ نیک جس کو سمجھتے ہیں آگے کر دیتے ہیں۔ میں یہ زندہ سے دعا کروانے کا طریقہ ہے نہ کہ مروجہ توسل۔

اور حضرت عمر رضي الله عنه کے الفاظ پر بھی غور فرمائیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسالم تھے تو ان کے وسیلہ یعنی ان کو کہہ کر دعا کر رہتے تو اللہ تعالیٰ بارش عطا فرماتے۔ لیکن اب چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسالم موجود نہیں ہیں تو اس لیے عباس رضي الله عنه سے دعا کروانے ہے ہیں۔ مسئلہ یہ سمجھ آیا کہ نیک زندہ آدمی سے دعا کروانی جا سکتی ہے مگر وہ آدمی کا وسیلہ ڈالنا جائز نہیں ہوتا اگر جائز ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضي الله عنه کے قریب نبی صلی اللہ علیہ وسالم کی قبر تھی ہبھاں ان کو وسیلہ بنا لیتے حضرت عباس رضي الله عنه کو یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ایک دوسری روایت ہے۔ اس کی اہمیت اسی ہے کہ جبی زیادہ وساحنے، جاتی۔ یہ حضرت انس رضي الله عنه نے کہا کہ

جائز و سیلہ

اگر انسان اپنے کسی بیک عمل کا و سیلہ ڈال کر یا واسطہ ڈال کر دعا کرتا ہے تو وہ دعاقبول ہوتی ہے۔

دلیل 1. ابن عمر رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم سے پہلے کسی امت کے تین آدمی جادہ ہے تھے کہ ان کو بارش نے آیا۔ وہ ایک غار میں جانپڑے غار کا منہ ان پر بند ہو گیا۔ ایک دوسرے کو کہنے لگے اللہ کی حرم حمیمیں سچائی ہی یہاں سے نجات دے سکتی ہے ہر شخص اپنے پچھے عمل سے دعماً گئے ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ آپ جانتے ہیں میرا! ایک ہر دور تھا چاول کے چند سیر پر اس نے کام کیا میں وہ چاول دینے لگا تو انکار کر کے چلا گیا میں نے انہی چاولوں کی کاشت کی اور اس کی آمدی سے گائے خریدی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت ڈالی اور کافی مال ہو گیا۔ وہ ایک دن لہنی ہر دوری لینے پھر آیا میں نے کہا یہ سارا مال تیرا ہے اسے ہانگ لے جاؤ نے کہا میرے تو وہی چاول ہیں میں نے کہا! میاں یہ مال لے جائی انہیں چاولوں کی آمدی ہے اے اللہ آپ جانتے ہیں میں نے آپ کے خوف سے یہ کیا ہم سے اس پتھر کو ہٹا دے چنان کمکی تھوڑی سی روشنی اندر آئی۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! آپ جانتے ہیں میرے مال باب پوز میں تھے میں ہر رات ان کو بکریوں کا دودھ دیتا ایک رات آنے میں دیر ہو گئی۔ وہ دونوں سو گھنے میرے اہل دعیا میں پاکیں میں بھوک سے بلباٹے رہے میں ان کو دودھ اس

كَأَنُوا إِذَا قَحَطُوا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمْشَقُوا بِهِ فَيَسْتَقِيْقِيْ هُمْ فَيَسْقُونَ كَنْبِيْلَةَ كَزَانِدَ مِنْ جَبْ تَحْطُّهُ جَانَةُ آپَ مَلِكُ الْمُلْكَ کے و سیلے (ذریعے) سے بارش طلب کرتے اور بارش دیتے جاتے۔ (فتح الباری: 3/148)

وقت تک نہیں دیتا جب تک کہ میرے ہاں باپ نہ لے لیتے میں نے ان کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اور یہ بھی نہ چاہا کہ ان کو چھوڑ دوں میں اسی طرح صحیح تک ان کا انتظار کرتا رہا۔ اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ یہ تیری رضا حاصل کرنے کیے لئے کیا تھا تو ہم سے کشادگی فرمائیں پکھ اور ہٹی بیہاں تک کہ وہ آسمان دیکھنے لگے۔ تیرے نے کہا اے اللہ! آپ جانتے ہیں میرے پچاکی بیٹی تمی مجھے سب سے زیادہ محبوب میں نے اس کو اپنی طرف بلا یا اس نے انکار کر دیا الایہ کہ میں اس کو ایک صد دینار دوں میں نے اتنے دینار حاصل کئے اور اس کو دے دیے تو کی نے مجھے اپنی رضامندی دے دی جب میں بدکاری پر تیار ہوا تو کہنے لگی اللہ سے ذرا اور ناقص مہر نہ توڑ میں الحجہ گیا اور سو دینار بھی چھوڑ دیئے آپ جانتے ہیں میں نے یہ کام آپ کے خوف سے ہی کیا تھا تو کشادگی فرمائیں اللہ تعالیٰ نے ان سے پتھر ہٹادیا اور وہاں سے نکل گئے۔ (صحیح بخاری، کتاب احادیث الانیاء، باب حدیث

الغار: ① (3465)

۱) اس حدیث نے اللہ کے ہاں قریب ہونے اور قربت تلاش کرنے کا طریقہ بتلا دیا جب کہ انہوں نے عمل صالح اللہ کے آگے پیش کیے۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی نیک عمل دیکھو جو تم نے اللہ کے لیے کیے ہوں اور ایک روایت میں ہے ان کے ساتھ دعا کرو ایک اور روایت میں ہے تمہیں کوئی چیز نجات نہ دے گی اس کے سوا کہ اللہ کو اپنے نیک اعمال کے ساتھ پکارو ایک اور روایت میں ہے اپنے اچھے اعمال سوچو اور ان کے ساتھ دعا کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہاری مصیبت ختم کر دے ایک اور روایت میں ہے اس نے بہتر کوئی چیز نہ پا دی گے کہ ہر آدمی اپنے اچھے عمل سے دعا کرے۔ فتح

الباری 7 / 317

دعا عبادت ہے اور عبادت کے لا تصریح صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے
 ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ أَذْعُونَهُ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْرِفُونَ عَنْ
 عِبَادَتِي سَيَأْتِيَنَّهُمْ جَهَنَّمَ دَلِيلُكُمْ﴾ (المومنون: 60)

”اور تمہارے رب نے کہا تم مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ جو

لوگ میری عبادت سے سمجھ کرتے ہیں وہ دلیل ہو کر جنم میں داخل ہوں گے۔“

دلیل 1. حضرت نعمان بن بشیر رض سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا:

«إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ»

(سنن ابن داود، کتاب الصلاة، باب الدعاء: 1479، سنن ابن ماجہ: 3828)

”بے شک دعائی عبادت ہے۔ پھر قرآن کریم کی آیت پڑھی۔ مجھے پکارو میں

تمہاری دعا (پکار) قبول کروں گا۔“

دلیل 2. حضرت ثابت رض سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے انس رض سے
 کہا: «یا ابا حمزہ! انس رض کی کنیت اے۔ کیا آپ تک یہ بات پہنچی ہے کہ دعا نصف
 کوئلہ؟» (نسیہ الطبری: 79/24)

”اسے ابو حمزہ! (انس رض کی کنیت) کیا آپ تک یہ بات پہنچی ہے کہ دعا نصف

عبادت ہے، انس رض فرماتے ہیں بلکہ یہ توپری عبادت ہے۔“

دلیل 3. حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
 «لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الدُّعَاءِ» (سنن الترمذی ، کتاب

الدعوات عن رسول الله: 3370، سنن ابن ماجہ: 3829)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی عزت والی چیز نہیں ہے۔“

دلیل 4. حضرت ثوبان رض سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا لِبِرٌّ وَلَا يَزِيدُ الْقَدْرَ إِلَّا دُعَاءً»

”تیکی کے علاوہ انسان کی عمر اور کسی چیز سے بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ اور دعا کے علاوہ کسی اور چیز سے تقدیر ثالث نہیں جاسکتی۔“^(۱)

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتنه، باب العقوبات: 4022)

① دنیاوی لحاظ سے بھی اگر کسی انسان کے نزدیک کوئی چیز بڑی اہمیت کی حامل ہو اور اسے بہت زیادہ کرم (عزت والی) ہو۔ تو اس انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ یہ چیز میرے لیے خاص ہو جائے اس میں کوئی حصہ دار نہ بنے۔ اسی طرح دعا اللہ تعالیٰ کو بڑی کرم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا بڑی عزت والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو چیز عزت والی کرام والی ہے اس پر کسی کو حقدار سُبْهَرَا یا جائے تو یہ اپنی جانوں پر بہت بڑا قلم ہے اور عبادت کی حقدار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا اقرار ہم ہر نماز میں کرتے ہیں کہ ایا کنک نعبد و ایا کن نستعين اے اللہ اہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تمہ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اگر ہم کسی دربار مزار یا ہمدرد فقیر سے دعا کرتے ہیں تو حقیقتاً یہ ان کی عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی ہم اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتے ہیں۔

غیر اللہ کو پکارنا اکبر الکبائر میں سے ہے

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴾ (یونس: 106)

”اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کو نہ پکارتا جو نہ تمہیں کوئی لفڑے سکتے ہیں اور نہ کوئی نقصان اگرا بیسا کر دے گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔“

دلیل 1. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول

الله علیہ السلام کو نہ کہا گناہ سب سے بڑا ہے:

قالَ «أَنْ تَدْعُواَ اللَّهَ بِنِدَاءً، وَهُوَ خَلَقَكَ» . قَالَ ثُمَّ أَيْ؟ قَالَ «ثُمَّ أَنْ تَقْتَلَ وَلَدَكَ خَشِيتَهُ، أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ» . قَالَ ثُمَّ أَيْ؟ قَالَ «ثُمَّ أَنْ تُرَاهِنَ بِحَلِيلَةَ حَارِكَ» . فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا ﴿وَالَّذِينَ لَا يَذْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَّا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ إِلَّا بِالْحُقْقِ وَلَا يَرْثُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ﴾ (صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب قول الله تعالیٰ، و من يقتل مؤمنا...)

الخط: 6861، صحیح سلم: 86)

”آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو اللہ کے برابر کسی کو پکارے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔ اس نے پوچھا، پھر کونسا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنی اولاد کو روزی کی فکر سے مار دے۔ اس نے پوچھا، پھر کونسا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہمسایہ کی بیوی سے تو زنا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہیں پکارتے اور نہ ہی اس جان کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام بنا یا مگر یہ کہ دائرہ قانون کے تحت ہو اور زنا نہیں کرتے۔“

(۱)۔“اے۔

دلیل 2. حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبد الرحمن بن البزی نے حکم دیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ان دو آئیوں کی وضاحت پوچھوں:

﴿وَلَا نَقْتُلُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (ذاء: ۹۳)

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب سورہ فرقان والی آیت نازل ہوئی تو کہ کے مشرک کہتے گے:

فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ ، وَدَعَوْنَا مَعَ اللَّهِ إِلَّا آخَرَ ، وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ . فَأَنْزَلَ اللَّهُ (إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ) (الفرقان: ۷۰)

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مالکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ من المشرکین بمعکة: 3855)

”ہم نے قتل بھی کیے ہیں جو اللہ نے حرام کیے تھے اور اس کے ساتھ اور معبدوں کو بھی پکارا ہے اور فرش کام بھی کرچکے ہیں۔ (اب تویقینہ ہم جیہنی ہیں پھر ہمیں دعوت اسلام کا کیا مقصد تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی مگر جو قوبہ کرے اور ایمان لائے پس یہ آیت انہیں لوگوں کے لیے ہے۔“^(۲)

^(۱) یہاں صریحاً غیر اللہ کی نذر کرنے یا پکارنے کو اکبر الکبائر بتایا گیا ہے نیز آیت مصدقہ میں بھی پکارنے کا ذکر ہے۔

^(۲) اس حدیث سے چند امور مستنبط ہوئے اور وہ یہ کہ ما سوا اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ دو م یہ کہ غیر اللہ کو پکارنا اہل شرک کا شیوه ہے نہ کہ اہل اسلام کا۔ سوم: دور جاہلیت میں رواج تھا مگر اسلام

دلیل 3. حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ بہت سچی بات جو کسی شاعر نے کہی: **أَلَا كُلُّ شَنِيْءٍ مَا خَلَّا اللَّهُ بَاطِلٌ** (صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب أيام المهاجرة: 3841)

خبردار اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

دلیل 4. حضرت سعد بن ابی و قاص رض سے روایت ہے کہ فتح کم کے دن رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو امان دے دی۔ چار مرد اور دو عورتوں کے سوا۔ ان کی بارے میں فرمایا: ان کو قتل کر دو چاہے تم ان کو کعبہ کے پردوں سے چھٹا ہوا پاؤ۔ عبد اللہ بن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ چھٹا ہوا پایا گیا اس کی طرف سعید بن حریث اور عمار بن یاسر دوڑے۔ عمار رض سے پہلے سعید پہنچ گئے وہ نوجوان تھے اس کو قتل کر دیا تھا۔ بن صباہ کو لوگوں نے بازار میں پکڑ لیا اور اس کو بھی قتل کر دیا۔ عمر مسیح نے سمندر کا سفر اختیار کیا۔ مخالف ہوانے ان کو آلیا کشتی والے کہنے لگے۔ اب خالص اللہ کو پکارو۔ دوسرا سے یہاں تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ عمر مسیح نے کہا سمندر میں خالص اللہ کو پکارنا ہی مجھے پہنچا سکتا ہے تو غنیمی میں بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ اے اللہ! اگر تو نے مجھے اس مصیبت سے پھاولیا جس میں اب گرفتار ہوں تو محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا، میں آپ کو معاف کرنے والا، احسان والا پاؤں گا۔ چنانچہ عمر مسیح رض آئے اور اسلام قبول کر لیا۔^(۱) (سنن نسائی، کتاب تحریر الدم، باب الحکم فی المرتد: 3999، سنن

نے اس کو منوع و حرام قرار دیا۔ چار مندادا مساواۃ اللہ کو ترک کیے بغیر کوئی اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

^(۱) اس حدیث سے چدا عود ظاہر ہوتے:

(2683) ابوداؤد:

دليل 5. حضرت معاذ بن جبل رضي الله عنه كہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ کہا اللہ ورسولہ اعلم، فرمایا: «أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا» (صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب ماجاه فی دعائیں صلی اللہ علیہ وسلم امته لیل التوحید: 7373، صحیح مسلم: 30)

یہ کہ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایں۔ پھر فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے۔ معاذ رضي الله عنه نے کہا اللہ ورسولہ اعلم، فرمایا: یہ کہ ان کو عذاب نہ دے۔^(۱)

دليل 6. حضرت ابو یعلیٰ معتزل بن یسار رضي الله عنه سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا یا یوں کہا مجھے ابو بکر صدیق رضي الله عنه نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں شرک چیزوں کی چال سے زیادہ آہستہ آجائے گا۔ حضرت ابو بکر رضي الله عنه

1. اللہ کے علاوہ کو پکارنا اخلاص فی العبادہ نہیں بلکہ شرک ہے۔
2. یہ کام کفار کا تھا نہ کمال اسلام کا۔
3. نبی ﷺ کا کفار کے ساتھ ایک مسئلہ اختلاف یہ بھی تھا۔
4. اللہ کے علاوہ نہ کوئی سن سکتا ہے نہ کوئی شکل حل کر سکتا ہے۔
5. اس بات کا بوقت مجبوری کفار کو بھی احتراق تھا۔

① پکارنا بھی عبادت ہے بلکہ عبادت میں انفع درجہ اس کا ہے۔ میں پکارنا اللہ عنی کا حق ہے جس میں اس کے ساتھ حقوق شریک نہیں ہو سکتی بلکہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو پکارنا یا پوچھنا اللہ کے حق کو ضائع کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو گا۔

نے کہا: شرک یہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو۔
 فقال النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدْلُكَ عَلَى مَا يَنْهَا بَنْكَ صَغِيرٌ
 ذَلِكَ كَيْزِيرٌ

”نبی ﷺ نے فرمایا کیا میں مجھے اسکی چیز نہ بتاؤں جس سے تو صیرہ اور کبیرہ
 شرک سے دور رہے۔“

فرمایا:

کَبِّهُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُتُرْكَ بِكَ وَأَنَا أَغْلَمُ وَالشَّرْكَ لَا لَا
 أَغْلَمُ (الأدب المفرد: 266، مسنّ أبو يعلى تفسير ابن كثير: 2/ 495)

”اے اللہ! میں تمیری بناہ میں آتا ہوں کہ میں تمیرے ساتھ شرک کروں اس
 شرک سے جسے میں جانتا ہوں۔ اور تمیری بخشش مانگتا ہوں اس شرک سے جس کو میں
 نہیں جانتا۔“

دليل 7. حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی

ﷺ کو کہا: ہی جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جَعَلْتَ اللَّهَ إِنَّدًا مَا شَاءَ وَخَدَهُ (الأدب المفرد للبغاري: 116)

”تو نے مجھے اللہ کا شریک بنادیا ہے مشیت ایک اللہ کی ہے۔“

امام تیقین رضي الله عنهما نے اس کو کتاب الاسماء والصفات میں کچھ اس طرح روایت کیا ہے اس
 کے لفظ یہ ہیں۔ کیا تو نے مجھے اللہ کا برابر بنادیا ہے بلکہ مشیت ایک اللہ ہی کی ہے۔^(۱)

^(۱) جب یوں کہنا بھی اللہ سے برابری ہے۔ اور شرک کرتا ہے تو پھر یا محمد یا رسول اللہ یا شیخ عبد القادر جیلانی یا مصین الدین اجمیری وغیرہ کہتا بالطریق اولی شرک ہے اور اللہ کے ساتھ مخلوق
 محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل 8. امام احمد رضی اللہ عنہ مسند احمد میں ابو تمیہ الہیجمی و بنی الہیجم کے ایک آدی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کی دعوت کیا ہے؟ فرمایا: ایک اللہ کی طرف بلا تاہوں اگر مجھے تکلیف پہنچ اور تو اس کو پکارے تو وہی تیری تکلیف دور کرے گا اگر تو ویر ان زمین میں گم ہو جائے اور تو اس کو بلاستے تو وہ واپس لادے گا۔ اگر مجھے قحط سالی پہنچ پھر تو اس کو پکارے تو وہ تیرے لیے اگائے گا۔ میں نے کہا: مجھے وصیت فرمائیں۔ فرمایا: کسی کو گالی نہ دو۔ سخنی کے بارے میں بے نیاز نہ ہو جاؤ چاہے۔ سب کہ تو اپنے بھائی سے کشادہ چہرہ کے ساتھ مٹے اور چاہیے یہ کہ اپنے ڈول سے پانی کے ضرورت مند کو پانی پلا دے اور نصف پنڈلی تک چادر باندھ اگر زیادہ بڑھانا ہے۔ تو نخنوں تک چادر گھینٹنے سے احتراز کر کہ چادر گھینٹنا تکبر ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ (صحیح الجامع: 97، مسند احمد: 64/5)

دلیل 9. حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے دعا میں کہا اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے نیاز ہے تو نہ جنا ہے اور نہ تو جنا گیا ہے اور تیر کوئی برابر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے۔ جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو اللہ دیتا ہے بلا یا جائے تو قبول کرتا ہے۔^(۱) (سنن ابن داود، کتاب الوتر، باب الدعاء: 1493)

کبرا بر کرنا ہے جو سخت گر آئی ہے۔

^(۱) اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ ایک اللہ کو پکارنا دعا کا صحیح طریقہ ہے اور اس کے لیے شرط محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دليل 10. حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے بائے گا اور امید رکھے گا میں تجھے بخش دوں گا تیرے اندر جتنے بھی قصور ہوں میں پرواہ نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے منفرت طلب کرے میں تجھے مخالف کر دوں گا اور پرواہ کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین کے برابر گناہ لے کر آئے اور میرے ساتھ تو نے کسی کو شریک نہیں بنایا تو میں تیرے گناہوں کو مخالف کر دوں گا۔^(۱)

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار: 3463)

ہے کہ اس ایک کوہتا جائے ورنہ دعا قول نہ ہوگی نیز دوسرا کوئی نہ سن سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔

^(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا بقول ہوگی جب خالق ایک اللہ کو پکارا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

امت مسلمہ کے شرک کے متعلق احادیث نبویہ ﷺ

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِآيَاتِنَا وَهُم مُشْرِكُونَ﴾ (بوف: 106)

”ان میں سے اکثر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے گھادوہ شرک ہی ہوتے

ہیں۔“⁽¹⁾

دلیل 1. حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَغْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأُوْتَانَ (سنن أبو داود کتاب الفتنة، باب ذکر الفتنة ودلائلها: 4252، سنن ابن ماجہ: 3902)

اتنی درستک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ مل
ن جائیں گے اور یہاں تک کہ میری امت کے قبائل توں کی عبادت کریں گے۔⁽²⁾

دلیل 2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ الْأَيَّاثُ نِسَاءٌ دُوَسٍ عَلَى ذَى

① جو شرک کے دلاداہ ہیں ان کا کہنا ہے کہ امت مسلمہ کے اندر شرک نہیں آسکتا ہے۔ مگر دلائل کے طور پر اکٹے سیدھے بہانے کرتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے چند واضح احادیث رکھنا چاہتا ہوں جن سے یہ سمجھ آسکے کہ امت مسلمہ میں بھی شرک ہے اور جو آجکل کا شرک ہے وہی شرک ان احادیث سے مراد ہے۔

② نبی اکرم ﷺ کی یہ پیشمن گوئی بالکل حق ثابت ہوئی نبی اکرم ﷺ کی امت میں آج کتنے ہی لوگ ایسے ہیں۔ جو بت پرستی کے شرک میں مبتلا ہیں۔

الخلصۃ» (صحیح بخاری: 7116، صحیح مسلم: 2906)

اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ دوس قبیلے کی عورتوں کے سین ذی الملاصہ پر حرکت کریں گے۔^(۱)

① شیخ مبشر احمد ربانی صاحب اس حدیث کی وضاحت کچھ اس طرح کرتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بت کا طواف اور اس کی بندگی کریں گے۔ معلوم ہوا کہ بت پرستی امت مسلمہ میں قیامت سے پہلے داخل ہو جائے گی اور بت پرستی کو تو اونی سا مسلمان بھی شرک سمجھتا ہے۔ لہذا امت مسلمہ میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے اور ہمیں جو اس شرک میں جتنا ہونے کی وجہ سے شرک ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس بیماری میں عورتیں زیادہ حصہ لئی ہیں اور قبروں پر سجدہ ریز ہونے کے ساتھ نذر و نیاز وال اور چڑھاوے چھھاتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ دور حاضر میں کتنے ہی آستانے اور استہان ہیں کہ لوگ ان کے گرد چکر کائیتے ہیں اور طواف کرتے ہیں اور اسے عبادت کیتے ہیں لہو ذ بال اللہ در باروں پر مکمل حج وala عمل کیا جاتا ہے اور اسے غریبوں کا حج سمجھا جاتا ہے جیسا کہ عوام الناس سے ایک شاعر کہتا ہے:

قلعے والے دا پڑا چھوڑنا ہیں	دوستی رب دی توڑ نا ہیں
کے جانے دی کوئی لوز نا ہیں	قلعے والے دے گرد طواف کر لے
رب ہور نا ہیں ہیر ہور نا ہیں	ایہہ قصور نگاہ دا ناد انوں
فضل رب دا جے مطلوب ہوئے	قلعے والے ولوں کھ موز نا ہیں

(سی حرفلی رموز معرفت ص: 3)

اسی طرح خواجہ غلام فرید چشتی چاچڑا شریف والے کے ذیوال ص 207 میں لکھا ہے:
چاچڑا نگ مدینہ جاتم تے کوٹ مٹھن بیت اللہ رنگ بے رنگی آیا کیتم روپ بجلی
ظاہر دے وچ مرشد بادی باطن دے وچ اللہ تازک کھڑا اچیر فرید اسانوں ڈسدا ہے وچ اللہ
(حج فقیر بر آستہ بیر: ص 46)

دلیل 3. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنہ:

«لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى تُعْبَدَ الْلَّاتُ وَالْعَزَّى»

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لانقوم الساعة حتی تعبد..: 2907)

”کہ اتنی دیر تک رات اور دن ختم نہیں ہوں گے یہاں تک کہ لات اور عزی کی پوجا کی جائے گی۔“^(۱)

دلیل 4. حضرت ابوذر گنڈوٹ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي - أَوْ قَالَ بَشَّرَنِي - أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ». فَقُلْتَ وَإِنْ زَئِي وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ وَإِنْ زَئِي وَإِنْ سَرَقَ» (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب وما كان آخر كلامه لا إله إلا الله: 1237، صحیح مسلم: 94)

”میرے پاس جبریل ﷺ کی تشریف لائے انہوں نے مجھے اس بات کی خوشخبری دی کہ آپ کی امت سے جو آدمی اس حال میں مراکہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عمر حاضر کے کلمہ گو بھی بالکل اسی طرح قبردن کے گرد طواف و چکر کرنے ہیں۔ جس طرح زمانہ جامیت کے لوگ ہتوں کی عبادت کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق لوگوں نے بت پرستی شروع کر دی ہے اور مورثیں بہت زیادہ اس فاسد عقیدے پر عمل پیرا ہیں۔

^(۱) اس صریح حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت سے قبل پھر لات و عزی کی عبادت ہونے لگے گی لوگ اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر لات و عزی کی عبادت کرنے لگ جائیں گے اور لات و عزی کی عبادت صریح شرک ہے۔

کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو گی جب بھی جنت میں داخل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چاہے اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔

دلیل 5. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر نبی کی ایک دعائیوں کی جاتی ہے۔ ہر نبی نے اپنی دعائیں جلدی کی اور میں نے دعا انہی امت کی شفاعت کے لیے قیامت والے دن کے لیے چھپا کر کی ہے اور میری دعا ان شاء اللہ میری امت میں سے ہر اس آؤ کو پہنچ گی۔

مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب

اختیار النبی دعوة الشفاعة لأمه: 199، سنن الترمذی: 3526، سنن ابن ماجہ: 4307)

جو اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے سامنے کسی کو شریک نہیں ظہرا تھا۔

دلیل 6. حضرت معاویہ بن خیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
 « لَا يَقْبِلُ اللَّهُ مِنْ مُشْرِكٍ أَشْرَكَ بَعْدَ مَا أَنْلَمَ عَمَلاً حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ » (سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب المرتد عن دینه: 2536، سنند احمد: 19182 / 446)

”اللہ تعالیٰ ایسے مشرک کا کوئی عمل قول نہیں کرتے جس نے اسلام لانے کے بعد مشرک کیا ہو حتیٰ کہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں میں آجائے۔“

دلیل 7. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنْتَ بِتِيسْوَاءِيَّةِنَّهُمْ يُظْلَمُونَ أَوْلَئِكَ هُمُ الْأَكْثَرُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو علم کا لبادہ نہیں پہنچایا۔“

انہیں لوگوں کے لیے امن ہے اور سبکی بدایت یافتہ ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تو صحابہ کرام رض نے کہا ہم میں سے کس نے علم فہیم کیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس علم کی توضیح کرتے ہوئے یہ آیت نازل کی: **﴿إِنَّمَا أَشْرَكُوا بِأَنَّمَا لَهُمْ عَظِيمٌ﴾**
 (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب ظلم دون ظلم: 32 صحیح مسلم: 124)
 ”بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔“^(۱)

دلیل 8. حضرت شداد بن اوس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
 مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اشرار کا خوف ہے۔ بہر کیف میں یہ فہیم کہتا کہ وہ
 سورج، چاند اور بتوں کی عبادت کریں گے بلکہ وہ غیر اللہ کی خاطر اعمال کریں گے اور محض
 خواہشات کی پیروی کریں گے یعنی خالص اللہ کے لیے عمل فہیم کریں گے بلکہ دکھما و کریں
 گے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزمد، باب الریاء والسمعة: 4205)

^(۱) معلوم ہوا ایمان لائے کے بعد بھی آدمی شرک کر سکتا ہے اور شرک کرنے کی وجہ سے اسے
 شرک کہا جاتا ہے اور کہا جاسکتا ہے۔

شرک کی تردید احادیث مبارکہ میں

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَنَا وَبِذِي الْقُرْبَى
وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنَبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ
مُجْتَمِعًا لِكَفَرَخُورًا﴾ (النساء: ٣٦)

”صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، والدین کے ساتھ احسان کرو، قرابت داروں سے، قیمتوں سے، مسکینوں سے، قرعی پڑوسیوں سے، اجنبی پڑوسیوں سے، ہم مجلس سے، مسافروں کے ساتھ، جن کے مالک بنے تمہارے داہنے ہاتھ (ان سب پر بھی احسان کرو) یقیناً اللہ تعالیٰ متکبر اور غر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ہے۔“

دلیل 1. حضرت عاذ بن جبل رض فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ حقوق بندوں پر ہیں۔ کچھ بندوں کے اللہ پر۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ایک یہ ہے:

أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُنْزِرُكُوا بِهِ شَيْئًا (صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ارداف

الرجل خلف الرجل: 5967، جمیع مسلم: 30)

”اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ شہرائیں۔ اور بندوں کا حق اللہ کے ذمے: لَا يَعْذَبُ مَنْ لَا يُنْزِرُكُ بِهِ شَيْئًا

جو اللہ تعالیٰ کے واحد کسی کو شریک نہ شہرائے وہ (مراد اللہ) اس کو سزا ان

” دے۔“

دلیل 2. حضرت عبادہ بن صامت رض فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے ہاتھ پر بیعت کرو لیکن اس شرط پر

لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا (صحیح بخاری، کتاب الإیمان: 18، صحیح مسلم: 1709)

”کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ تھہراو۔“

دلیل 3. رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں واجب کر دینے والی ہیں۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہ کیا چیزیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ». وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ

شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی ان من مات ... الخ: 92)

”جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

نہ ہر اتنا تھا تو وہ آگ میں داخل ہو گا۔ جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے

ساتھ شریک نہیں نہ ہر اتنا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔“

دلیل 4. حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دیہاتی ٹکل کا آدمی آیا۔

اس نے نبی ﷺ سے پوچھا، اسلام کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنْ تَعْبُدَ اللَّهُ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا» (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله

تعالیٰ ان الله عنده علم الساعة: 4777، صحیح مسلم: 9)

”اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مددات کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ

نہ ہرائے۔“

دلیل 5. حضرت عبد اللہ بن عباس رض فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے روم

کے باڈشاہ ہرقل کے پاس اسلام کا دعوت نامہ بیجا اور اس نے بیت المقدس میں جب کہ وہ

وہاں سرکاری دورہ پر آیا ہوا تھا تجارت کے کو بلا یا جو تبلات کے لیے وہاں گئے تھے۔ جن میں ابوسفیان رض بھی تھے لیکن ابھی تک وہ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ ہر قل نے پوچھا وہ شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تمہیں کیا تعلیم دیتا ہے؟ حضرت ابوسفیان رض نے جواب دیا کہ چند باتوں کی تعلیم دیتا ہے ان میں سے پہلی یہ ہے:

أَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

(صحیح بخاری، کتاب بدء الوضی: 7)

”اکیلے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو۔“

دلیل 6. حضرت ابوالیوب انصاری رض فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسا کام بتائیں جس کے کرنے کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو سکوں۔ لوگوں نے کہا اس کو کیا ہو گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک سائل ہے سوال کرتا ہے اسے اور کیا ہو گیا ہے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَعْبُدُ اللَّهَ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا (صحیح بخاری: 1396، صحیح مسلم: 14)

”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو۔“

دلیل 7. حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سموار کو اور جعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش کیے جاتے ہیں پھر ارشاد فرمایا:

فَيَغْفِرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَخْنَاءُ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب نہی عن الشحناء: 2565)

”جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ مگر وہ شخص جس کا کسی بھائی کی ساتھ بغضن ہو اس کی مغفرت نہیں ہوتی۔“

دليل 8. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مراجع
کیلے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین چیزیں عنایت کی گئی۔

1. پانچ نمازیں 2. سورہ بقرہ کی آخری آیات

3. وَغُفرَانَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا (صحیح مسلم: 173)

”جو شخص آپ کی امت میں سے اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ظہراۓ
کا اس کی مغفرت ہو گی۔“

دليل 9. حضرت عبید اللہ بن عباس رضي الله عنه فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مسلم کی وفات ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس آدمی
شریک ہوں:

«لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ»

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من صلی عليه اربعون...الخ: 948)

”کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ظہراۓ ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی
سخارش میت کے لیے قول فرمایتا ہے۔“

شک کا بنیادی سبب غلو

﴿يَأَهْلَ الْكِتَابَ لَا تَنْقُلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ
إِلَّا الْحَقُّ﴾ (النساء: 171)

”اے اہل کتاب اپنے دین میں حدسے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو۔“

دلیل 1. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 «لَا تُطْرُونِي كَمَا أطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا
 عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ» (صحیح بخاری: 3445)

”تمیری تحریف کرنے میں حدسے نہ بڑھ جانا۔ جیسے نصاری عیسیٰ بن مریم ﷺ کی تحریف میں حدسے بڑھ گئے تھے۔ میں تو ایک بندہ ہوں تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔“

دلیل 2. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالغُلُوْ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
 الْغُلُوْ فِي الدِّينِ» (سنن ابن ماجہ، کتاب manusك، باب قدر حسی الرمی: 3029، مستند احمد: 1754)

”اے لوگو! غلو سے بچو، تم سے پہلے لوگوں کو غلو (تحریف میں مبالغہ اور حدسے تجاوز) ہی نے ہلاک کیا تھا۔“

دلیل 3. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: «هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ». قَالَهَا ثَلَاثَةٌ. (صحیح مسلم، کتاب العلم، باب هلك

المنطعون: 2670، سنن ابو داؤد: 4608)

”غلو کرنے والے اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہو گئے آپ نے یہ کلمات تین

مرتبہ دہرانے۔“

دلیل 4. حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ أَهْلَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَعْوَثْ وَيَعْوَقَ وَنَسْرًا﴾ (نوح: 23)

”اور انہوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور

نسر کو نہ چھوڑنا۔

یہ سب ود سواع یغوث یعوق نسر۔ قوم نوح کے صالح لوگ تھے۔ ان کی
وفات کے بعد شیطان نے ان کی قوم کو اس بات پر آمادہ کیا کہ یہ نیک لوگ جہاں بیٹھا کرتے
تھے وہاں بطور یاد گار پتھر نصب کر دو۔ اور ان پتھروں کو ان کے ناموں سے موسوم کر دو۔
انہوں نے ایسے ہی کیا لیکن اس دور میں ان پتھروں کی پوجا نہ کی گئی۔ جب یہ لوگ مر گئے
اور بعد والوں پر جہالت چھائی گئی علم جاتیدہا اور اصل بات ذہنوں سے مت گئی تو بعد والوں نے
ان یاد گاروں کی پرستش شروع کر دی۔“^(۱) (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ودا

① قوم نوح جس شرک میں بیٹھا تھی وہ صالحین کے متعلق غلو کی صورت میں تھا شیطان بزرگ
انسان کی صورت میں ان کے پاس آیا اور لہنی بزرگی اور تقرب الی اللہ کا تاثر دیتے ہوئے ان سے کہا
کہ جو لوگ میرے ساتھ شاہل ہوں گے میں ان کے حق میں شفاقت کروں گا بعد ازاں انہیں
آہستہ آہستہ تصویروں، مصوریوں، ڈیجیٹوں کے احترام اور بت پرستی تک پہنچا دیا جیسا اب

(4920) ولساوعا ولا يغوث ويعوق

دليٰل 5۔ سیدنا ابو مطرف (عبدالله بن شحیر) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو عامر کے وفد کے ہمراہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے کہا:
 أَنْتَ سَيِّدُنَا. فَقَالَ «السَّيِّدُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى». قُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا
 وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا. فَقَالَ «قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجِرْ بِنَكُمْ»

عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

ان لوگوں نے جب ان بزرگوں کی تصاویر بٹانے کا قصد کیا تو انہیں یقین تھا کہ وہ ان تصاویر کی پوچانیں کریں گے۔ لیکن مستقبل میں علم مث جانے سے انہی تصاویر کی پرستش کو صالحین اور بزرگوں کے تقرب کا وسیلہ، سبب اور ذریعہ سمجھ لیا گیا۔ بھی شیطان تصویر کے پاس آ کر ناظرین کو یہ تاثر دیتا کہ یہ تصویر بولتی ہے اور اس کے مند سے باتمی کرنے کی آواز سنائی دیتی ہے اور اسی طرح کے دیگر کرتب دکھاتا جن سے ان کے دل صالحین کی روحوں کی طرف مائل ہو جاتے الغرض اس طرح شیطان نے انہیں بزرگوں کی عبادت پر لگا دیا۔ یعنی یہی صورت حال آج کل ان لوگوں کی ہے جو قبروں پر مجاور بن کر بیٹھے ہیں اور اللہ عزوجل کی عبادت کے ساتھ اہل قبور کی عبادت بھی کرتے ہیں۔ یہی عمل اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کا سبب ہتا ہے۔ حقیقی بات کہ جب لوگ بزرگان دین کے حق میں غلویعنی ان کی عزت و محترم میں حد سے تجاوز کرنے لگ جائیں تو وہ دین سے دور اور کفر میں جلتا ہو جاتے ہیں جیسا کہ قوم لوح نے صالحین کے حق میں غلوکیا اور قبروں پر مجاور بن کر بیٹھے گئے تو آخر کار انہی کی پوچا شروع کر دی۔ اسی طرح عیسائیوں نے اپنے رسول سیدنا علیہ السلام کے حواریوں اور علماء کے حق میں غلوکیا بالآخر انہیں معبد سمجھنے لگے۔ اسی طرح اس امت میں بھی بعض لوگ نبی ﷺ کے متعلق انہی خصوصیات اور تیارات کا عقیدہ رکھنے لگے۔

لہٰذا کہ نبی ﷺ نے ان باقوں سے منع فرمایا ہے۔

الشَّيْطَانُ » (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی کرامۃ الہاد: 4806،

”آپ ہمارے سید ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: سید اللہ ہے ہم نے کہا آپ ﷺ ہم میں افضل اور سخاوت کے لحاظ سے بڑے ہیں فرمایا: ہاں یہ ساری یا بعض بات کہہ سکتے ہو کہیں لیکن شیطان تمہیں گستاخ نہ بنادے۔“^(۱)

دلیل 6. حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا تَرْفَعُوا فَوْقَ حَقِّيٍّ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِنْجَدَ فِي عَبْدًا قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَ رَسُولًا (جمع الزوائد، کتاب علامات النبوة: 8/587، رقم الحدیث: 14228، واسنادہ حسن)

”مجھے میرے حق سے زیادہ بلند نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنانے سے پہلے مجھے اپنا بندہ بنایا ہے۔“

دلیل 7. حضرت انس بن مالک کہتے ہیں بعض لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم سب سے بہتر، افضل اور سب سے بہتر کے فرزند ہیں۔ اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَئُلَيْهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ يَتَّقُوا أَكْمَنَ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَاللَّهُ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي أَتَرْلَغِي اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ» (مسند احمد: 12551)

”اے لوگو! اس قسم کے الفاظ سے بچو۔ شیطان تمہیں بہکانہ دے میں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مقام و مرتبہ سے بڑھا دو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔“

① یعنی کسی بزرگ کی شان میں زبان سنگال کر بات کرنی چاہیے اس کی انسانوں والی ہی تعریف کرو جو منہ میں آئے وہ نہ کہتے جاؤ بلکہ الفاظ کو اچھی طرح سمجھ کے منہ سے نکالو کہیں شان الوہیت میں بے ادبی نہ ہو جائے۔

مشرک کا کوئی عمل قابل قبول نہیں

﴿ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَهُنَّ أَشْرَكَتْ لِيَحْسَنَ عَلَكُمْ وَلَنَكُونُنَّ مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴾ (الزمر: 65)

”یقیناً تیری طرف بھی اور تمھے پہلے (تمام انبیاء) کی طرف بھی وہی کی گئی ہے۔

کہ اگر تم نے شرک کیا تو بلاشبہ تمہارا عمل بھی ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تم خارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔“⁽¹⁾

دلیل 1. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے مسجد تعمیر کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے جنت میں ایک محل تیار کرے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب من بنی مسجدة: 450؛ صحیح مسلم: 533)

اور مسجد بھی کوئی شاہی مسجد نہیں بلکہ فرمایا اگرچہ وہ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔⁽²⁾

① مشرک حالت شرک میں جو بھی عبادت کرتا ہے یا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی اسے درجہ قبولیت حاصل ہو سکتا ہے مندرجہ ذیل دلائل پر غور کریں کہ ایک نیک جس کی بڑی اہمیت ہے لیکن جب مشرک آدمی یہ عمل کرتا ہے تو اسے اس کا کوئی اجر نہیں ملتا ہے۔

② لیکن آپ کو معلوم ہے کہ مشرکین مکنے جن میں ابو جہل، ابوبہب عنبه اور شیبہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایک معمولی مسجد نہیں بلکہ ام المساجد تعمیر کی تھی لیکن ان کے لیے جنت میں محل تو کیا تیار ہو گا وہ کبھی جنت میں داخل ہی نہیں ہو سکتے اور مشرکین نے جس خلوص کے ساتھ چندہ جمع کیا تھا وہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔

دلیل 2. نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص حج بمرور کرے وہ گھروں سے اس

طرح پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے کہ ابھی مال کے پیش سے مصوم ہے اور۔^(۱)

(صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل حج البرور: 1521)

دلیل 3. نبی ﷺ نے فرمایا جو عاشورہ کارونزہ کے اس کے ایک سال کے مدد

معاف ہو جاتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استعیاب ثلاثة أيام من كل شهر: 1162)

اور مشرکین قریش عاشورہ کارونزہ کا رکھا کرتے تھے۔^(۲) (صحیح بخاری، کتاب الصوم

ابودہب بن عابد مسجد حرام کا مستولی تھا اس نے اعلان کیا تھا کہ مسجد حرام میں حلال و طیب مال یعنی لگائی جائے گا کوئی شخص حرام کا رور توں کی آمنی لہر سو دی ر قم لہر دیگر علم سے حاصل کی ہوئی رقم چندہ میں ہر گز نہ دے۔ (عمدة القارئ مل نظری: 1/215 حاشیہ) لیکن وجہ تھی کہ حلال و طیب اتنا جنم نہ ہو سکا جس سے وہ ساری مسجد کے اور چوتھا مل سکتیں مجھوں ان کو مسجد کا ایک حصہ پاہر لکھا ناپڑا جس کو حطیم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل مکة و عیانہ: 1584) مسجد سے اس جگہ صرف کبہ کا حصہ مراد ہے۔

^(۱) مشرکین عرب اور اہل مکہ میں کوئی یہاں مشرک ثابت نہیں ہو سکا جس نے کئی حج نہ کیے ہوں جب مکہ مکرہ فتح ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اعلان کر دیا اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی نگاہ ہو کر طواف کر سکتا ہے۔ مگر مل اسلام جانتے ہیں کہ شرکوں کے یہ حج بالکل ضائع اور اکارت گئے ان کو ان کے موضی کوئی ذوب نہیں ملے گا۔

^(۲) ان کے روزہ رکھنے کے باوجود کسی مسلمان کو یہ جو آت نہیں ہو سکتی کہ وہ یہ کہہ دے کہ مشرک کو بھی صوم عاشوراء کا فائدہ ہو گا۔

باب صوم یوم عاشورہ: 2002 مصیح مسلم: (1125)

دلیل 4. رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک غلام آزاد کرے اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب العتن، باب فی العتن وفضلہ: 2517)

عاص بن واکل نے مرتبے وقت اپنے بڑے کو وصیت کی تھی کہ 100 غلام آزاد کرنا چنانچہ اس نے پہاڑ غلام آزاد کیے۔ اس نے باقی پہاڑ غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کیا عاص کو اس سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اسلام قبول کر لیتا تو تم غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا جنگ کرتے تو اس کو فائدہ پہنچتا مگر اب کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الوصلیا، باب ماجاه فی وصیة الحربی بسلم الخ: 2883)

مشرک کے لیے شفاعت نہیں

﴿ذَلِكَ هُدًى لِّلَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَهُ بِطْعَةً عَنْهُمْ

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الأنعام: 88)

”ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں اسے ہدایت دے دیتا ہے اور اگر (فرض) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ اعمال کرتے وہ سب خالق ہو جاتے۔“

دلیل 1. سیدنا عوف بن مالک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَتَانِي آتٍ مَنْ عِنْدَ رَبِّيْ فَخَيْرَنِيْ يَنْبَغِيْ أَنْ يُذْجَلَ بِنْصَفَ أَمْتَى الْجَنَّةِ وَيَنْبَغِيْ الشَّفَاعَةِ فَأَخْتَرُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِيْنَ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا»

(سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق، باب منه حدیث تحریر النبی ﷺ: 2441)

”میرے پاس میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور مجھے اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے یا سفارش کا حق لے لو۔ میں نے سفارش کو ہی اختیار کیا اور یہ سفارش ہر اس شخص کے لیے ہو گی۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنا�ا ہو گا۔“

دلیل 2. سیدنا ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَلِإِنَّى اخْتَيَّاْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأَمْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ تَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أَمْتَى لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا» (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اختیار النبی ﷺ دعوه الشفاعة لامته: 199، سنن الترمذی: 3526، سنن ابن ماجہ: 4307)

”ہر نبی کے لیے مستحبہ دعا ہوتی ہے ہر نبی نے اپنی دعا پوری کروالی ہے اور میں نے لبی دعا کو چھپا کر ہے کہ قیامت کے دن اپنی امت کے لیے سفارش کروں گا۔ ان شاء اللہ یہ ہر اس شخص کو پہنچے گی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں نہبہرا ہو گا۔“

مشرک کے لیے کسی دوسرے کا عمل

(دعاۓ مغفرت، صدقہ و خیرات) قبول نہیں ہوتا

﴿مَا كَانَ لِلّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَى فُرْقَةً مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَضَحَّى ثُلُجَجِهِمْ﴾

”نبی اور مسلمانوں کو لاائق نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ قربات
والے ہیں جب کہ واضح ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ والے ہیں۔“

دلیل 1. رسول اکرم ﷺ اپنے حقیقی چچا ابو طالب کی مغفرت کے لیے دعا کرتے
رہے تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ نازل کی۔

﴿مَا كَانَ لِلّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَى فُرْقَةً مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَضَحَّى ثُلُجَجِهِمْ﴾

”نبی اور مسلمانوں کو لاائق نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ
قربات والے ہیں جب کہ واضح ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ والے ہیں۔“

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے لیے دعاۓ مغفرت
کرتا بھی ترک کر دی۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله، ماکان للنبي والذین
امنو.. الخ: 4675، صحیح مسلم: 24)

دلیل 2. رسول اکرم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی رئیس الساقین کا جنازہ بھی پڑھایا اور
اس کے لیے دعاۓ مغفرت بھی کی لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر دیا:

﴿أَسْتَغْفِرُ لَهُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ إِنْ سَتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾

لئے کسی دوسرے... لہم لہم) (التوبہ: 10)

”آپ منافقوں کے لیے معافی مانگیں یا نہ مانگیں اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی دعائے مغفرت کریں گے تو بھی اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشنے گا۔“

آپ نے ستر مرتبہ سے بھی زیادہ دعائے مغفرت کرنے کا ارادہ فرمایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممانعت نازل ہو گی۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله - استغفر لهم... الخ: 4670)

دلیل 3. حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ کی مغفرت کے لیے اپنی کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتے گا:

إِنَّى حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ

”کربہ تک میں نے کافروں لور مشرکوں پر جنت حرام کر دی ہے۔“⁽¹⁾

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانیاء، باب قوله تعالیٰ واحذ الله ابراهیم خلیلا: 3350)

⑤ جب انبیاء کی سفارش اور انبیاء کا عمل مشرکوں کے لیے قول نہیں ہو سکا ہے تو ہر عام آدمی کا عمل صدقہ خیرات حج وغیرہ بھی مشرک کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پیغمبروں، فرشتوں، پیروں، مولویوں اور جنات وغیرہ کی پرستش بھی شرک ہے

﴿أَنْخَذُوا أَخْبَارَهُمْ وَرَفَعْنَاهُمْ أَذْبَابًا قَنْ دُوْبَ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ أَبْنَ مَزِيزَمْ وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِنَّهَا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ شَبِيكَنَةَ عَكَمَا يُشَرِّكُونَ﴾ (سورہ توبہ: 31)

”انہوں نے اپنے پیروں اور مولویوں کو اللہ کے علاوہ رب خبر الیا اور صحیح بن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو حکم بھی ہوا تھا کہ ایک الہ کی بندگی کریں اس کے سوا کوئی اللہ نہیں وہ پاک ہے اس جیز سے جن کو وہ شریک قرار دیتے ہیں۔“⁽¹⁾

دلیل 1. قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہود سے سوال کریں گے:

مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزِيزًا ابْنَ اللَّهِ فَيَقُولُ كَذَلِكُمْ مَا أَخْذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلِدٍ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الآخرة: 183)

”تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے عزیز کی جو خدا تعالیٰ کا بیٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم محظوظ کہتے ہو خدا کی نہ تو یہوی ہے اور نہ ہی خدا کوئی بیٹا ہے۔

⁽¹⁾ شرک کے شید ای عموماً یہ کہا کرتے ہیں کہ شرک تو یہ ہے کہ بتوں کی عبادت کی جائے اور کلمہ گو کوئی بھی ہو چو کہ وہ بتوں کی عبادت نہیں کیا کرتا۔ لہذا اگرچہ وہ کچھ بھی کرے شرک نہ ہو گا لیکن یہ ایک ایسا کھلا مخالفت ہے کہ قرآن کریم نے جس کا پول کھول کر رکھ دیا ہے اور جناب محمد ﷺ کی احادیث مبارکہ نے اس باطل خیال کی دھیان اڑاوی ہیں۔

دلیل 2. فرمان رسول ﷺ: جب لوگ قیامت کے روز شفاقت کبری کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو آپ ﷺ مخدوری کا اعلان فرمائیں گے اور ارشاد فرمائیں گے: **إِنَّمَا عَذَابُهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ**

”بے شک میری اللہ کے علاوہ عبادت کی کئی تھی لہذا میں مخدور ہوں۔“⁽¹⁾

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر القرآن، باب عن سورة بنی اسرائیل: 3148)

دلیل 3. حضرت عدی بن حاتم رض نے (جو پہلے نمرانی تھے) نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت ہم نے تو کبھی بھی علماء اور صوفیاء کی عبادت نہیں کی قرآن کریم ایسا کیوں فرماتا ہے؟ آپ ﷺ نے سوال کیا کہ کیا تمہارے مولویوں نے جو چیزیں از خود حلال اور حرام کر دی تھیں تم ان کی بات کو جھٹ نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت عدی رض نے کہا ہاں حضرت سمجھتے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

فَذِلِكَ عِبَادَتُهُمْ إِيَّاهُمْ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر القرآن عن رسول الله،

باب ومن سورة النوبۃ: 3095)

”تو یہی ان کی عبادت کرتا ہے۔“⁽²⁾

^① یہود خدا تعالیٰ کی عبادت پہلے اور حضرت موسیٰ کی اور حضرت مسیح کی عبادت بعد میں کرتے ہیں

جیسا کہ حدیث میں نعبد اللہ والمسيح کے صریح الفاظ اور دہیں۔ (ابن کثیر 4/5)

^② ہائے کاش کے ہمارے معاشرے کے لوگ بھی اس حدیث کو سمجھنے کی کوشش کریں نبی کریم ﷺ کا واضح فرمان مولویوں کی اور ناموں کی بات بلا دلیل جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوا اس کو تسلیم کرتا ایسا ہی ہے جیسے ان کی عبادت کرتا اور جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ مشرک ہے اس لیے اپنے اس اصول کو چھوڑ دیں کہ نام کے قول کے خلاف قرآنی آیت حدیث یا صحابہ کا عمل آجائے تو ہم نام کے قول کو نامیں گے باقی ان شرعاً مانعذ کو رد کریں گے اصول

دلیل 4. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی دفاتر ہوئی تو معاذ بن جبل نے بڑی خوشی ساتھی اور حکایہ کرام ﷺ پر بڑی غنی طاری ہو گئی حضرت عمر بن الخطاب کو اور پکڑ کر کھوئے ہو گئے اور فرمائے گئے جس نے یہ کہا کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردان تن سے جدا کر دوں گا اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمائے گئے عمر بن الخطاب تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی ﷺ! آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ مختلف بھی مرنے والے ہیں اور فرمایا ہم نے آپ سے پہلے کسی کو دوای زندگی نہیں بخشی ہے اگر آپ فوت ہو جائیں تو آپ کے خلاف بھی دنیا چھوڑ دی دیں گے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھوئے ہوئے حمو شاہ کے بعد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ كَانَ مُحَمَّدًا الْهُكْمُ الَّذِي تَعْبُدُونَ فَإِنَّ الْهُكْمَ قَدْ مَاتَ وَإِنَّ كَانَ الْهُكْمُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ فَإِنَّ الْهُكْمَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ ثُمَّ تَلَا: **«وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ»**

کے لوگو! اگر محمد ﷺ تمہارے الہ تھے تو بے جگ تمہارا الہ فوت ہو چکا ہے اگر تمہارا الہ ہے تو آئھوں میں ہے تو بے جگ وہ الہ بھی رہے گا کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت حکایت فرمائی **«وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ»** (بعض الزوائد، کتاب علامات النبوة: 8/ 616، رقم

کرنی۔) اور قرآن و سنت کو یہاں تک کہ یہ مذہب لیے ذریعہ مجات بن جائے۔

① اس سمجھی حدیث سے ثابت ہوا کہ نہ مر ہو رہی ہے وہ صرف الہ کی صفت ہے اس صفت میں اک کوئی شخص حضرت محمد ﷺ کو بھی خدا کا شریک ہائے تودہ بھی شرک ہو جائے گا اور کویا اس نے عمر ﷺ کو بھی الہ بنایا اگر شرک صرف جوں کو الہ مانتے سے ہوتا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا سیست چڑی تھی کہ اس مضمون کو بر سر خبر پیان فرماتے آپ کو فرماتا چاہیے تھا اے لوگو! شرک ہے کہ جوں کو شریک بنایا جائے گیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نظر بسیرت اس کو تازہ بھی کہ

المرجع (14276)

دليٰل 5. ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت القدس میں حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا: ماشاء اللہ و شئت جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَجَعَلْتَنِي اللَّهُ نَدَا مَا شَاءَ اللَّهُ وَخَذَهُ» (مستد احمد: 3247)

”میا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ہتا دیا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے پر ابر کرو یا ہے بلکہ یوں کہا کرو ماشاء اللہ وحدہ۔ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہیے وہی ہو کر رہے گا۔“⁽¹⁾

دليٰل 6. نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ نہ کہا کرو:

ماشاء الله و شاء محمد بن ماشاء الله و خذه

جو اللہ تعالیٰ چاہے گا اور جو ﷺ چاہیں گے (بلکہ یوں کہا کرو) جو خدا تعالیٰ اکیلا چاہے گا وہی ہو گا۔ (کنز المال: 2/134، کتاب الاعتبار: میں 243، رواہ ثقات جمع الزوائد، کتاب المقدار: 7/424، المرجع المرجعی (11901))

لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات فیصل ہوئی اور نہ آپ کی وفات ہو گی اس سے توحید پر ضرب کاری لگتی ہے اور خاصہ خداوندی میں آپ ﷺ کو شریک کرنا لازم آتا ہے بالفاظ دیگر آپ ﷺ کو اللہ بنتا ہوتا ہے اسی لیے اسی وقت انہوں نے اس تحییدہ کا قلع قلع کر دیا اور امت کو ایک بڑے فتنے سے بچا لیا۔

⁽¹⁾ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مشیت الہی میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک کرے گا تو وہ بھی شرک ہو جائے گا اور نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایسا کہنے والا گویا خدا تعالیٰ کا شریک ہمارا ہے یہ حدیث بھی صاف دلیل ہے کہ دوسرے کسی کو تو کیا اگر کوئی شخص نبی ﷺ کو بھی کار خانہ خداوندی میں شریک نہ ہوئے گا تو وہ بھی کافر ہو گا حالانکہ تمام الانبیاء اور سید الرسل تھے بتینے تھے۔ (العزاب اللہ تعالیٰ)

دلیل 7. نبی کریم ﷺ نے غیر ان کے عیسائیوں کو ایک خط لکھوا�ا جس میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

أَمَا بَعْدُ فَإِنَّ أَذْعُوكُمْ إِلَى عِبَادَةِ اللَّهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ وَإِذْعُوكُمْ إِلَى
وِلَايَةِ اللَّهِ مِنْ وِلَايَةِ الْعِبَادِ

ابعد میں تمہیں بندوں کی عبادت کے بجائے خدا تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں اور بجائے اس کے گر تم بندوں کو کار ساز سمجھو میں تمہیں اس کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کو کار ساز سمجھو۔^(۱) (تفیر ابن حیثم: 1/369 جواہر بنیق)

دلیل 8. سیدنا قیس بن سعد رض نے فرماتے ہیں کہ میں حیرہ شہر میں گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو راجہ مرزاں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کیے جانے کے زیادہ حد اڑاں۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا: میں نے حیرہ میں لوگوں کو راجہ مرزاں کو سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ اس بات کے زیادہ حد اڑاں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَرْأَيْتَ لَوْ مَرَزَتْ بِقَنْرِيَ أَكْنَتْ تَسْجُدُ لَهُ؟ . قَالَ قُلْتُ لَا . قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا

(سنن ابن داود، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأة: 2140)
 بخلاف ابا تو سہی کہ اگر تو میری قبر پر گزرے تو کیا تو اس پر سجدہ کرے گا۔ میں نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تھی کام اب بھی نہ کرو۔^(۲)

① اگر شرک صرف بت پرستی ہی کا دوسرا نام ہے تو نبی کریم ﷺ نے عبادة العباد اور ولایہ العباد کی بجائے عبادہ الاصنام اور عبادہ الاوثان کیوں نہ فرمادیا۔ یعنی یہ کہہ دیتے میں تمہیں بتوں کی عبادت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔

② یعنی ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوش لہ میں جا سوں گا بھر میں سجدہ کے لائق نہ ہوں گا سجدہ کے لائق تو وہی ذات ہے جو لازماً ہے ہے نہ موت ہے اور ہے نہ نیند آتی ہے۔ معلوم ہوا کہ سجدہ نہ زندہ کو جائز ہے اور نہ مرد کو اور نہ عیسیٰ کسی قبر کو جائز ہے اور نہ کسی قبان کو کیونکہ زندہ ایک دن مرنے والا ہے اور مرد ابھی بھی زندہ تھا پھر تھا پھر مرکر وہ اللہ تعالیٰ ہو گیا بلکہ بندہ ہی رہا ہے۔

شرکین عرب بھی نیک عمل کرتے تھے

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُسْكَنَةً وَنَصْدِيَّةً فَذَوْقُوا

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾ (الأنفال: 35)

”اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیشیاں اور تالیاں بھاجنے کے سوا کچھ نہ تھی تو

تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بد لے عذاب (کامڑہ) چکھو۔⁽¹⁾

دلیل 1. حضرت ابوذر رض ایام جاہلیت میں، یعنی اسلام لانے سے قبل نماز پڑھا

کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی ذر: 2473)

دلیل 2. حضرت ابو مکر رض نے ابوذر رض سے دریافت کیا کہ اے ابوذر جاہلیت

میں آپ کچھ عبادت بھی کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا میں کڑکی دھوپ میں

کھرا ہو کر فَلَا أَرَأَيْتُ مُصَلِّيًّا حَتَّىٰ يُؤْذِنَنِي حَرُّهَا فَأُخْبِرُ

نماز پڑھا کر تاختا حتیٰ کر مجھے دھوپ تکلیف دیتی اور میں گرجاتا جد ر اللہ تعالیٰ

① بعض لوگ شرکین عرب کے جزوی فناں بیان کر کے ان کو ان کے شرک کے لیے کافی دلیل سمجھ لیتے ہیں۔ اس میں کوئی لمحہ نہیں ہے شرکین عرب کو دوسری اقوام کی طرح انسانی کمزوریوں سے دوچار ہونا پڑا لیکن یہ خرابیاں ان کے شرک کا سبب اور علت نہیں ہو سکتیں دوسری طرف ان میں ایسی خوبیاں بھی موجود تھیں جن کی نہ صرف اسلام نے اجازت دی ہے بلکہ اس کی قسمیں بھی کی ہے اختصاراً آپ کے سامنے چند احادیث رکھوں گا تاکہ آپ کو سمجھ آجائے کہ شرکین عرب بھی نیک عمل کرتے تھے اور اس لیے کہ تمہارے لیے حقیقی اور اصلی شرک کو پہلا آسان ہو جائے۔

شرکین عرب بھی نہ کہ مل۔

پھر دیتا تھا پھر جاتا تھا۔

(مستدرک حاکم: 3/341، کتاب معرفۃ الصحاۃ: 5457)

دليٰل 3. نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم طلوع آتاب کے وقت نماز نہ پڑھا کرو
ہی ساعۃ صلوٰۃ الکُفَّارِ وہ کافروں کی نماز کا وقت ہے۔ (سن النانی کتاب
الصلوٰۃ باب النہی عن الصلوٰۃ بعد العصر: 573)

دليٰل 4. حضرت شمسہ بن یحیٰؑ نے حالت کفر میں عمرہ کا احرام باندھا تھا اسلام
لانے کے بعد انہوں نے اس عمرہ کے بارہ میں نبی ﷺ سے دریافت کیا: تو آپ ﷺ نے
فرمایا: ائمہ عمرہ پورا کرو۔ (سن النانی: 1/23 کتاب الحج)

دليٰل 5. حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میں
نے ایام جالمیت میں احکاف کی نذریانی تھی کہ میں مسجد میں احکاف بیٹھوں گا لیکن بیٹھ نہیں
سکا آپ ﷺ نے فرمایا نذر پوری کرو۔
(صحیح بخاری کتاب الاعتکاف بباب نذر فی الجاهلیة .. الخ: 2043 - صحیح مسلم: 1653)

دليٰل 6. شرکین عرب کا یہ بھی طریقہ کار تھا جب وہ کسی کی طرف خط لکھتے تو اس
خط کی ابتداء میں (بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ) لکھا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الشروط،
باب الشروط فی الجہاد والمصالحة .. الخ: 2731)

دليٰل 7. صحیح بلادی میں روایت موجود ہے کہ جہاں مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ہے وہاں
شرکین کی قبریں تھیں جن کو اکھڑا گیا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ - باب تبیش قبور
شرکین الجمالیة .. الخ: 434)

دليٰل 8. ہمارے اندر جو صحیح نکاح کا طریقہ پایا جاتا ہے یہ بھی کفہ کے اندر موجود تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا نکاح الا بولی: 5127)

دليٰل 9. حضرت ابو بکر رض جب الٰی مکہ کی اسلام دھنی سے علّک آگر جسہ جانے لگے تو برک غماد کے مقام پر این وغذہ ملا جو کے سرداروں میں سے تھا کہنے لگا۔ اے ابو بکر! کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا: جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کھل کر کر سکوں این وغذہ نے کہا آپ جیسا آدمی مکہ سے نہیں جا سکتا کیونکہ آپ نقیروں کو مال دیتے ہیں۔ صدر رحمی کرتے ہیں۔ قرض داروں کے بوجھ پہنچ کرتے ہیں۔ سہماں نوازی کرتے ہیں اور صمیمت زندہ لوگوں کے کام آتے ہیں چنانچہ این وغذہ کا فر حضرت ابو بکر رض کو اپنی ذمہ داری پر واپس مکہ لے آیا۔ (صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب هجرة النبي واصحاحہ الـ للہبیہ: 3903-476)

دليٰل 10. حضرت ابو بکر رض جب اسلام لانے کی فرض سے نبی ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اسلام علیک یادِ رسول اللہ کہا۔^(۱) (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی فر: 2473)

^(۱) یہ چند احادیث لانے کا مقصود یہ ہے کہ یہ بات سمجھائی جائے کہ جس طرح مشرکین مکہ کا کوئی عمل عقیدہ کی وجہ سے بارگاہ الہی میں کوئی حضورت نہیں رکھتا تھا اسی طرح آج کے کلمہ کو مشرک کا عمل بھی اللہ رب الْعَرْضَ کے ہیں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب تک انسان کا عقیدہ کتاب و سنت کے مطابق نہیں ہو تاہم تک انسان جو بھی گسل کرتا ہے وہ مٹائے ہے۔

مشرکین مکہ مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے

﴿ قُلْ مَنْ يَرْدُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْنَ يَمْلِكُ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَنْ يُنْجِي الْحَىٰ مِنَ الْحَىٰ وَمَنْ يُمْتَنِعُ الْمَمْتَنِعُ فَسَيَقُولُونَ إِنَّ اللَّهَ فَقْلَ أَفَلَا يَنْقُونَ ﴾ (یونس: 31)

”آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسان اور زیمن سے رزق دیتا ہے؟ وہ کون ہے جو کافوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ سبکی کمیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔“^(۱)

دلیل 1. حضرت عکرمہ بن ابی حیان الجلوجی کے موقع پر اس خوف کے مارے کر کمیں میں اپنی اسلام و ہمی کی وجہ سے قتل نہ کر دیا جاؤ۔ بھائی کرسندر میں ایک کشتی پر سوار ہو گئے جب کشتی بمنور میں موجود کے تمپڑوں سے دوچار ہوئی ملاحوں نے کہا:

أَخْلِصُوا فِيَنَ آهِنْكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَذَا

خالص اللہ تعالیٰ کی ذات پر تین کرتے ہوئے اس کو پاکرو کہ تمہارے دوسراے

^(۱) یہ بات یاد رکھیں اگرچہ مشرکین مکہ بعض جزوی امور اور معاملات میں خدا تعالیٰ کے بندوں کو حطاں اور غیر مستقل طور پر مشرف اور سفارشی بنتے تھے لیکن بڑے کاموں اور انتہائی مصیبتوں میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اللہ تعالیٰ کے ملا وہ باقی سب ان کے دل سے اس وقت تکل بات تھے۔

الہ اس موقع پر کسی کام نہیں آئتے۔ حضرت عمرہ رض نے کہا: اگر سندھ میں وہ کام نہیں آئتے تو خلیلی پر اللہ تعالیٰ کے سو اکون کام آئتا ہے پھر جہد کیا کہ اے اللہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر قرنے بھے اس مشکل سے نجات دی تو نہیں حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا کیونکہ یہی سبق توہین دہناتے ہیں جس سے ہم بھائے بھائے پھرے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی اور انہوں نے لہذا عده پورا کیا اور سلطان ہو گئے۔^(۱)

(سنن نسافی، کتاب تحریر الدین باب الحکم فی المرتد: 4067)

دليل 2. حضرت عمر بن حسان رض فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے سوال کیا اے حسان! میں نے کہا جی، فرمایا: کتنے ہبھوں کی قم روزانہ عبادت کرتے ہو؟ میں نے کہا حضرت سات کی۔ ایک آسمان پر اور باقی چھ زمین پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَأَيُّهُمْ تَعْدُ لِزَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ»۔ قَالَ الْذِي فِي السَّهَاءِ۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول الله، باب ماجاه فی جامع

الدعوات عن النبي: 3483)

ان میں خوف اور امید کے وقت کس الله کو کام کا کہتے ہو؟ حضرت حسان رض نے فرمایا وہ تو ہی ہے جو آسمانوں میں ہے۔^(۲)

^(۱) یہ شرکین کا وہ گروہ تھا جو مخلکی پر یا بر ایم ایشی اور اعلیٰ جہل اور یا عزیزی کے نفرے لگایا کرتا تھا۔ نیکن مسوجوں کے تھیزروں کی وجہ سے وہ سب کچھ فراموش کر کے صرف ذات باری تعطیل پر اعتبار کیا کرتے تھے اور صرف اس کو پیدا کرتے تھے۔
^(۲) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شرکین عرب اکثر بعض حالات میں غیروں کو سفارشی مان

کر پکار کرتے تھے لیکن جب انتہائی مصیبت کا فکار ہوتے اور دریا کی موجودوں میں گرفتار ہوتے تھے تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے تھے اور تمام بافق الاصاب سفلادشی بھول جاتے تھے لیکن خلی پر قدم رکھتے تو وہی شرک شروع کر دیتے تھے، یعنی غیر اللہ کو متصرف مان کر پکارنا۔ یہ تو تھے زمانہ نبوت کے دور کے شرک۔ لیکن آج کا کلہ گو شرک اس سے بدتر ہے وہ تو دریا کی موجودوں میں اللہ رب العزت کو پکارتے تھے لیکن اس کا کہنا ہے کہ

یا ہمادلخت بیڑا دھک لے گیارہویں والے دا ان

ذوبی ہوئی ترجماں دی

یا مسین دین چشتی
لگادے پار میری کشتی

ایک غالی شرک نے تو ہملاں سمجھ کرہ دیا:

خدا سے میں نہماں گوں گا بھی فردوس اعلیٰ کو مجھے کافی ہے یہ قربت مسین الدین چشتی کی گواہ آجھل کے کلہ گو شرکین مکہ و عرب کو بھی چند قدم پیچے چھوڑ کر ان پر سبقت لے گئے ہیں۔

بشر کین کا عقیدہ شفا اللہ دیتا ہے

﴿ قُلْ مَنْ يَنْبُوْهُ مَلِكُوتُ سَخْلٍ شَغْوٍ وَهُوَ بِحُسْنٍ وَلَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ اِنْ كُثْرَتْ تَعَمُّونَ ﴾ (سیقُولُوب ۸۸) (وقت فان تسمرون ۸۸-۸۹) (المونون: ۸۸-۸۹)

”پوچھیے کہ تمام چیزوں کا اقتیاد کس کے پاس ہے؟ جوہ نہ دیتا اور جس کے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں دی جاسکتی، بتلا دا اگر تم جانتے ہو، تو کیا حواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہے، تو کہہ دیں میر تم کدھر سے جادو کر دیے جاتے ہو۔“

دليٰ 1. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ خدا کے میں آیا (ایک شخص کا نام ہے) وہ قبیلہ از دشنهوں میں سے تھا اور جنوں اور آسیب وغیرہ کو جھلاتا تھا۔ اس نے کہ کے نادانوں سے ساکھے محمد ﷺ مجھوں ہیں (نحوہ بالہ) اس نے کہاں بھی اس کو دیکھوں شاید اللہ انہیں میرے ہاتھ سے اچھا کر دے غرض آپ ﷺ سے ملا اور کہا اے محمد انہیں جنوں وغیرہ کا علاج کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جسے چاہتا ہے شفا دتا ہے۔ تو کیا آپ کو خواہش ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ تَعَمَّدُهُ وَسَتَعْيَنُهُ مَنْ يَنْبُوْهُ لَهُ فَلَا مُضِلٌّ لَهُ وَمَنْ يُضَلِّلُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشَهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ» (صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة: 868، سنن ابن ماجہ: 1893، سنن النسائی: 3278)

”یعنی سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں ہیں۔ میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدعاہتا ہوں۔ جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے لے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے تو اسے

کوئی بھی حدایت دینے والا نہیں ہے اور میں گوہنی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی سبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے کتاب کہہ تو اس نے کہایہ ﴿اللَّهُ وَلَا يَنْهَا دِيْرَانِيَّةٍ﴾ اسے تین مرتبہ یہ ﴿اللَّهُ وَلَا يَنْهَا دِيْرَانِيَّةٍ﴾ سے قوہ کہنے لگائیں نے کہنوں کی یاتمیں نہیں چاہو گروں کے اقوال نے شاعروں کے اشحد نے مگر ان کلات کے برادر کی کوئی نہیں سن اور یہ تو دریائے بلا غت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں پھر خدا نے کہا لئا ہجہ آگے کریں کہ میں اسلام کی بیعت کروں۔^(۱)

^(۱) خاد تو جناب رسول اکرم ﷺ کو خدا کرنے میختا مگر خود خدا ہو گیا اور مسلمان ہو کر لوٹا مگر انہوں کو آج کلہ پڑ سنتے والے بھی غیر احمد سے مختاری امیدیں رکھتے ہیں کہ فلاں دربار پر جاؤ تو جھیں مختار جائے گی لال شہزادہ کنور کے مبدلہ ہے جا کر اگر نہیں جائے تو تمام پیاریاں ختم ہو جاتی ہیں (وافقے مسلمان)

شرکیہ فعل... قبروں پر دھاگا لٹکانا اور درخت یا پتھر کو متبرک سمجھنا

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْتَمِسُوا إِيمَانَهُمْ يُظْهِرُ أَوْلَادَهُمُ الْأَكْثَرَ وَهُمْ شَهِيدُونَ﴾
 ”جو لوگ ایمان لائے ہو رہے ایمان کو ظلم (شرک) سے آسودہ نہیں کیا۔ انہی
کے لئے اس دلائل ملکی ہے اور بھی لوگ رہا راست پر ہیں۔“

دليٰل 1. حضرت ابو واقع رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب
خین کی طرف نکلے۔ تو ایک (بیداری) کے درخت کے پاس سے گزرے جسے ذات انواع کہا
جاتا تھا۔ شرکیں اس پر اپنا اسلوب لٹکاتے تھے (چند صحابہ جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے)
انہوں نے کہا جس طرح ان کے لیے ذات انواع ہے ہمارے لیے بھی اسی طرح کا
ذات انواع بناویں۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا كَمَا قَالَتْ بُنْتُ إِسْرَائِيلَ
إِنْجَعَلْ لَنَا إِلَهًا كُمْ لَهُمْ إِلَهٌ لَّتَرْكِبُنَّ شَنَنَ مَنْ كَانَ فِلَكُمْ

نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر یہ تو اس طرح ہے جیسے می اسرائیل نے کہا تھا۔ ہمارے
لیے بھی معبد مقرر کر دیں جس طرح ان کے معبد ہیں۔ البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے
طریقوں پر چلو گے۔ ^(۱) (مسند حدیث واللفظ لہ: 2/375، 848، سنن الترمذی، کتاب

^(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجج کے لئے درختوں پر اسلوب لٹکانا ان درختوں کو الہ بتاتا ہے۔ آجی
دیکھ لیں کہ درباروں مزبوروں پر لوگوں کے عقائد کیا ہیں کہ فلاں دربار پر تم دھاگہ لٹکا کو تھبہار للاس کام ہو
جائے گا تھبہاری فلاں بیداری دور ہو جائے گی یا للاس در بھڈ پر ایک درخت ہے انسان اسکے نیچے جا کر بیٹھے اور

الفتن، باب ماجاء لشريكين سنن من كان قبلكم: 2180، مسند احمد میں تصریح ہے کہ ”
بیہقی کا درخت تھا۔)

دلیل 2. حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن الخطاب کو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگ
بیعت رضوان والے درخت کے پاس آ کر نمازیں ادا کرتے ہیں تو انہوں نے ان کو ذرا
و دھکایا پھر اسے کاشنے کا حکم دیا ہے اسے کاش دیا گیا۔ (فتح الباری: 7/448)
حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔⁽²⁾

سامنہ کیڑا بچا دے تو اگر کپڑے میں پھل گرا تو پیدا ہو گا اگر پتہ گرے تو بینی پیدا ہو گی۔ درباروں پر
دھان کے بھی لٹکائے جاتے ہیں۔ درباروں پر ہر چیز کو متبرک بھی جاتا جاتا ہے۔ (العياذ بالله)
⑦ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی پیشی کوئی سمجھی تابت ہوئی آپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے اس درخت
کو متبرک جان لیا جہاں آپ نے 1400 سو مجاہد ﷺ سے بیعت لی تھی وہاں آ کر لوگوں نے نمازیں ادا
کرنا شروع کر دی تھیں عمر بن خطاب ﷺ نے ان لوگوں کو دیانتا بھی اور اسے کٹوا بھی دیا موجودہ حکمرانوں
کو عمر بن الخطاب کے اس فعل سے عبرت کرنا چاہیے اور درباروں کی تعمیرات میں حصہ لینے کی بجائے انہیں گرانا
چاہیے تاکہ شرک کے اذوں کا خاتمه ہو اور عقیدہ توحید کی ہیچ کوئی کھلکھل مسلمان حکمران کا فریضہ ہے کہ وہ
دین اسلام کا صحیح نظام قائم کرے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب شرک کے اذوں کا خاتمه کیا جائے اور عقیدہ
توحید پر صحیح عمل کیا جائے یاد رہے کہ جب تک یہاں قبر پر سی اور اللہ تعالیٰ کی گستاخی اور شرک
ہوتا رہے گا اس گناہ میں حکمران طبقہ برادر کا شریک ہو گا اللہ تعالیٰ میں شرک سے محفوظ فرمائے اور توحید
کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چھلے پہننا اور دھاگے باندھنا شرک ہے

﴿ قُلْ لَّمَّا يُصِيبُنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مُوْلَنَا وَعَلَى اللَّهِ فَلَيَسْتَوْكِئُ الْمُؤْمِنُونَ ﴾ (سورۃ التوبۃ: ۱۵)

”آپ کہہ دیجئے کہ میں ہرگز کوئی صیحت نہیں بھائی سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے حق میں لکھ رکھی ہے وہی ہمارا کار ساز ہے اور مومنوں کو تو اللہ پر عی بھروسہ کرنا چاہیے۔“

دلیل 1. حضرت عمران ابن حصین رض سے روایت ہے:

رَأَى رَجُلًا فِي بَيْدِهِ حَلْقَةٌ مِّنْ صُفْرٍ فَقَالَ «مَا هَذِهِ الْحَلْقَةُ؟» قَالَ هَذِهِ مِنَ الْوَاهِنَةِ. قَالَ «إِنِّي عَفَّهَا فَلَمْ يَمْبَدِكْ إِلَّا وَهُنَّا» فَلَمَّا لَوْقَتْ وَهِنَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَخْتُ أَبْدَا

نبی ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں چھل کا چلا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ واہنہ (ایک مریض) کی وجہ سے پہننا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اتار دو (اس لیے کہ یہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا) تمہاری بیماری میں حرید اضافہ ہی کرے گا۔ اگر تمہیں یہ چلا پہنے ہوئے موت آگئی تو تم کبھی نجات نہیں پا سکو گے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب تعلیق النہام: 3531)

دلیل 2. حضرت عقبہ بن عامر رض سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَعَلَّقَ بِغَيْرِهِ فَلَا أَتَمُّ اللَّهُ لَهُ وَمَنْ تَعَلَّقَ بِدَعَةٍ فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ»

(مسند احمد: 17404)

جس نے (بخاری سے تحفظ کے لیے) کوئی تحریر (تعویز، منکار وغیرہ) لکھا یا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے سپہاںؑ میں اللہ تعالیٰ سے بھی آرام اور سکون نہ دے۔

دلیل 3. حضرت ابو بشر رض سے روایت ہے کہ وہ ایک وفادار رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی سفر میں تھے کہ آپ نے ایک قاصد کو اعلان کرنے کے لیے بھجا کہ اعلان کر دو
أَنْ لَا يَقِينٌ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قَلَادَةُ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قَلَادَةُ إِلَّا قُطِعَتْ

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما قبل فی المحس ونحوه فی الأعناف الابل: 3005)

صحیح مسلم: (2115)

”کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا ہڈیا کوئی اور ہدنت نہیں دیا جائے بلکہ اسے کاث دیا جائے۔“^(۱)

① اونٹوں کے گردن میں قلاude (ہڈ) کا بننے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ عرب سمجھتے تھے یہ چیز اونٹوں اور بکریوں کو نظر بد سے بچاتی ہے ایسا عقیدہ درکنا خلاف اسلام اور شرک ہے در جاہلیت میں رسم تھی کہ مکان کی تانت پرانی ہو جاتی تو اسے تہذیل کر لیتے اور پرانی تانت کو چوپا یوں کے گلے میں ڈال دیتے ان کا خیال تھا کہ اس سے جانور نظر بد سے محفوظ رہتا ہے۔
بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بھیجا جاہلیت کی رسمیں جن کا نبی کریم ﷺ قلع قلع کر کے گئے تھے ہمارے محاشرے میں پروان چڑھتی ہیں۔ دیکھ لیں کسی رکش کو کہ اس کے پیچے پرانی جوتی لٹکائی ہوتی ہے اور کہتے ہیں اس سے گاڑی کو نظر بد نہیں ہوتی اسی طرح گمردن کی چھٹ پر ہاتھ کا رکمی جاتی ہے اور اس کے پیچے بھی ان کا عقیدہ لکھا ہے کہ یہ نظر بد سے بچاتی ہے۔ اب خود ہی غور فرمائیں حقیقی شرک اور کلمہ گو شرک کا کیا فرق ہے۔

خود ہی الہی اداوں پر غور کرو ہم کہنی گے تو شکایت ہو گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دليٰ 4. حضرت عبد اللہ بن مسعود رض بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ

کو فرماتے ہوئے سن:۔

إِنَّ الرُّفَقَى وَالثَّمَانَ وَالْتَّوْلَةَ شِرْكٌ (سنن أبي داود، کتب الطب، باب تعلیق

الہمam: 3883)

”بے خلک جماڑ پھونک (دم) تھوڑی گذے اور باہمی مخفی و محبت پیدا کرنے کے لئے

تیار کی جانے والی چیزیں یہ سب شرک ہیں۔“^(۱)

اگرچہ ابو داؤد کی اس حدیث کی صد میں کچھ کلام پایا جاتا ہے لیکن مادرک حاکم کی صحیح روایت جو اس حدیث کو تقویرت دیتی ہے۔

حضرت قیس بن الحکم اسدنی فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رض بخوبی کے پاس گئے، ویکھتے ہیں کہ اس نے بخلہ کی وجہ سے تھوڑی بالکھا ہوا ہے تو آپ نے اس کو اسی وقت کاٹ دیا پھر فرمایا: عبد اللہ کی آل شرک سے پاک ہے۔ اور فرمایا کہ میں نے تبی شک سے یہ بات یاد کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِنَّ الرُّفَقَى وَالثَّمَانَ وَالْتَّوْلَةَ شِرْكٌ

^(۱) اس حدیث میں یہ بات تاکید کے ساتھ ہے کہ بالاشیر تمام کے تمام مترا درم ہر چشم کے تھوڑی گذے اور باہمی مخفی و محبت پیدا کرنے کے لیے بخلہ کی جانے والی سب چیزوں شرک ہیں ان تمام شرک کیہے چیزوں میں سے صرف اس دم کی رخصت ہے جس کی وضاحت اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے: لا يأْتِي سِرْكَيْرَقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ، جس دم میں شرک کیہے گلت شامل نہ ہوں اس میں کوئی حریج نہیں یہ دم جائز ہے۔ (صحیح مسلم، کتب السلام، بد لاباس بالرقی مالم یکن فیه شرک: 2200 سنن أبي داود: 3886)

”بے شک جہاڑ پوک (دم) تزویز اور باہمی مشق و محبت پیدا کرنے کے لیے تیار کی جائے والی چینیں یہ سب شرک میں سے ہیں۔“ (متعدد حاکم: 4/217-7505)
امام حاکم اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

دلیل 5. حضرت عبد اللہ بن حکیم رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ تَعْلَقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ» ”جو شخص کوئی چیز (گلے وغیرہ میں) لٹکائے تو اسے اسی کے پرد کر دیا جاتا ہے۔“⁽¹⁾ (جامع ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء فی کراہیۃ التعليق: 2072، متعدد احادیث: 4/310-311)

دلیل 6. حضرت رفع رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «بَا رُوَفِيقْ لَعَلَّ الْخَيَاةَ مَسْتَطُولُ يَكَ فَأَخْيِرُ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحِيَةَ أَوْ تَقْلِدَ وَتَرَا أَوْ أَشْتَجَبَ يَرْجِعِ دَائِيَةَ أَوْ عَظِيمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا بِرِيَّةً مِنْهُ» (سنن ابن داود کتاب الطهارة، باب مابینہ عنہا ان یستحبی به: 36)
”اے روشنی! شاید تم دیر شک زندہ رہو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جس شخص نے دلائلی کو گرد کائی یا (جانور کے) گلے میں سانت ڈالی یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استخراج کیا۔ تو بلاشبہ محمد ﷺ اس سے بری ہیں۔“

^① جب کسی بندے کو فیر اللہ کے پرد کر دیا جاتا ہے تو خدا و اور نہشان اسے ہر جانب سے گھیر لیتا

بتوں کی اصل حقیقت کیا ہے؟

﴿يَخْلُقُونَ ﴿١١﴾ وَلَا يَسْتَطِعُوْدَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفَشُهُمْ بَنَصْرٍ وَلَنْ تَدْعُوهُمْ إِلَىٰ﴾

اور انہوں نے کہا ہر گز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑتا نہ دوسارے دینوں دیغوت دیعوق و نسر کو۔

دلیل 1. قرآن مجید میں جو پانچ الہوں کا ذکر ہے یہ حضرت نوح ﷺ کے زمانہ میں

- | | | | | |
|------|---------|----------|----------|--------|
| 1. و | 2. سواع | 3. دیغوت | 4. دیعوق | 5. نسر |
|------|---------|----------|----------|--------|

یہ حضرت نوح ﷺ کے زمانہ کے نیک اور صالح انسان تھے جن کی پرسش کی جاتی

ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وداو لا سواه ولا یغوث ولا یعوق و نسر: 4920)

دلیل 2. قرآن کریم میں لات ایک بت کا ذکر ہے یہ کون تھا۔ اس کی وضاحت نبی

کریم ﷺ نے فرمائی یہ ایک نیک آدمی تھا جو حاجیوں کو ستونکوں گھول کر پلایا کرتا تھا جس

کے نام پر بت بنایا گیا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب افراتیم اللات والعزی: 4859)

دلیل 3. نبی کریم ﷺ نے جب دس ہزار لفکر کے ساتھ مکہ المکرمہ فتح کیا۔ تو اس

وقت کعبۃ اللہ میں 360 بت نصب تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ صورۃ ابراہیم

و اسماً عیلِ فَأَيْدِيهَا الْأَذَلَامُ

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ الیوم الفتح: 4287)

حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت اسماعیل ﷺ کی تصویریں بھی رسمی طور پر جن کے
ہاتھوں میں تیر دکھائے گئے تھے۔

دليٰ 4. حضرت ام حسیبہ رض اور حضرت ام سلمہ رض نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ملک جو شہر میں ایک گرجادی کھاتا۔ جس میں کچھ تصویریں تھیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں میں جب کوئی نیک اور صالح آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد اور سکھی بنادیتے تھے اور اس کی تصویر بنا کر نصب کر دیتے تھے وہ بدترین مخلوق ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الصلة باب تبیش القبور مشرکی الجاہلیة...الخ: 724) ^(۱)

^① آپ جہاں تک بھی سراغِ کالمیں جتنی بھی حقیقیں کر لیں آپ کو یہی طے کا کہ بُوں کی اصل صاحب بت اور تصویروں کی اصل صاحب تصاویر تھے آج بھی مذہبی اور سیاسی راہنماؤں کی سیکڑوں بت اور مجسمے بظر عقیدت لوگ نصب کرتے ہیں۔ عقیدت مجسموں سے نہیں ہوتی ہے بلکہ صاحبِ محمد سے ہوتی ہے۔ آپ ہندوؤں اور دیگر بت پرستوں سے پوچھ کر دیکھ لیں تو ان میں اربابِ فہم و انصاف پسندتا ہیں گے کہ اسی نظریے سے انہوں نے مذہبی اور سیاسی بزرگوں کے نام پر بت بنائے ہیں دیے چکیں، چاندی، لکڑی ایسٹ اور پتھر کے بے جان مجسموں سے انہیں کوئی لگا کوئی نہیں اور کوئی محبت نہیں اس سے جو تعطیل بھی ہے وہ بزرگوں کی عقیدت کی وجہ سے ہے۔ شیطان کے لیے یہ تو بہت زیادہ مشکل تھا کہ وہ کلہ پڑھنے والوں کو بُوں کی پوچھا پڑ پڑا کتا۔ کیونکہ وہ اس حاضر پر اسکی تکلیف کھاچا کر اس کا دوبارہ سراخہ تقریباً حال تھا اس لیے اس نے پیشتر ابدالا اور بزرگوں کے بُوں اور مجسموں کے بھائے قبروں سے وہی عقیدت رسمی شروع کر دی جو پہلے بُوں اور مجسموں میں وہ بارہا کر اپنچا تھا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے زور دار الفاظ میں امت کو متنبہ فرمایا: حضرت عائشہ رض اور عبد اللہ ابن عباس رض فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مرض الموت میں جلتا ہوئے تو درد کی وجہ سے ہار بار آپ ﷺ پھر جو مبارک سے کپڑا ہٹا کر ارشاد فرماتے: خدا کی لغت ہو یہود و نصاری پر جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ کاہ بنالیا۔ یہ اس لیے فرماتے تھا کہ آپ ﷺ کی امت آگاہ ہو جائے اور کہیں ایسا نہ کرنے لگے جیسا یہود اور نصاری کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوة: 435)

بلکہ مسلم میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ
قُبُورَ أَنْيَانِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ

کہ لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے پیغمبروں اور نبیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔
اور نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے:

«اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنَّا يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اخْنَدُوا قُبُورَ أَنْيَانِهِمْ مَسَاجِدَ»

اے میرے اللہ میری قبر کو بتہ بہتا جس کی عبادت کی جائے اس قوم پر خدا کا همت علی غضب
ہو جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (مشکوہ: 72، رواہ مالک مرسلہ،

کتاب النداء الصلاة، باب جامع الصلاة 372)

جس چیز سے نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو آگاہ کیا تھا آج اکٹھیت کے ساتھ گلرے گواں خرابی میں
بجلائی نہیں بلکہ اس کو شری لباس اور غلاف پہنایا جاتا ہے۔

مردے نہیں سنتے

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَجْيَالُ وَلَا الْأَمْوَالُ إِنَّ اللَّهَ يُشْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنَّ يُشْتِيهِ مَنْ فِي الْأَقْبَارِ﴾ (فاطر: 22)

”زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ جسے چاہے سنائے اور آپ قبر والوں کو نہیں سنائے۔“

دلیل 1. حضرت اس بن مالک رض سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تکیب بدر والوں کی طرف جھاٹکا اور فرمایا:

«وَجَذَثُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا»

کیا تم نے اس کو جس کا تمہارے رب نے وعدہ کیا حق پایا ہے۔ کہا گیا آپ مردوں کو پہنچاتے ہیں۔

فقَالَ «مَا أَنْتُمْ يَأْسِمُونَ مِنْهُمْ وَلَكُنْ لَأَنْجِيُونَ»

”فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے۔“⁽¹⁾

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل: 3976)

دلیل 2. خود اس روایت کے ساتھ دوسری روایت اس طرح کی ہے۔

حضرت عائشہ رض سے مردی ہے، فرماتی ہیں:

«إِنَّهُمْ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ هُمْ هُوَ حَقٌّ» . ثُمَّ قَرَأَتْ

«إِنَّكَ لَا تُشْتِيهِ الْمُؤْتَمِ»

⁽¹⁾ یہ واقعہ آپ ﷺ کے مجموعات میں شمار ہوتا ہے اس سے معموم ہے اسناد لال درست نہیں ہے۔

”نبی ﷺ نے فرمایا یوگ اب جان رہے ہیں کہ جو میں ان سے کہتا تھا وہ حق تھا۔

پھر انہوں نے پڑھا اور حقیقتِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، کتاب قتل ابی جہل: 3980، صحیح مسلم: 932)

یہ روایت بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل میں کچھ اس طرح ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دو دوستی کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی تدبیر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

«هَلْ وَجَدْنَا مَا وَعَدْنَا رَبِّكُمْ حَقًا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمْ الآنَ يَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ» ”کیا تم نے اس کو حق پایا جو تمہارے رب نے وعدہ کیا پھر فرمایا یہ اب سن رہے ہیں جو میں ان سے کہہ رہا ہوں۔“

یہ بات سیدہ عائشہؓ سے لوگوں نے کہی تو سیدہ عائشہؓ نے کہا آپ نے یوں فرمایا تھا: ”یہ لوگ اب جان رہے ہیں جو میں ان سے کہتا تھا وہ حق تھا پھر سیدہ عائشہؓ نے آیت پڑھی۔“^(۱)

﴿إِنَّكَ لَا تُشْعِنَ الْمُوْقِنَ فَلَا تُشْعِنَ الصَّمَدَ إِذَا وَلَّا مُدْبِرِينَ﴾

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل: 3980)

صحابہؓ کا عقیدہ مردے نہیں سنتے

دلیل 1. حضرت انس اور حضرت ابو طلحہؓ سے مردی ہے، اس میں الفاظ یہ

① اس حدیث نے خود وضاحت کر دی کہ یہ اس وقت کے لیے خاص تھا کیونکہ آپ ﷺ کے الفاظ ک

«قَالَ إِنَّهُمْ الآنَ يَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ» یہ لوگ اب سن رہے ہیں جو میں ان سے کہہ رہا ہوں کسی تاویل کے محتاج نہیں ہے۔

لئے:

فَقَالَ عُمَرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفَسْتُ مُحَمَّدًا بِيَدِي، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَاعِي أَقْوَلُ مِنْهُمْ،

حضرت عمر بن الخطاب نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسے جسم سے بات فرمائے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تمہان سے زیادہ میری باتیں سن رہے ہو۔^(۱)

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل: 3976، صحیح مسلم: 2875)

^(۱) اگر مردے سنتے ہوتے تو آپ ﷺ یہ جواب نہ دیتے بلکہ فرماتے ہیں مردے بھی سنتے ہیں لیکن فرمایا یہ سنتے نہیں جس سے ایک طرف امیر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو آپ ﷺ نے ہبہ کیا کہ واقعی ہی بے جان جسم نہیں سنا اور دوسرا طرف واضح کیا کہ یہ اس وقت سنتے ہیں جیسا کہ مکمل روایت میں گزرا ہے اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ ﷺ نے خداوند کی حقیقت یہ تھا کہ مردے نہیں سنتے جس کو رسول اکرم ﷺ نے بھی روشنیں فرمایا ہے۔

اس روایت کے آخر میں تلاوہ ﷺ کرتے ہیں:

أَخِيَّاْهُمُ اللَّهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَبَرِّيْخَا وَتَضْفِيرَا وَتَقْيِيمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمَا

اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تاکہ ان کو آپ کی بات سنائے تو پھر وہ تسلی سزا اور حسرت اور ندم است کے

نوت شدہ آدمی کا زندہ کیسا تھے کوئی تعلق نہیں

﴿ وَمَنْ أَصْلَلَ مِنْ بَدْعِهَا مِنْ دُونِ أَنْوَهٍ مَّنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾

وَهُمْ عَنْ دُعَائِيهِمْ غَافِلُونَ ﴾ (الاحقاف: 5)

”اور اس شخص سے بڑا کہ کون گراہ ہو سکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور ان کو ان کے پکارنے کی خبر بخوبی ہو۔“

دلیل 1. حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مردی ہے:

أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَيْنَاتِي فَأَمْرَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ قَالَ أَبِي كَانِهَا تَعْنِي الْمَوْتَ قَالَ «فَإِنْ لَمْ تَمْجِدِينِي فَأَتَى أَبَا بَكْرٍ» (صحیح بخاری، کتاب المناقب: 3659، صحیح مسلم: 2386)

”نبی ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کسی معاملہ میں آپ ﷺ سے گفتگو کی آپ ﷺ نے اسے کہا ہے آنا کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ وفات پا جائیں تو؟ فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابو بکر شیخؓ کے پاس چلی جانا۔“^(۱)

دلیل 2. صحیح بلادی میں باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد على القبر کتاب الجنائز میں تعلیقاً مردی ہے۔ حضرت حسن بن حسن علی ہیئت وجہ نوت ہوئے:

ضَرَبَتِ امْرَأَةُ الْقَبْةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ، ثُمَّ رُفِعَتْ ، فَسَمِعُوا صَوْنًا

^(۱) ثابت ہوا کہ نوت ہونے کے بعد زندہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو دعا کے لیے اسے کہا جا سکتا ہے درنہ آپ ﷺ اس عورت کو فرماتے کہ میری قبر پر آ جانا بلکہ یہ سمجھایا کہ میرے بعد میرے جانشین کے پاس آیا کرو۔

يَقُولُ أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا . فَأَجَابَهُ الْآخَرُ بِنْ يَثْوَى فَانْقَلَبُوا

”تو ان کی عورت نے قبر پر ایک سال تک خیر لگائے رکھا بھر دہاں سے چل تو ایک آواز دینے والے کی آواز سنی۔ کیا گشیدہ کو انہوں نے پالیا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا تا امید ہو کر واہک جا رہے ہیں۔“^(۱) (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من المخاذ المساجد علی القبور)

دلیل 3. حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن حرام رضی اللہ عنہ احمد کے دن شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے جابر! میں کیا مجھے بتاؤں اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ سے کیا کہا ہے۔ میں نے کہا ہاں بتائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچے سے کلام فرمایا اور تیرے والد سے فرمایا: اے میرے بندے! تمنا کر میں مجھے دوں گا۔ تیرے والد نے کہا: اے میرے پروردگار مجھے زندہ کر کے میں دوبارہ تیرے رتے میں قتل ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا ہیلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ انہوں نے واپس نہیں جاتا ہے۔ تو کہا میرے اللہ پیچے والوں کو اطلاق دے دو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اللہ کے رتے میں قتل ہونے والوں کو مردانہ سمجھو۔“^(۲)

(سنن ابن ماجہ ، باب فی النکرت الجهمیة کتاب المقدمة: 190)

① جب میت کا زندہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر وہ کیسے زندہ کی سن کر دعا قبول کرے گا جبکہ کہنے والا خاتم و خاسر ہو گا۔

② اگر مردے کا زندہ کے ساتھ تعلق ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ علیہ وسلم کے والدیہ عرض نہ کرتے کہ یا

رب فَأَتْلِعْ مَنْ وَرَانِی ”اے میرے اللہ میرے پیچے والوں کو پہنچا دے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام

«إِنَّا حَرَمْ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَةَ وَاللَّمَ وَكَلْمَ الْغَنِيمَ وَمَا أَهْلَ بِهِ لِتَقْرَبُوا إِنَّ اللَّهَ فِي أَضْطَرَّ عَيْدَ بَاعَ وَلَا عَامَ مَلَأَ إِنَّمَ عَلَيْهِ إِذَا أَفَقَهُ عَغْوَرٌ» (آل عمران: 173)

”بے شک تم پر مردہ جانور، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جیسے جو غیر اللہ کے ہم ہے مشہور ہو حرام کر دی گئی ہے۔ ہاں تجھے مجموعہ اس پر کچھ گفتہ نہیں ہے بے قائل اللہ تعالیٰ بخششے والا رحم کرنے والا ہے۔“

دليل 1. سیدنا علیؑ کے صحیفے میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے:

«لَعْنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَنِيمَ وَلَعْنَ اللَّهُ مَنْ سَرَقَ مَنَازِ الْأَرْضِ وَلَعْنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالْإِلَهُ وَلَعْنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مَعْدِنًا»

”الله تعالیٰ کی لعنت ہو اس آدمی پر جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا، اس پر بھی لعنت ہو جس نے زمین کی حدود و عللماں کو چایہ اس پر بھی لعنت ہو جس نے لئے والدین پر لعنت کی اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے کسی بد عیسیٰ کو جگ دی۔“ (صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، باب تحريم الذبح لغير الله: 1978)

دليل 2. حضرت انس فرشتو سے مردی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا عَقْرَ فِي الإِسْلَامِ

”اسلام میں قبروں کے خردیک ذبحہ نہیں ہے۔“^(۱)

① اہل جامیت سنی آدمی کی قبر پر اونٹ ذبح کرتے تھے اور کہتے تھے ہم اس کی ہدایت کا بدلا دے رہے ہیں۔ ایسیے کہ وہ اپنی ازندگی میں اونٹ ذبح کر کے مہماں کو کھلاتا تھا، اس کی قبر کے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل 3. حضرت مثبت بن الصحاک رض سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ یو انہ مقام پر اونٹ ذبح کرے گا۔ تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«هَلْ كَانَ فِيهَا وَثْنٌ مِنْ أُوْنَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبُدُ» . قَالُوا : لَا . قَالَ : «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ» . قَالُوا : لَا . قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم : «أَوْفِ بِنَدِيرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِتَنْذِيرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيهَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ»

”کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تو نہیں تھا جس کی عبادت کی جاتی ہو۔ تو صحابہ رض نے عرض کیا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جگہ میں ان کے میلوں میں سے کوئی میلہ تو نہیں لگتا تھا۔ صحابہ کرام رض نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی

ذبح کرہے ہیں تاکہ درندے اور پرندے کھائیں اور جس طرح اس کی زندگی میں انکر جاری رہتا تھا مرنے کے بعد بھی جلدی رہے۔ (شرح ابو داؤد معالم السنن: 34) امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تحریم میں فرمایا ہے:

كَانُوا يَغْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقْرَةً أَوْ شَاةً

مشرکین قبروں کے پاس گائے یا بکری ذبح کیا کرتے تھے۔ نذکورہ بالا حدیث اور اس کی شرح سے معلوم ہوا کہ قبروں کے پاس جانور ذبح کرنا زمانہ جاہلیت میں مشرکوں کا کام تھا جو قبروں پر انکر جلدی رکھتے تھے۔ اسلام نے آکر اس کو محض کماہے اور یہ درس دیا ہے کہ قبروں کے پاس جانور ذبح کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے جو لوگ قبروں پر جا کر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں اور ذبح کرتے ہیں وہ بعل قبور کو مشکل کردا اور حاجت رواجانتے ہیں اور فتحتے ہیں کہ اگر یہاں نذر ان دیا گیا تو ہماری حاجات پوری ہوں گی اور صاحب قبر راضی ہو گے۔

نذر پوری کر لے اور یاد رکھو اللہ کی نافرمانی میں نذر کو پورا نہیں کرتا اور جس کا ابن آدم مالک نہیں اس نذر کو پورا نہیں کرتا۔^(۱) (سنن ابو داؤد، کتاب الایمان والتنور، باب ما یوم رہ من الوفاء بالنذر: 3313)

دلیل 4. حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلَيُطِعْنَهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَغْصِبَهُ فَلَا يَغْصِبُهُ»

”جو کوئی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔“
(صحیح بخاری، کتاب الایمان والتنور، باب النذر فی الطاعة: 6696)

سنن ابن داؤد: 3289

^① فتح الاسلام امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی بین دلیل ہے کہ جس مقام پر مشرکین کا میلہ لگتا ہوا جس مقام پر ان کا کوئی بہت وغیرہ نصب ہو۔ اگرچہ اب اس مقام پر نہ ملے کا اہتمام ہو اور نہ بہت نصب ہو۔ جیسیں اس مقام پر اللہ تعالیٰ کے لیے کسی جانور کو ذبح کرنا منوع ہے کیونکہ مشرکین کا کسی جگہ پر میلہ لگاتا یا کسی مقام پر غیر اللہ کی عبادت کرنا خالص اللہ کے لیے ذبح کرنے و نذر پورا کرنے کے لیے مانع اور رکاوٹ ہے۔ (دھدایۃ المستبد: 1/455)

اس بحث سے یہ نتیجہ لکھا کہ ایسے مقام جہاں پر اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت ہوتی ہو عرس میلے لگتے ہوں وہاں پر اللہ کے ہم کی نذر و نیاز اور چیخ حادیے چڑھاتا اور بگرے چھترے وغیرہ ذبح کرنا حرام ہیں اس سے مکمل احتساب کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبدالنبي، عبد الرسول وغيره نام رکھنا جائز نہیں

﴿مَا كَانَ لِشَرِيكٍ أَنْ يُوقِّيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ لِلنَّاسِ كُوْنُوا يَعْبُدُونَ اللَّهَ وَلَكِنَّ كُوْنُوا دَيْنَيْنِ فَمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ الْكِتَابَ وَمَا كُنْتُمْ تَدْرِسُونَ﴾ (آل عمران: 79)

”کسی انسان کے لیے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اس کو کتاب حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے بجائے میرے بندے ہیں جا کر وہ تو سمجھی کہے گا کہ چھ ربانی بنو۔ جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔“

دلیل 1. سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمْتَنِي فَكُلُّكُمْ عَبْدُ اللَّهِ وَكُلُّ نِسَاءٍ كُمْ إِمَامُ اللَّهِ وَلَكِنَّ لِيَقُولُ غَلامٌ وَجَارِيٌ فَتَاهٌ وَفَتَاهٌ. وَلَا يَقُولُ الْعَبْدُ رَبِّي. وَلَكِنَّ لِيَقُولُ سَيِّدِي^۱** (صحیح بخاری: 2552، صحیح مسلم، کتاب الفاظ من الأدب وغیرها، باب حکم اطلاق لفظه العبد ولاة والملوک والسبیل: 2249)

”ہرگز تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری بندی تمہارے سب مرد اللہ تعالیٰ کے بندے اور تمہاری سب حور تک اللہ تعالیٰ کی بندیاں ہیں بلکہ یوں کہے کہ میرا غلام اور میری باندھی، میرا خادم یا میری خادمه اور غلام بالک کو ربی (میرا رب) نہ کہے بلکہ بالک کو سیدی کہے۔“

دلیل 2. حضرت شریع بن ہاشم بیان کرتے ہیں۔ ایک وفد رسول اللہ ﷺ

کے پاس آیا: فَسَمِعُهُمْ يُسَمِّعُونَ رَجُلًا عَنْدَ الْحَجَرِ فَقَالَ لَهُ مَا أَسْمُكَ؟ فَقَالَ عَبْدُ الْحَجَرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا أَنْتَ عَبْدُ اللَّهِ (سنن ابن ابی شیعہ، کتاب الأدب، باب تغیر الأسماء: 13/243)

”آپ ﷺ نے سنا کہ یہ لوگ ایک شخص کو عبد الحجر کے نام سے پکار رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا عبد الحجر۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آج سے تیرا نام عبد اللہ ہے۔“

دلیل 3. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطْيَفَةِ وَالْخَمِيسَةِ» (صحیح بخاری، کتاب

الجهاد ووالسریر، باب الحراسة في الغزو وفى سبيل الله: 2886، سنن ابن ماجہ: 4134)

”درہم کا بندہ، دینار کا بندہ، چادر کا بندہ اور سکبیل کا بندہ ہلاک ہو گیا۔“⁽¹⁾

دلیل 4. امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب میں لکھتے ہیں:

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُحَافَةَ أَبُو يُكْرِنِ الصَّدِيقِ كَانَ إِسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَبْدُ الْكَعْبَيْةِ فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ (الاستیعاب برہامش: 2/234)

”سیدنا عبد اللہ بن ابی قافل یعنی ابو مکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام دور جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ کہ دیا۔“

اسی طرح سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبد عمرو تھا بعض نے کہا عبد الکعبہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد الرحمن رکھ دیا۔ (الاستیعاب: 2/387)

⁽¹⁾ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عبد کی اضافت اسماء میں جب غیر اللہ کی طرف ہوتی ہے تو یہ لفظ عبادات کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے ناموں کو بدل دیا تھا کیونکہ یہ شر کیہ نام تھے اگر انہیں شر کیہ نہ سمجھا جائے تو پھر بھی ان میں شر کی بوجوہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت رسول اللہ ﷺ کی مشیت سے مقدم ہے

﴿فُلَّاً لَّوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوَّثَ عَلَيْنَكُمْ وَلَا أَذْرَأْتُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ

فِيهِنَّمُ عُمِّرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (یونس: ۱۶)

”کہہ دو اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس (قرآن) کو تم پر نہ پڑھتا اور نہ اس کے متعلق

بتابات یقیناً میں نے تم میں اس سے پہلے عمرگزاری ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو۔“

دلیل 1. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ

أَجَعَلْتَنِي اللَّهُ عَذْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَخَدَّهُ

”کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ تو اے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حکم! کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنار کھا ہے؟ بلکہ جو

اللہ کیا لے چاہے۔“ (مسند احمد: 2561، سنن البیهقی: 3-5812)

دلیل 2. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ وَلَكِنْ لِيَقُولُ مَا شَاءَ

اللَّهُ ثُمَّ شِئْتَ» (سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، باب النہیٰ ان یقال ما شاء اللہ...: 2117)

”جب تم میں سے کوئی حلف اٹھائے تو یہ نہ کہے جو اللہ چاہے اور جو آپ ﷺ

چاہیں بلکہ یوں کہے جو اللہ چاہے پھر آپ چاہیں۔“

دلیل 3. حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک

آدمی نے خواب دیکھا کہ وہ اہل کتاب کے ایک آدمی سے ملا ہے اس نے کہا تم اچھی قوم ہو

اگر شرک نہ کرو، تم کہتے ہو جو اللہ چاہے اور محمد ﷺ کا ذکر نہ چاہیں۔ اس نے یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَمَّا وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لِأَغْرِفُهَا لَكُمْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ»

”اللہ کی قسم ایسی بات کو جانتا ہوں یوں کہا کرو جو اللہ چاہے پھر محمد ﷺ کا ذکر نہ چاہیں۔“

(1) (سلسلة الأحاديث الصحيحة: 137)

دلیل 4. قبیلہ جہیں کی ایک مورت قبیلہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا تم شرک کرتے ہو اور نبی ﷺ کو حصر دار بناتے ہو۔ تم کہتے ہو جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں اور تم کہتے ہو کہ کعبہ کی قسم! تو تم کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا جب حلف کا ارادہ کریں تو کہیں:

وَرَبُّ الْكَعْبَةِ وَيَقُولُ أَخْدُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ

(سنن النسائی، کتاب الایمان، باب الحلف بالکعبۃ: 3804)

”رب کعبہ کی قسم! اور ان میں سے ہر کوئی کہے جو اللہ چاہے اور پھر آپ چاہیں۔“ اس حدیث کو نام ذہبی رشیت نے صحیح قرار دیا ہے۔

^① یعنی اللہ کے ساتھ محمد ﷺ کو شریک نہ بنا بلکہ اللہ کے بعد محمد ﷺ کا ذکر کرو، اس لیے کہ اللہ کا کوئی ہمار نہیں سب اس کے بندے ہیں۔

متنازعہ مسائل کے مجری فیصلے

قرآن و حدیث کے فہم اور اس کی تشریع و توضیح میں اختلاف ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اختلاف، صحابہ رضی اللہ عنہم تا بعین عاشقین کے درمیان بھی موجود تھا لیکن اس کے سبب وہ فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے اس لیے کہ اس اختلاف کے باوجود سب کا مرکز اطاعت اور معیار عقیدت ایک ہی تھا، قرآن اور حدیث رسول ﷺ۔ وہ اپنے اختلاف کو کتاب و سنت کی کسوٹی پر پیش کرتے تھے۔ لہذا جس کی بات معیار پر پوری اترتی وہ سچا ہوتا اور دوسرا اپنی رائے اور موقف کو چھوڑ دیتا، جب تک لوگ اس نجح پر کار بند رہے اہمت محمد یہ فرقہ و گروہ بندی سے محفوظ رہی۔ لیکن جب شخصیات کے نام پر دبتان فکر معرض وجود میں آئی تو اطاعت و عقیدت کے یہ محور بھی تبدیل ہو گئے، اپنی اپنی شخصیات اور ان کے اقوال و افکار اول حیثیت کے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات ثانوی حیثیت قرار پائے اور یہیں سے امت مسلمہ کے افراق کے لیے کا آغاز ہو جو دن بد ن بڑھتا ہی چلا گیا اور نہایت مستحکم ہو گیا۔